اردو۔ انگریزی

ماہنامہ

کنزالایمان

لاہور

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید نمبر

مدیر اعلیٰ

محمد نعیم طاہر رضوی

جولائی 2009

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید نمبر

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

اہل سنت وجماعت کا ترجمان، فکر رضا کا امین

کنز الایمان

ماہنامہ

اردو انگریزی

رجب المرجب 1430ھ، جولائی 2009ء، شمارہ 7، جلد 19

بیاد: حکیم اہلسنت حضرت
حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ

مجلس ادارت

- مفتی محمد عبد العلیم سیالوی
- ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
- ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

مجلس مشاورت

- سید اویس علی سہروردی
- محمد طارق فاروقی رضوی
- حافظ محمد شعیب

قیمت موجودہ شمارہ
200 روپے

مدیر مسؤول: محمد نعیم طاہر رضوی

مدیر: محمد رضوان قادری

نائب مدیران: محمد راحیل قادری
غلام قادر سیالوی

مدیر انتظامی: ڈاکٹر محمد جمیل

مدیر ترسیل: محمد خرم خان

مدیر اشتہارات: محمود علی قادری

ذر تعاون

عام شمارہ	25/= روپے
سالانہ (عام)	250/= روپے
سالانہ (کتاب خانے وادارے)	300/= روپے
تاحیات (پاکستان)	6000/= روپے

دیگر ممالک

سالانہ	35/= امریکی ڈالر
تاحیات	260/= امریکی ڈالر
امریکہ	35/= ڈالر
یورپ اور عرب ممالک	30/= ڈالر
عراق، ایران، ترکی، بھارت	20/= ڈالر

Tel: 0092-42-6680752, 6681927
Mob: 0092-333-4284340
Fax: 0092-42-5710581
kanz_ul_iman@hotmail.com
Www.kanzuliman.org

ترسیل زر اور ادارتی وانتظامی امور میں رابطے کا پتہ:
کنز الایمان دہلی روڈ صدر بازار لاہور کینٹ
پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر 54810

پرنٹر:۔ محمد نسیم چاچا پرنٹنگ پریس صدر لاہور چھاؤنی

ڈرافٹ: کنز الایمان اکاؤنٹ نمبر 71-5685 حبیب بینک، لاہور کینٹ پاکستان

حکومت پنجاب کے سرکلر نمبر 96-5-4 S-O(A-IV) کے تحت سکولوں، ٹیکنیکل اداروں اور پبلک لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

اس شمارے میں

نمبر شمار	مضمون		صفحہ نمبر
1	حمد باری تعالیٰ	راجا رشید محمود	[illegible]
2	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	مفتی محمد اختر رضا الازہری	[illegible]
3	اداریہ	ادارہ کنز الایمان	[illegible]
4	قطعہ تاریخ شہادت	سید عارف محمود مہجوری رضوی	8
5	قطعہ تاریخ طباعت	سید عارف محمود مہجوری رضوی	10
6	قطعات تاریخہائے وصال مفتی محمد حسین نعیمی	سید عارف محمود مہجوری رضوی	12
7	قطعہ تاریخ وفات والدہ محمد نعیم طاہر رضوی	سید عارف محمود مہجوری رضوی	13
8	شہید پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی	مفتی محمد صدیق ہزاروی	14
9	سرفرازی ہوگئی تمہیں حاصل دارین کی	علامہ محمد منشاء تابش قصوری	17
10	شمع رسالت کا پروانہ	سلیم الحق علوی	21
11	آہ! ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی	فضل حسین اعوان	23
12	انسانیت کا قتل	عطاء الرحمن	25
13	تم ناحق کرچیاں چن چن کر اک آس۔۔۔	بشریٰ رحمن	27
14	جید عالم۔ عظیم انسان	سید انور قدوائی	30
15	شہادتوں کے سلسلے	صدیق اظہر	33
16	قابل برداشت بجٹ اور ذکر چند علماء کا	عبد القادر حسن	35
17	ابھی بھی وقت ہے	اوریا مقبول جان	38
18	مژگاں تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا	محسن گورایہ	41
19	ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت	قیوم نظامی	44
20	عظیم شہادت میں عزم کا پیغام	الطاف حسن قریشی	48

21	آپ کا مشن جاری رہے گا	حامد میر	50
22	نغمہ اتحاد قوم	رفیق ڈوگر	53
23	خودکش حملوں کے پیچھے کون ہے	حمید گل	56
24	یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا	ڈاکٹر محمد اجمل نیازی	60
25	سانحہ سرفراز نعیمی شہید پر لاہور اداس ہے	چودھری اصغر علی وڑائچ	64
26	موت العالم ۔ موت العالم	رفیق غوری	66
27	ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی سے 3 گھنٹے پہلے آخری گفتگو	چودھری اصغر علی وڑائچ	67
28	بجھتے ہوئے چراغ کا دکھ	توفیق بٹ	69
29	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید کا لہو کس کے ہاتھ تلاش کریں	محمد یسین وٹو	71
30	روشنی کی لکیر	عطاء الحق قاسمی	73
31	ڈاکٹر نعیمی کی شہادت پس پردہ سازش	طارق اسماعیل ساگر	77
32	پنجاب کا شہید پاکستان	ڈاکٹر محمد اجمل نیازی	78
33	پاکستان کو عراق بنانے کی سازش	انصار عباسی	81
34	کیا سرفراز نعیمی کا لہو بھی	عرفان صدیقی	84
35	ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید	مشتاق احمد قریشی	87
36	علامہ سرفراز نعیمی کی شہادت	غلام جیلانی خان	89
37	ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت ۔ قومی المیہ	ابو عمار زاہد الراشدی	92
38	شہید ڈاکٹر صاحب	ناصر بشیر	95
39	ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے مشن کو جاری رکھنے کا عزم	اصغر علی کوثر وڑائچ	98
40	اب بریلوی دیوبندی انتشار اور؟	ڈاکٹر محمد اجمل نیازی	100
41	کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق	ڈاکٹر محمد حسین پراچہ	103
42	مسلمان ں ں ۔۔ مصیبت میں نہیں گھبراتا	خالد احمد	107
43	سپہ سالار کی شہادت	اسد اللہ غالب	109

44	اہل صدق کی تربتیں	امجد علی شاکر	112
45	داعی اتحاد امت۔ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید	فرید احمد پراچہ	115
46	ڈاکٹر سرفراز شہید۔ چند یادیں	چودھری خادم حسین	118
47	ایک روشن فکر عالم چلا گیا	افضال ریحان	121
48	فتح کا راستہ	نسیم شاہد	123
49	ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے افکار و خیالات	ملک محبوب الرسول قادری	126
50	شہید سرفراز نعیمی کی سرفرازی	علی مسعود	128
51	ڈاکٹر سرفراز نعیمی پر خودکش حملے کے خلاف مظاہرے	اصغر علی کوثر وڑائچ	130
52	ایک عالی وقار تھا نہ رہا	اسرار بخاری	132
53	آہ۔ڈاکٹر سرفراز نعیمی	رانا شفیق پسروری	134
54	اصل سوالات	عباس اطہر	137
55	نعت کبریٰ کی شہادت	تنویر قیصر شاہد	140
56	عشق کی شہادت	خواجہ جمشید امام	144
57	شہید ریاست کردار کے آئینہ میں	قاری خان محمد قادری	148
58	خودکش بم دھماکے میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید	روزنامہ ''جنگ'' لاہور	150
59	لاہور اور نوشہرہ میں خودکش دھماکے	روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور	151
60	سرراہے	روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور	153
61	لاہور اور نوشہرہ میں دہشت گردی کی وارداتیں	روزنامہ ''ایکسپریس'' لاہور	154
62	ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی ٹارگٹ شہادت	روزنامہ ''دن'' لاہور	156
63	لاہور اور نوشہرہ کی مساجد پر حملے	روزنامہ ''اساس'' لاہور	158
64	مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت	روزنامہ ''پاکستان'' لاہور	160
65	عوامی جان و مال کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے	روزنامہ ''خبریں'' لاہور	162
66	مفتی سرفراز نعیمی کی المناک شہادت	روزنامہ ''اوصاف'' لاہور	164

67	سانحہ لاہور۔ ذمہ داروں کو انجام تک پہنچایا جائے	روزنامہ ''آواز'' لاہور	166
68	لاہور اور نوشہرہ میں خودکش حملے اور وقت کے تقاضے	روزنامہ ''وقت'' لاہور	168
69	خودکش حملہ اور پولیس کی روایتی غفلت	روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور	171
70	آہ! ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی شہید	ماہنامہ ''نور اسلام''	172
71	ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز خان نعیمی	ماہنامہ ''جہان رضا''	174
72	شہادت گہ الفت	ماہنامہ ''روح بلند''	180
73	دستک	ماہنامہ ''مراۃ العارفین''	182
74	علامہ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت	ماہنامہ ''معارف رضا''	183
75	شہید پاکستان۔ تیری عظمت کو سلام	ماہنامہ ''انوار لاثانی''	190
76	ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی۔ منصب شہادت پر سرفراز ہو گئے	ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ''	193
77	جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے	ماہنامہ ''النظامیہ''	195
78	شہید پاکستان	ماہنامہ ''جلالیہ''	198
79	ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت	پندرہ روزہ ''المنیر''	200
80	بہترین انتقام۔ اتحاد بین المسلمین	ماہنامہ ''میثاق''	203

اداریہ

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید

زندہ باد

خدائے شہرِ من جل جلالہٗ

محسوس کر کے عظمتِ خالق ہر ایک شے
ہوتی ہے وقفِ مدحتِ خالق ہر ایک شے

ہر چیز جب بنائی ہوئی ہی اُسی کی ہے
ہے زیرِ بارِ منّتِ خالق ہر ایک شے

لیتی ہے اس کا نام جھکا کر سرِ عزیز
کرتی ہے یوں تحیّتِ خالق ہر ایک شے

سنتی ہے گوشِ دل سے، سناتی ہے خَلق کو
ہر ایک قولِ حکمتِ خالق ہر ایک شے

سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے سوا، رہی خواہش کے باوجود
محرومِ دید و رُویتِ خالق ہر ایک شے

دیکھے انھیں جو دل سے اور جانچے جو غور سے
پائے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں عصمتِ خالق ہر ایک شے

مخلوق ہے، مگر رہی محمودؔ اس سے دور
پائے گی کیا حقیقتِ خالق ہر ایک شے

نعتِ پاک

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد اختر رضا الازہری

آج کی رات ضیاؤں کی ہے بارات کی رات
فضلِ نوشاہ دو عالم کے بیانات کی رات

شبِ معراج وہ اوحیٰ کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات

چھائی رہتی ہیں خیالوں میں تمہاری زلفیں
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

رُخِ تابانِ نبی زلف معنبر پہ فدا
روز تابندہ یہ مستی بھری برسات کی رات

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
کتنی روشن ہے رُخِ شہ کے خیالات کی رات

ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

جس کی تنہائی میں وہ شمع شبستانی ہو
رشک صد بزم ہے اس رندِ خرابات کی رات

بلبلِ باغ مدینہ کو سُنا دے اختؔر
آج کی شب ہے فرشتوں سے مباہات کی رات

قطعۂ تاریخ شہادت

"وائے زینتِ چمن شہیدِ پاکستان"
1430ھ

"ہمائے سعادت جرنیلِ اہلِ سُنت"
1430ھ

"آہ آہ وحید جہاں علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید"
2009ء

سید عارف محمود مہجور رضوی، گجرات

گھٹائیں ظلم کی چھائی ہوئی ہیں مُدت سے
بچاؤ جن سے مرے دوستو ہُوا ہے محال

لگائے چرکے وہ دل پر ہیں بربریت نے
غم والم کی ہے اوڑھی ہُوئی بدن نے شال

بنی ہے صُبحِ قیامت ہر ایک صبح یہاں
ہر ایک روز لئے ساتھ آئے حزن و ملال

خدا کرے کہ ہوں غارت یہ خودکشی کے نقیب
دلوں میں جن کے ترحّم ہوا ہے خستہ حال

بنامِ دین بپا کر رہے ہیں ظلم و ستم
اُلٹ معانی میں جائز ہُوا جہاد و قتال

ہیں طالبانِ ستم، طالبان نامی لوگ
خدا کرے کہ کُھلیں ان پہ دین کے اقوال

حلال جانتے ہیں خُونِ اہل دین و حرم
حرام کہتے ہیں جو کوئی بھی ہے چیز حلال

نجانے کون سے مذہب کے ہیں یہ پیروکار
پئیں ہیں خونِ مسلماں سمجھ کے آبِ زلال

کوئی بھی شہر نہیں ان کے ظلم سے محفوظ
کوئی بھی فرد نہیں ان کے خوف سے خوشحال

یہ وارثانِ خوارج، یہ دشمنانِ وطن
نہیں ہیں جانتے کچھ ماسوائے جنگ وجدال

دراز ہوتا ہی جاتا ہے سلسلہ ان کا
خدا کرے کہ یہ ظالم ہوں جلد بے پروبال

نشانہ ان کے ستم کا بنا وہ مردِ حق
چمک رہا تھا جو جرأت کا بن کے مہرِ جلال

چلا ہے سوئے عدم آج ایک فردِ فرید
پہن کے تاج شہادت کا مردِ خوش افعال

چراغِ عزم و عمل کو وہ دے کے اپنا لہو
جہادِ زیست کے رستوں کو کیا گیا ہے اُجال

وہ ابن مفتی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ خلد نشیں
ملا ہے جس کی شہادت سے درد کا بھونچال

وہ سادگی کا مرقع، وہ عجز کا پیکر
کہاں سے ڈھونڈھ کے لائیں گے آہ اُس کی مثال

وہ عز و نازِ قناعت، وہ فخرِ فقر و غنا
رہا ہمیشہ اُسے دل پسند اکلِ حلال

متاعِ صبر و رضا سے وہ مالا مال رہا
غرورِ علم و عمل سے کیا نہ خود کو نہال

بجا تھا سیرت و کردار کا وہ اک غازی
خدا کے ایک ولی سے تھے اس کے سب اعمال

جیا وہ موت کی آنکھوں میں ڈال کر آنکھیں
چلی نہ اس پہ کبھی خوف کی کوئی بھی چال

رہا مقامِ نبی ﷺ کے لئے وہ سینہ سپر
نبی ﷺ کی آن کی خاطر جیا وہ بن کر ڈھال

وہ ہر محاذ پر اہلِ سُنن کے کام آیا
ہر ایک موڑ پہ رکھتا تھا اہلِ حق کا خیال

ہر ایک وصف کا مظہر تھی اس کی شخصیت
خدا نے بخشا اسے قائدانہ حسن و جمال

ہر ایک لب پہ ہیں اس کے خلوص کے چرچے
ہر اک زبان ہے اس کی فضیلتوں پر دال

خدا کرے کہ لہو اس کا رنگ یُوں لائے
مرے وطن کے ہوں دشمن تمام تر پامال

شہیدِ ارضِ وطن کا بجا کہو مہجور
"فضیلتِ علماء سرفراز" سالِ وصال

2009ء

اگر ہے بارِ دگر سالِ وصل کی حاجت
کہو ہے "سالِ فخرِ وطن، فخرِ دین، ماہِ جمال"

2009ء

کنزالایمان سوسائٹی کے صدر اور ماہنامہ کنزالایمان کے مدیر اعلیٰ محمد نعیم طاہر رضوی کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔

24 جون 2009ء رات 11 بجے محمد نعیم طاہر رضوی کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ 25 جون بروز جمعرات بعد نماز ظہر نورانی جامع مسجد صدر لاہور چھاؤنی میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں علماء، مشائخ اور ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق افراد نے شرکت کی۔ [redacted] حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحومہ کو مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ مرحومہ انتہائی نیک، غریب پرور خاتون تھیں۔

مؤرخہ 27 جون کو بعد نماز عصر محمد نعیم طاہر رضوی کی رہائش گاہ پر قل خوانی کی گئی۔ نعت خوانی کے بعد علامہ قاری محمد زوار بہادر (جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان) علامہ غلام حسین کلیالوی اور مولانا محمد نعیم نوری نے خطاب کیا۔

قطعۂ تاریخ طباعت

"خورشیدِ صبح شہیدِ ملت"

2009ء

"پرتوِ نورِ شہیدِ پاکستان نمبر"

2009ء

"علم آموز اشاعتِ خاصِ ماہنامہ کنزالایمان"

2009ھ

سید عارف محمود مہجور رضوی، گجرات

ناز کرتی ہے اُنہی پر زندگی	موت سے ڈرتے نہیں ہیں جو ذرا
باعثِ صد رشک ہے ان کی وفات	نامِ حق پہ جو بھی دیں گردن کٹا
جینا و مرنا انہی کا ہے فقط	جو بھی اپنائیں رہِ کرب و بلا
سرفرازِ دین و ملت واہ واہ	لائقِ صد فخر ایسا شخص تھا
ایک پیکر سادگی کا سربسر	اک نمونہ عظمتِ اسلاف کا
ذہن و خاطر میں نہ لایا کوئی خوف	موت کا اس کو کبھی نہ کوئی ڈر رہا
نفسا نفسی کے جہاں میں بالیقیں	وہ امینِ ورثہء فقر و غنا
مومنانہ سا تھا طرزِ زندگی	قابلِ تقلید ہے اس کی رضا
مظہرِ علم و عمل تھی اس کی ذات	اپنے قول و فعل سے ثابت کیا
کاش اپنے عالم و مفتی و پیر	لیں سبق اس سے حسیں عادات کا
تذکرہ مفتی اعظم عظیم	ہو رہا ہے عام جگ میں جا بجا
چار سو ہے اس کی سیرت کی چمک	ہر طرف اس کے محاسن کی ضیا
اپنا ہو یا غیر ہو کوئی کہیں	معترف اس کا ہے ہر اک برملا

دہر میں پھیلے شہادت کی مہک جذبۂ ایثار ہو یُوں بے بہا
خوُن سے رنگیں ہوا جو گُل ستاں اُس کے گُل بُوٹے رہیں تازہ سدا
اس وطن پر کوئی نہ آفت پڑے اس وطن کا حامی و ناصر خدا
اس وطن کے منکریں بدحال ہُوں اس وطن کے حاسدیں ہوں بینوا
اس وطن کے ہوں خوارج نا مراد اس وطن سے ظلم کی اُکھڑے ہوا
اس وطن کا ہر نگر آباد ہو اس وطن پہ آؤ سب دیں جاں لُٹا
اس وطن کے خیر خواہوں کو ملے کاش درد و سوزِ ملّت کا صلہ
اس وطن کی فوج کے کڑیل جواں اس وطن کے یُوں کریں حق کو ادا
اس وطن کے دشمنوں کو کر کے زیر اس وطن کو پھر بنائیں خوشنما
طالبانِ ظلم ہوں گے در بدر اک نہ اک دن ہوگا ان کا خاتمہ
ایک دن بھٹکیں گے یہ اپنے ستم پائیں گے اپنے جرائم کی سزا
رنگ لائے گا نعیمی کا لہو آ رہی ہے خونِ ناحق سے صدا
زیست بھر اس کا رہے گا ذکرِ خیر تا ابد ہوتا رہے گا تذکرہ
پھر ہوا سرگرم ہے رضوی نعیم پیش کرنے کو یہ نمبر دلرُبا
خوب ہے تجھ کو سعادت یہ ملی مرحبا اے ''کنزالایمان'' مرحبا
شائع کر کے خاص نمبر، بر محل اولیت کا شرف تجھ کو ملا
یاد رکھے گا جہاں تیرا خلوص اک زمانہ فیض تجھ سے پائے گا

بے سرِ باطل کہو مہجورؔ تم
''دستاویزِ فخرِ دیں'' سالِ طبع

-2=1430ھ

قطعاتِ تاریخہائے وصال

"برگزیدۂ دہر مفتی اعظم"

1998ء

"علامہ عصر مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ"

1998ء

سید عارف محمود مہجور رضوی، گجرات

1

رہا جس کے کاندھے یہ حق کا علم سدھارا ہے جنت کو وہ با کمال
کبھی ڈگمگائے نہ اس کے قدم ہر اک آزمائش میں ہر امتحاں میں
سنِ وصلِ مفتی نعیمی پہ مہجورؔ
"غمِ پاک دانش" کرو تم رقم

1418ھ

2

ہوئی ہے بزمِ فقاہت شکستہ حال، کہو اٹھا ہے دہر سے اک مفتی زمانہ آج
"غروبِ سیف زباں" سالِ ارتحال، کہو ندا یہ غیب سے مہجورؔ مجھ کو ہے آئی

1418ھ

قطعہ تاریخ وفات

"آہ آہ پاک شمائل والدۂ ماجدۂ محمد نعیم طاہر رضوی"

2009ھ

شریکِ غم سید عارف محمود مہجور رضوی، گجرات

ہر موڑ پر کھڑی ہے پھیلائے بانہیں فُرقت
جو بن پہ اب قضا کا بہت اشتعال ہے
ہر ذی نفس نے موت کا چکھنا ہے ذائقہ
بچنا کسی کا موت سے یکسر محال ہے
اٹھی جہاں سے مادرِ مشفق نعیم کی
غم کی سیاہ رات سے دل خستہ حال ہے
اک سائبانِ لُطف ہے سر سے اُتر گیا
تقدیر اپنی چل گئی آخر کو چال ہے
درد و الم کی بن گیا تصویر آہ طاہر
غم وہ ملا کہ جس کا نہیں اندمال ہے
صدمۂ ہجر ہو نہ کسی کو کبھی نصیب
ناقابل بیان یہ حزن و ملال ہے
مہجورؔ کہیے "داغِ اُمِ نعیم طاہر"

1430=1-ھ

بے رُوئے اہلِ خانہ سنِ ارتحال ہے

کنزالایمان سوسائٹی کا تعزیتی اجلاس

کنزالایمان سوسائٹی کا ایک تعزیتی اجلاس اختر رضا لائبریری میں منعقد ہوا۔ جس میں ڈاکٹر نعیمی شہید، علامہ عبدالحق ظفر چشتی مرحوم، صاحبزادہ رضائے مصطفی نقشبندی کی والدہ اور محمد نعیم رضوی کی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی۔ رُکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

شہید پاکستان حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

(عصر حاضر کا بے مثل مفکر اور لاثانی مبلغ اسلام)

دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو سب کی آنکھوں کا تارا ہو' اگر کوئی شخص ایسا ہے تو اسے اخلاص دولت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ ہر ایک کو خوش رکھنے والا حق گو کبھی نہیں ہو سکتا۔ کرنے والا یقیناً شاہراہ منافقت پر گامزن ہے۔

ہمارے ممدوح حضرات ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمہ اللہ کی ظاہری حیات میں یقیناً ان سے ا کرنے والے بھی تھے اور اختلاف کرنے والے بھی' لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ کھرے، سچے اور سُچے انسان تھے۔ مخالفت بھی ڈنکے کی چوٹ پر کرتے اور موافقت بھی سر عام کر تھے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کا یہ طرۂ امتیاز تھا جو حق گوئی کے بے شمار دعویٰ داروں سے ممتاز کرتا ہے۔

راقم (محمد صدیق ہزاروی) کو بے شمار مواقع پر ان کی رفاقت حاصل رہی۔ سفر میں بھی اور حض بھی' ان مواقع پر ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا' ان کی رفاقت بے مثال' ان کی سادگی عدیم اور ان کی تواضع لاثانی تھی۔

راقم نے ان کے ساتھ اسلام آباد کی طرف کئی علمی اور تنظیمی پروگراموں کے لئے سفر کیا۔ دا غوثیہ بھیرہ شریف میں سلور جوبلی میں شرکت کے بعد واپسی کا سفر اکٹھا کیا۔ مظفر آباد میں تنظیم الم کے کنونشن میں شرکت کے لئے لاہور سے ان کی رفاقت میں سفر کیا۔

لاہور میں تنظیم المدارس کے علاوہ دیگر کئی فکری، علمی، ادبی تنظیموں کے پروگراموں میں ہم ہوئے۔ سفر کے دوران جہاں چائے وغیرہ کے لئے پڑاؤ ہوتا تو وہ خود ہوٹل کے کاؤنٹر پر تشریف

جاتے اور خود اپنے ہاتھوں سے کھانے پینے کی اشیاء اور چائے اٹھا کر لاتے۔

بھیرہ سے واپسی پر حضرت علامہ صاحبزادہ رضائے مصطفی صاحب کی گاڑی پر ہم اکٹھے لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک پٹرول پمپ پر غالباً نماز کے لئے رُکے اور اس کے بعد وہاں بیٹھ گئے تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب، مونگ پھلی اور چائے لئے آرہے ہیں۔

عام حالات میں یہ بات معمولی سمجھی جاتی ہے لیکن جب ایک عظیم المرتبت علمی شخصیت کا لخت جگر اور خود قدیم وجدید علوم کا حسین امتزاج شخص ہو تو یقیناً آج کی دنیا میں اس کا یہ انداز تعجب خیز ہوتا ہے۔

راقم کے ساتھ حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمہ اللہ کا قلبی لگاؤ تھا۔ اگرچہ میں اپنی مصروفیات اور طبیعت کی وجہ سے اعتدال کی راہ پر ہی چلتا رہا، نہ زیادہ قریب رہا اور نہ دور لیکن آپ مجھ پر بھرپور اعتماد کرتے تھے اور جب مختلف مکاتب فکر کی یکجہتی کے حوالے سے مشترکہ پروگرام ہوتا تو وہ راقم الحروف کو دعوت دیتے اور راقم ان کے سامنے انکار کی مجال نہ رکھتا۔

ملی مجلس شرعی کے قیام کے وقت انہوں نے دعوت دی۔ راقم حاضر ہو گیا بلکہ یہ نام راقم کی تجویز تھی لیکن بعد میں عرض کیا کہ اس وقت آپ اکیلے تھے میں حاضر ہو گیا۔ میں اپنے مزاج کے مطابق ان مشترکہ پروگراموں سے دور رہنا پسند کرتا ہوں اور اس سلسلے میں آپ کے ساتھی حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری چونکہ اس وقت عمرہ کے لئے گئے ہوئے تھے اور میرے لئے آپ کے ساتھ اہلسنت کی نمائندگی ضروری تھی، حاضر ہو گیا، اب مفتی صاحب تشریف لے آئے ہیں لہٰذا اب میری ضرورت نہیں ہے۔ لاہور میں جب کسی پروگرام میں اکٹھے ہوتے تو ڈاکٹر صاحب اس فقیر کو اپنے موٹر سائیکل پر گھر تک چھوڑنے تشریف لاتے۔

بعض اوقات راقم پر کچھ آزمائش کا دور آیا تو ڈاکٹر صاحب نے ایسے وقت میں بہت زیادہ حوصلہ افزائی فرمائی۔ جب راقم کو اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر نامزد کیا گیا تو ڈاکٹر صاحب نے اخبار میں خبر پڑھتے ہی فوراً فون پر مبارکباد پیش کی۔ بعض حوادثات ڈاکٹر صاحب کے لئے پریشان کن ہوتے تو آپ راقم سے ضرور تذکرہ کرتے، اس ضمن میں اس بات کو منظر عام پر لانا بہت ضروری ہے کہ آپ جامعہ نظامیہ رضویہ اور جامعہ نعیمیہ (ان دونوں عظیم علمی مراکز) کے درمیان یگانگت، اتحاد، اتفاق اور اعتماد کے خواہاں تھے۔

شہید پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی رحمہ اللہ کا دوسرا عظیم وصف حق گوئی تھا اور آپ حق

بات۔ کے لئے بڑے سے بڑے خطرہ کی پرواہ نہ کرتے تھے اور کوئی لالچ آپ کو راہ حق سے ہٹا نہ سکی۔

چند سال قبل جب امریکہ اور اس کے حواریوں کے اشارے پر مدارس دینیہ کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کیا گیا تو جامعہ فریدیہ اسلام آباد میں تمام مکاتب فکر کے مدارس کا بہت بڑا کنونشن ہوا، جس میں قاضی حسین احمد، ساجد نقوی، سمیع الحق وغیرہ ہر جماعت کی قیادت جمع تھی، اس موقع پر اہل سنت و جماعت کی نمائندگی حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ، حضرت علامہ سیّد ضیاء الحق شاہ صاحب اور راقم نے کی اور خطابات بھی کئے لیکن اس وقت سب سے زیادہ پر جوش خطاب جناب ڈاکٹر صاحب کا ہوا جسے تمام مکاتب فکر کے علماء نے تسلیم کیا۔ سابق صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کی روشن خیالی کے خلاف وہ ہمیشہ سینہ سپر رہے۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ کا ایک طرۂ امتیاز یہ بھی تھا کہ آپ کے دل میں دین اسلام کے فروغ کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور اس سلسلے میں آپ قیادت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ اہلسنت و جماعت کی تمام مذہبی، سیاسی تنظیموں کے لئے آپ نے جامعہ نعیمیہ کے دروازے کھلے رکھے ہوئے تھے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی سنی عالم دوسرے مکاتب فکر کے ہاں جاتا ہے، ان کے ساتھ اشتراک عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جناب ڈاکٹر صاحب ان معدودے چند علماء میں سے تھے کہ وہ منصورہ سے لے کر اشرفیہ تک تشریف لے جاتے لیکن اپنے مسلک سے ان کی وابستگی میں سرمو بھی فرق نہ آیا۔

گذشتہ دنوں راقم کسی کام کے سلسلے میں تنظیم المدارس کے دفتر میں حاضر ہوا تو حضرت ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی، وہ دفتری عملہ سے فرما رہے تھے کہ ''ڈرائیور کو فوراً بلاؤ''، اس وقت آپ بہت جلدی میں تھے، فرمانے لگے، نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر مجید نظامی کی اہلیہ کے سوئم میں شرکت کرنا ہے اور ہم اجتماعی طور پر اور جلد از جلد جانا چاہتے ہیں کیونکہ رائے ونڈی مولوی جمیل اور اس قماش کے لوگ ایسے موقعوں پر فوراً پہنچ جاتے ہیں اور یوں وہ محافل کو کیش کر کے اہلسنت و جماعت کے لوگوں کو اپنے ہمنوا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارا فوراً وہاں پہنچنا ضروری ہے۔

اختصار کے پیش نظر یہ چند سطور تحریر کر دی ہیں ورنہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی شخصیت پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ (شہید پاکستان) سادہ منش، عاجزی کا پیکر، نمود و نمائی سے کوسوں دور رہنے والے، اپنی ذات کی بجائے دین کو فروغ دینے کا جذبہ رکھنے والے، تکبر و غرور کی لعنت سے مبرا اور اس کے علاوہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔

علامہ محمد منشا تابش قصوری

سرفرازی ہوگئی حاصل تمہیں دارین کی

دہشت گردی کا فتنہ نیا نہیں، اس کی تاریخ بڑی طویل اور بھیانک ہے، اسلام کے ظہور ہوتے ہی اس نے سر اُٹھایا اور پھر بڑھتا ہی چلا گیا۔ محسن اعظم، سیّد عالم، نبی مکرم، رسول معظم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس سے دوچار ہوئے، مشرکین مکہ کے ساتھ ساتھ یہودی، عیسائی اور مجوسی پیش پیش رہے۔ اسی قماش کے لوگ منافقت کے لباس میں اسلام کا نام استعمال کرنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے ایک دن مسجد نبوی میں ایک ایک کا نام لے کر فرمایا:

قم فلان فاخرج فانک منافق

''کھڑا ہو فلاں، نکل جا مسجد سے بیشک تو منافق ہے۔''

علماء بیان کرتے ہیں کہ ان (دہشت گردوں) منافقین کی تعداد ساڑھے تین سو تک پہنچ چکی تھی۔ جنہیں مخبر صادق نبی مکرم ﷺ نے اپنی مسجد سے بیک وقت نکال کر طشت از بام فرمایا۔ جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہو گئے۔

وقت گزرتا گیا، یہاں تک کہ امیر المومنین خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فتوحات اسلامیہ کا سلسلہ بڑی برق رفتاری سے چلا اور اسلام حجاز مقدس کو سیراب کرتا ہوا عراق، ایران، ہند، سندھ اور چین کی سرحدوں تک جا پہنچا اور دہشت گردوں نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا منصوبہ مرتب کیا اور اس سازش کو بروئے عمل لانے کے لئے آپ ہی کے ایک غلام ابولؤلؤ فیروز مجوسی کو آمادہ کر لیا۔ چنانچہ حسب معمول آپ مسجد نبوی ﷺ میں مصلیٰ امامت پر نماز فجر کی ادائیگی کے لئے قیام فرما ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اطمینان و سکون سے اقتداء فرمائی۔ جب آپ رکوع کے بعد اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ کے حضور سر بسجود ہوئے تو ابولؤلؤ فیروز مجوسی دہشت گرد نے آپ پر خنجر چلا دیا۔ اور اس نے بھاگنے کی ناکام کوشش کی۔ جب اس نے محسوس کیا کہ پکڑا جاؤں گا تو اس نے اپنے سینے میں اپنا خنجر گھونپ کر خودکشی کر لی اور جہنم کا ایندھن بن گیا۔ تاریخ

اسلام میں یہ پہلا خودکش دہشت گرد تھا جس نے مسجد نبوی کی حرمت کو پائمال کر کے مساجد و مدارس میں ہونے والی دہشت گردی کی بنیاد رکھی۔

وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ خلیفۂ ثالث امیرالمومنین حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں ان کے گھر ابن سبا یہودی دہشت گرد کی سازش سے قرآن کریم کی تلاوت کے دوران شہید کر دیا گیا۔ تاریخ نے ان دہشت گردوں کو بلوائیوں کا نام دیا ہے۔

یوں ہی اسلام کے چوتھے خلیفہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں نماز فجر کی سنتیں ادا فرماتے ہوئے عبدالرحمن ابن ملجم یہودی کی تلوار سے گھائل ہو کر جام شہادت نوش فرمایا۔ یہ دہشت گرد منافقت کا لبادہ اوڑھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک لشکری بن چکا تھا۔

ذرا تصور کیجئے تین خلفائے رسول رضی اللہ عنہم کا یکے بعد دیگرے اپنے اپنے دورِ خلافت میں دہشت گردی کا نشانہ بننا کوئی معمولی بات نہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ان لوگوں نے ایسی قبیح کاروائیاں کیوں کیں؟ ظاہر ہے ان کا مطمعٔ نظر اسلام کو مٹانا تھا، تو کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے؟ نہیں ہرگز نہیں؟ بلکہ وہ ہمیشہ ناکام رہے اور ان کے برعکس شہدائے اسلام کے خون نے اسلام کی مانگ میں رنگ بھر دیا اور اس کے انوار و تجلیات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔

دہشت گردی کا نشانہ بننے والے اسلام کے عظیم ترین اشخاص کو اگر زیرِ قلم لایا جائے تو کئی دفتر تیار ہو سکتے ہیں۔ مگر راقم ان تمام شہداء کرام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے عصرِ حاضر میں ملت اسلامیہ کی نامور علمی شخصیت حضرت علامہ الحاج الحافظ القاری ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز احمد نعیمی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دیتا ہے۔ جو 12 جون 2009ء/18 جمادی الثانی 1430ھ بروز جمعۃ المبارک کو ایک بدقماش دہشت گرد کا نشانہ بنے اور جہاں بھر کو روتا چھوڑ گئے۔ ان کی شہادت کی خبر پوری دنیا میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ شہروں کے شہر ان کے سوگ میں بند ہو گئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب شہید کے ساتھ ان کے چار ارشد تلامذہ نے بھی حق تلمذ ادا کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

عبادت اور شہادت:

گو شہادت خود عبادت ہے مگر جب عبادت پر شہادت کا لباس سج جائے تو اس شہید کی رفعت و عظمت کے کیا کہنے۔ ممدوح پاکستان، مخدوم عالم اسلام، حضرت ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمۃ کو جب شہادت

کا منصب نصیب ہوا۔ اس وقت آپ خطبہ و نماز جمعہ ایسی بلند تر عبادت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنے دفتر تشریف لائے۔ جہاں کبھی اپنے وقت کی عظیم علمی و روحانی ہستی، آپ کے والد ماجد مفتی اعظم استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمۃ جلوہ افروز ہوا کرتے تھے۔ باوجود یہ کہ وہ علوم وفنون کے بحر بیکراں تھے مگر اسوۂ حسنہ ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی، درویشی، عاجزی، انکساری ان پرنازاں تھی۔ جامعہ نعیمیہ کی ایک ایک اینٹ ان کی عظمت پر شاہد و ناطق ہے۔ بعینہٖ حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید علیہ الرحمۃ بھی اپنے والد ماجد کے کمالات جلیلہ، خصائل و خصائص حمیدہ کا پیکر جمیل تھے، آگے بڑھنے سے پہلے ذرا عبادت و شہادت سے جو نتائج مرتب ہوتے ہیں، ان کی ہلکی سی جھلکی ملاحظہ فرمایئے:

عبادت ہے شجر لیکن شہادت ہے ثمر اس کا
عبادت ہے دعا لیکن شہادت ہے اثر اس کا
عبادت بے شبہ بے چین دل کو چین دیتی ہے
شہادت چین لے کر عظمت دارین دیتی ہے
عبادت کی حقیقت ہے محبت میں فنا ہونا
شہادت کی حقیقت ہے فنا ہو کر بقا ہونا

اس دور میں اگر ان اشعار کا کسی کو مصداق گردانا جاسکتا ہے تو بلاشبہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات کو سمجھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

عجیب بات ہے کہ دہشت گرد نے آپ کو سلام کیا، آپ نے جواباً سلام فرمایا۔ پھر معانقہ کرتے ہوئے آپ نے جنت کی راہ اختیار فرمائی اور دہشت گرد جہنم کا ایندھن بن گیا۔

حضرت ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمۃ کی علمی، تدریسی، تحریری، تقریری، تبلیغی، ملکی، ملی، قومی اور مسلکی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ مرحوم، سچے، پکے، حنفی، سنی، بریلوی، نعیمی ہونے کے باوجود وسیع قلب اور کشادہ ذہن کے مالک تھے۔ علم و عمل کا پیکر جمیل تھے۔ تصنع و بناوٹ اور خوشامد کا ان میں نام ونشان تک نہ تھا۔ وہ سچے عاشق رسول اور محب غوث اعظم تھے۔ وہ ہر محفل کی جان اور پہچان تھے۔ استحکام پاکستان کے لئے موصوف کی جدوجہد مثالی تھی۔ اور اپنے اسی مشن کی تکمیل کی تگ و دو میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں سرخرو ہوگئے۔

ڈاکٹر صاحب کی شہادت نے جہاں بھر کو رُلایا، یگانے، بیگانے، اپنے، پرائے سبھی روئے، پاکستان رویا، ہندوستان رویا، عرب، شام، اردن، عراق و ایران رویا، مسلم روئے، غیر مسلم روئے، آخر ان میں کیا بات تھی؟ کیا خوبی تھی؟

عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب وطاہر گیا

راقم السطور سے بیرونی ممالک کے متعدد علماء کرام نے فون پر حضرت ڈاکٹر صاحب شہید کی اچانک شہادت پر تعزیت کی اور کہا کہ ہمارے جذبات علامہ راغب نعیمی صاحب تک پہنچادیں۔ خصوصاً بولٹن برطانیہ سے علامہ محمد ایوب اشرفی صاحب مدظلہ جو حضرت صدر العلماء علامہ سیّد غلام جیلانی میرٹھی اشرفی علیہ الرحمۃ کے داماد اور تلمیذ رشید ہیں۔ وفور جذبات سے انتہائی دکھ، درد کا اظہار کرتے ہوئے فرمارہے تھے کہ میرے پاس الفاظ نہیں جن سے حضرت کی خدمت میں کماحقہ نذرانہ پیش کرسکوں۔ بہرحال رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

منافقین، امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا جو ایجنڈا دہشت گردی کی صورت میں پورا کرنے کی ناپاک کوشش کررہے ہیں، انشاء اللہ العزیز ناکام ہوں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ ﷺ حضرت ڈاکٹر صاحب کی شہادت کو عالم اسلام، پاکستان، سنیت، مدارس اور جامعہ نعیمیہ کے استحکام کا باعث بنا۔ حضرت علامہ راغب نعیمی صاحب اور دیگر تمام جسمانی وروحانی پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا کرے اور حضرت ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمۃ کو جوارِ رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عقیدہ:۔ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں نہ احکام میں، نہ اسماء میں، واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال قدیم ہے، یعنی ہمیشہ سے ہے۔ ازلی کے بھی یہی معنی ہیں باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔ (بہار شریعت)

سلیم الحق علوی

شمع رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروانہ

مولانا سرفراز نعیمی شہید کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے قریب علم اٹھ جائے گا۔ یعنی علماء ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور یوں علم کا قحط پڑ جائے گا۔ خدانخواستہ کہیں یہ وہ وقت تو نہیں کہ علماء جا رہے ہیں اور علم کم پڑتا جا رہا ہے۔ اگر یہ وقت ہے تو استغفار کا وقت ہے۔ خدا سے ڈرنے کا وقت ہے اور اس سے پناہ چاہنے کا وقت ہے۔ مولانا سرفراز نعیمی ابھی کچھ دیر پہلے تک زندہ تھے، دین کی تبلیغ کرتے تھے، بچوں کو تعلیم دیتے تھے اور دین کی عزت اور وقار کیلئے درد دل رکھتے تھے۔ انہوں نے مختلف مواقع پر ملی غیرت اور قومی حمیت کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے ڈنمارک میں شائع ہونے والے خاکوں کے خلاف تحفظ ناموس رسالت کی تحریک شروع کی۔ سوات میں جب علماء کو قتل کیا جانے لگا تو مولانا سرفراز نعیمی نے جان کی پروا کیے بغیر قاتلوں کو للکارا۔ انہوں نے شرپسندوں کو خبردار کیا اور ان کے خلاف حق کی آواز بن کے کھڑے ہو گئے۔ وہ شہید کر دیئے گئے جو یقیناً ملت اور قوم کا بے حد نقصان ہے۔ ملت اس نقصان کو مدتوں محسوس کرے گی۔

مولانا سرفراز نعیمی کے والد مولانا محمد حسین نعیمی صاحب علم شخصیت تھے۔ انہوں نے تمام عمر تدریس اور تعلیم میں بسر کر دی۔ وہ منبر و محراب کے آدمی تھے یا مسند ارشاد کے۔ انہوں نے لاہور میں آ کر علم کی بستی بسائی تھی۔ وہ یوپی کے رہنے والے تھے۔ لاہور میں آئے تو اجنبی تھے۔ مگر ایک عرصے کے بعد وہ لاہور کے گوشے گڑھی شاہو میں بستی بسا کے بیٹھ گئے اور پھر لوگوں کے دلوں میں بسنے لگے۔ ان سے پہلے مولانا دیدار علی شاہ اور ان کے خاندان نے لاہور میں علم کی بستی بسائی تھی اور حزب الاحناف دار العلوم کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس خاندان نے لاہور میں اہلسنت والجماعت بریلوی مسلک کی مدتوں قیادت وسیادت کی۔ مولانا محمد حسین نعیمی نے اس انداز سے علم کی خدمت کی کہ وہ مولانا دیدار علی شاہ کے خانوادے کی موجودگی میں بھی اپنی پہچان رکھتے تھے۔ اور وہ خانوادہ بھی انہیں عزت سے نوازتا تھا۔

مولانا محمد حسین نعیمی نے جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو کی بنیاد ڈالی اور علم کی ایک دنیا بسالی۔ اب ایک مدت سے یہ دارالعلوم ہی لاہور میں اہلسنت والجماعت بریلوی مسلک کا مرکزی دارالعلوم سمجھا جاتا تھا اور مولانا محمد حسین نعیمی کی وفات کے بعد مولانا سرفراز نعیمی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ مولانا محمد حسین نعیمی اتحاد بین المسلمین کے بہت بڑے داعی تھے۔ مولانا سرفراز نعیمی نے بھی اپنے مسلک کی تنظیم اور مسلک کے اتحاد کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین کے نظریے کو بھی فروغ دیا۔ مولانا سرفراز نعیمی مدتوں اپنے والد کی جگہ چوک دالگراں جامع مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ تحریک تحفظ ناموس رسالت میں انہیں اس منصب سے فارغ کر دیا گیا۔ چونکہ وہ مسجد اوقاف کے زیر انتظام تھی اور پرویز مشرف کا دور حکومت اس طرح کے حق گو عالم کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اب وہ آواز خاموش ہے۔ مگر وہ آواز دلوں میں زندہ ہے۔ انہوں نے افغانستان پر امریکی حملے کے خلاف آواز بلند کی تھی۔ آج بے شمار مسلمان ان کی عدم موجودگی میں خود کو بے سہارا محسوس کرتے ہیں۔ پوری امت ان کی جدائی میں غمگسار ہے۔ دیکھئے انہیں پرسہ کون دے گا۔

مولانا سرفراز نعیمی کا قتل نادانی اور نااہلی کا نتیجہ ہے۔ انہیں قتل کرنے والے احمق نادان تھے اور ان کا مقام نہ جانتے تھے۔ ان نادانوں کو گمراہ لوگوں نے اس کام پر لگایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ ایک بہت بڑا "سیکورٹی لیپس" ہے۔ انتظامیہ کی ناقص کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔ جامعہ نعیمیہ وہ جگہ ہے جہاں ہمیشہ میاں نواز شریف کو بہت عزت دی گئی۔ انہیں ہمیشہ تعاون دیا گیا۔ آج انہی کی جماعت کی حکومت اور شہر میں مولانا سرفراز نعیمی مناسب سیکورٹی نہ ہونے کی وجہ سے چل بسے ہیں۔ اس پر پنجاب حکومت کے بارے میں بھی بہت سے سوال اٹھتے ہیں۔ میاں شہباز شریف کو چاہیے کہ وہ سیکورٹی کی کمزوریوں کے متعلق تحقیق کرائیں اور ذمہ داران کا تعین کریں اور قوم کو بتائیں کہ مناسب سیکورٹی مہیا نہ کرنے والے ادارے کا جرم کس نوعیت کا ہے اور اس کی سزا کس نوعیت کی ہے۔

روزنامہ آج کل لاہور، 13 جون 2009ء

عقیدہ۔ اسکی ذات کا ادراک عقلاً محال کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اس کو محیط ہوتی ہے اور اس کو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا البتہ اس کے افعال کے ذریعہ سے اجمالاً اس کی صفات پھر ان صفات کے ذریعہ سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے۔

(بہار شریعت)

فضل حسین اعوان

آہ! ڈاکٹر سرفراز نعیمی

جامعہ نعیمیہ کے سربراہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی دہشت گردی کی کاروائی میں شہید کر دیئے گئے۔ وہ شرافت اور تدبر و تحمل کا پیکر تھے اپنے والد مفتی محمد حسین نعیمی کی طرح ڈاکٹر سرفراز نعیمی اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی تھے۔ والد کی طرح وہ بھی سچ بات کہنے سے کبھی نہیں گھبرائے۔ مشرف کے ابتدائی ... میں ان کو کلمہ حق کہنے کی بنا پر ملازمت سے نکال دیا گیا تھا۔ وہ خودکش حملوں کے مخالف تھے اور اس کا برملا اظہار کرتے تھے۔ انہوں نے دیگر بہت سے علماء کی طرح سوات میں جاری آپریشن کی مخالفت کی۔ وہ سوات میں علماء کرام کو ذبح کرنے اور مزاروں کی بے حرمتی پر رنجیدہ اور ایسے اقدامات کی کھل کر مخالفت کرتے تھے۔ ایسے وہ اکیلے نہیں تھے دیگر بہت سے علماء و مشائخ بھی اسی قسم کے بیانات جاری اور سیمیناروں سے خطاب کرتے رہتے ہیں۔

جس طریقے سے ان کو خودکش حملے میں شہید کیا گیا اس سے انگلیاں یقیناً ایک خاص گروہ کی طرف اٹھ سکتی ہیں۔ لیکن اس بات کو بھی خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا کہ دشمن اپنے مخصوص اور مذموم مقاصد حاصل کرنے کی کوشش میں ہو۔ ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے بین مسلمین اتحاد کو یقیناً بہت بڑا دھکا لگا ہے۔ لیکن ہم سب کو اس نازک اور جذبات سے بھرپور موقع پر خود پر قابو رکھنا ہے۔ حضرت سرفراز نعیمی ہم سے رخصت ہو چکے ہیں۔ لیکن ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اب ہمیں ان کی تعلیمات کو مشعل راہ بنانا ہے۔ اور مجموعی کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین کے لئے انفرادی طور پر اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ اس میں حکومت کو بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنا چاہئے جس نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کو اپنی جنگ قرار دے رکھا ہے جس کی آڑ میں دشمن کو بھی اپنے ایجنڈے پر عمل کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شہادت بھی اسی نام نہاد جنگ کا شاخسانہ ہے۔ حکومت جتنا جلد ممکن ہو اس جنگ سے جان چھڑائے۔

پولیس نے دعویٰ کیا ہے کہ خودکش حملہ آور کا سر مل گیا، اعلیٰ حکومتی عہدیداروں کی طرف سے

دہشت گردی کی مذمت بھی ہو رہی ہے۔ ملزموں تک پہنچنے کے حسب معمول دعوئے کئے جا رہے ہیں۔ لیکن خودکش حملوں کی وجوہات کے خاتمے کی کوشش نہیں کی جا رہی۔ اگر دشمن ان حملوں میں ملوث ہے تو دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ سے نکل کر اس دشمن کا یکسر ہو کر مقابلہ کرنا آسان ہو گا۔

خدائے بزرگ و برتر مولانا سرفراز نعیمی اور ساتھیوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، ان کے لواحقین اور چاہنے والوں کو صبر عطا فرمائے۔ یقیناً یہ روح فرسا سانحہ ہے جامعہ نعیمیہ کے طلبا اور حامی جذباتی ہیں، ہمیں ان جذبات کو قابو میں رکھنا ہے۔

نوائے وقت، لاہور 13 جون 2009ء

عقیدہ۔ اس کی صفتیں نہ عین ہیں نہ غیر یعنی صفات اسی ذات ہی کا نام ہو ایسا نہیں اور نہ اس سے کسی طرح کسی نحو وجود میں جدا ہو سکیں کہ نفس ذات کی مقتضیٰ ہیں اور عین ذات کو لازم۔

عقیدہ۔ اسکی صفات نہ مخلوز ہیں نہ زرقدر داخل۔

عقیدہ۔ ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئی۔ ۔صفات الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ۔ جو عالم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے، کافر ہے۔

عقیدہ۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اس کے لئے بی بی۔ جو اسے باپ بیٹا بتائے یا اس کے لئے بی بی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ۔ وہ حی ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے ۔جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

عقیدہ۔ وہ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

(بہار شریعت)

عطاء الرحمن

انسانیت کا قتل

یہ صحیح معنوں میں پوری انسانیت کا قتل ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی علم و عمل کا مرقع تھے۔ مستند عالم دین اور جدید تعلیم یافتہ سکالر تھے۔ بڑے علمی خانوادے اور معروف دینی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ انہیں دین حق کا جو علم اور شعور حاصل تھا وہ ان کی منکسر المزاج اور متواضع شخصیت سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتا تھا۔ دوسروں پر اپنی علمی برتری ثابت کرنے کیلئے زبان یا قلم کی حاجت نہ تھی۔ یہ وصف ہر وقت ان کی بدن بولی سے عیاں ہوتا تھا۔ میٹھی زبان، نرم لہجہ، مسکراتی آنکھیں اور حسن اخلاق جو محض دکھاوے کیلئے نہیں ہوتا تھا۔ میری ان کے والد مغفور سے ارادت مندی تھی۔ ڈاکٹر نعیمی کے ساتھ یوں کہہ لیجئے دوستی کا رشتہ تھا مگر بہت پاس و لحاظ کرتے۔ حالانکہ علم و فضل، اعلیٰ قومی شعور اور مثالی زندگی کے حوالے سے میرا ان کا کوئی مقابلہ نہ تھا۔ وہ بلند مقام پر فائز تھے۔ میں کسی شمار میں نہیں۔ اس کے باوجود کبھی ان کے مدرسے کی جانب جا نکلتا تھا تو ڈاکٹر شہید کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا تھا۔ ان کا یہ تعلق مجھ سے خاص نہ تھا۔ ملک بھر میں سینکڑوں نہیں زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد ایسے ہوں گے جو ان کے ساتھ اسی وابستگی کا اثاثہ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔

ڈنمارک کے اخبار میں توہین آمیز کارٹون چھپے تو نعیمی صاحب کا عشق رسول شعلہ جوالا بن کر سامنے آیا۔ سیمینار منعقد کئے۔ احتجاجی مظاہروں میں پیش پیش رہے۔ جیل کاٹی تب مشرف آمریت کا دبدبہ تھا مگر کسی بات کی پروا نہ کی۔ پاکستان کی سلامتی پر آنچ آنا کسی طور گوارا نہ ہوتا تھا۔ طالبان کے خلاف آپریشن شروع ہوا۔ انہوں نے بلا خوف و خطر خودکش حملوں کے خلاف فتویٰ دیا جبکہ افغانستان میں طالبان کی جدوجہد آزادی کی ہمیشہ حمایت کی۔ اس راہ میں ہونے والے خودکش حملوں کے خلاف کبھی ایک لفظ نہ کہا۔ عراق کے حوالے سے بھی یہی مؤقف تھا۔ انہیں اعتراض پاکستان میں ہونے والی واردات پر تھا۔ ہمارا ملک آزاد ریاست ہے۔ یہاں کسی غیر ملکی فوج کا قبضہ نہیں۔ حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کی کوئی پالیسی غلط یا صحیح ہو سکتی ہے۔ اس کی حد درجہ امریکہ نواز پالیسیوں کو بھی بہت زیادہ ہدف تنقید بنانا

چاہئے۔ لیکن پاکستان کے اندر خودکش حملوں کا کوئی جواز نہیں۔ یہ تھا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا نقطہ نظر جس کی انہیں سزا دی گئی ہے۔ شہادت کے رتبے پر فائز کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر نعیمی کو قتل کر کے فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے کی سعی مذموم کی گئی ہے۔ امید ہے تمام قومی، سماجی اور مذہبی طبقے مل کر اس پر پانی ڈالیں گے اور چنگاریوں کو راکھ میں بدل دیں گے۔ صدر آصف زرداری نے اس موقع پر پانچ گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد رات ایک بجے قوم سے مختصر خطاب کیا اور حل یہ بتایا کہ فوج کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے اور سوات میں چھاؤنی قائم کی جائے گی۔ یہ کام ضرور کریں لیکن کیا آپریشن اسلئے پھیلتا چلا جا رہا ہے کہ فوج کو تنخواہیں کم ملتی ہیں یا سوات میں طالبان نے اس بنا پر قوت پکڑی وہاں چھاؤنی موجود نہ تھی۔ اسباب کچھ اور ہیں۔ وجوہ قطعی مختلف ہیں۔ انہیں بھی دور کیجئے۔ حکمرانوں کو یا تو ان کا ادراک نہیں یا وہ غیر ملکی آقاؤں کی ڈکٹیشن سے باہر زبان کھول سکتے ہیں نہ قدم اٹھا سکتے ہیں۔ قوم ہے کہ جھلس رہی ہے۔

نوائے وقت، لاہور 14 جون 2009ء

عقیدہ۔ جو چیز محال ہے اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اس کی قدرت اسے شامل ہو کہ محال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہو گا تو موجود ہو سکے گا پھر محال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہو سکتا تو یہ اگر زیر قدرت ہو تو موجود ہو سکے اور گا تو محال نہ رہا اور اس کو محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یونہی فنائے باری محال ہے۔ اگر تحت قدرت ہو تو ممکن ہو گی اور جس کی فنا ممکن ہو گی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں تو ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا اللہ کی الوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔

عقیدہ۔ ہر مقدور کے لئے ضرور نہیں کہ موجود ہو جائے البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی موجود نہ ہو۔

(بہار شریعت)

بشریٰ رحمن

تم ناحق کرچیاں چن چن کر اک آس لگائے بیٹھے ہو؟

یہ عجیب دھچکا تھا۔

جناب علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید ہو گئے۔

اب ٹیلیویژن لگاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ نہ جانے کونسی گھڑی...... کیسی خبر لے آئے پہلے سکول، کالج، ہوٹل، درسگاہیں...... اور اب مساجد کے اندر بھی......

ایک ایک دن میں کئی کئی شہروں میں...... خون سے لتھڑی ہوئی لاشیں ٹوٹے ہوئے اعضاء کراہتی زندگی، بین کرتے ہوئے لواحقین......

یہ کب تک ہوتا رہے گا......

ہر شہید ہونیوالا فرد انتہائی قیمتی ہوتا ہے...... معذور اور اپاہج ہو جانے والے کسی کے دشمن نہیں تھے زندگیاں اور خوشیاں ان سے کیوں چھینی جا رہی ہیں۔ حکومت کی ساری کی ساری تجویزیں اور تاویلیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور ایک دھماکہ ہو جاتا ہے۔ ابھی پہلوں کی صف بکھرتی نہیں ایک اور بچھا دی جاتی ہے......

وقت کی کس منحوس اور بیدرد گھڑی میں پاکستان داخل ہو گیا ہے؟

محترم ڈاکٹر علامہ سرفراز نعیمی ایک بہت بڑے عالم دین ہی نہیں بہت بڑے انسان تھے۔ ہر دور میں ان کی بیداغ شخصیت غیر متنازع رہی۔ وہ متعصب نہیں تھے۔ وہ ہمیشہ دوسروں کی بات بڑے تحمل سے سنا کرتے تھے۔ ان کے دلائل میں بڑا وزن ہوتا تھا۔

مجھے ان کے ساتھ کئی ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوا ان کی منکسر المزاجی اور عالی ظرفی کی اس سے اور کیا مثال ہوگی کہ جب ان کے مدرسہ میں خواتین کا جلسہ تقسیم اسناد ہوا تو خود مجھے دعوت نامہ دینے میرے گھر تشریف لائے۔ مجھے دو تین بار ان کی درسگاہ کے اجتماعات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ہمیشہ وہاں جا کر اور ان طالبات سے مل کر ایک روحانی خوشی ہوتی تھی۔ وہاں ان کی تعلیم ہی مکمل نہیں ہوتی تھی

بلکہ وہاں طالبات کی تربیت سازی بھی ہوتی تھی۔ آنے والے دنوں کیلئے نئی نسل کی مائیں تیار کی جاتی تھیں۔

دو تین بار ہم نے انہیں ہمدرد کی مجلس شوریٰ میں بھی مدعو کیا۔ وہاں اسلام کے حوالے سے ہم نے جس موضوع پر بولنے کی انہیں دعوت دی۔ انہوں نے ہمیشہ بڑے متوازن اور مدبرانہ انداز سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ وہ ایک عظیم سکالر تھے۔ تقریر کرتے وقت کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کرتے تھے۔ انتہا پسند بھی نہیں تھے۔ وہ جانتے تھے اسلام کی بات کرنے والوں کا لب ولہجہ کس قدر میٹھا اور دل میں اتر جانے والا ہونا چاہئے۔ انہوں نے اپنے عظیم المرتبت والدِ ماجد کے مشن کو بڑی خوبصورتی سے آگے بڑھایا اور جامعہ نعیمیہ کو طلباء اور طالبات کیلئے ایک مثالی درسگاہ بنا دیا۔

تبھی باری تعالیٰ نے انہیں شہادت کے درجے پر فائز کیا۔ وطن کی مٹی پر قربان ہو جانا کتنی پروقار موت ہے اور موت بھی ایسی کہ پہلے جمعۃ المبارک کی نماز پڑھائی۔ اپنے رب کے حضور سربسجود ہو کر اسی کا ذکر کیا۔ اسی کو گواہ بنایا۔ اسی کے دربار میں حاضری دی۔ کیسی حاضری دی کہ حاضری منظور ہو گئی۔

پر یہ آنکھ تر کیوں ہوئی جاتی ہے...... آفرین ہے ان کے ساتھیوں پر جو نماز کی صف میں بھی ہم جلیس تھے اور رتبۂ شہادت میں بھی ہم جلو ہوئے...... وہ سارے عظیم لوگ...... وہ سب ہی ہمارے خراج کے لائق ہیں۔ جس جس شہر میں خودکش حملے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے وطن کے عزیز اور عظیم لوگ چھین لئے ہیں۔ اللہ کی رحمت ہو ان سب ہر شہیدوں پر جو اس وطن کیلئے اپنا لہو دے رہے ہیں۔

مگر کب تک...... میڈیا یہ خون میں لتھڑے ہوئے مناظر دکھاتا رہے گا...... ریزہ ریزہ شیشے اور زمین بوس عمارتیں...... کب تک مسجدوں کے گنبد آہ و بکا سنتے رہیں گے، روز ہی اعلان ہوتا ہے......

خودکش حملہ آور کا سر مل گیا...... کتنے سر ملے ہیں آپ کو کیا ان کا مینار بنائیں گے۔ کتنی جیکٹیں مل چکی ہیں آپ کو...... کیا ان جیکٹوں سے لٹے پٹے لوگوں کیلئے شامیانے بنائیں گے۔

کتنے اعضا ملے ہیں آپ کو...... کیا وہ واقعی انسانی اعضاء تھے...... دیکھو تو سہی کہیں وہ درندوں کے اعضاء تو نہیں تھے...... کب تک ثبوت اکٹھے کرتے رہو گے......؟

تم ناحق بوٹیاں چن چن کر

اک آس لگائے بیٹھے ہو......

تم ناحق ہڈیاں چن چن کر

اک آس لگائے بیٹھے ہو......

تم ناحق دھبے دھو دھو کر

اک آس لگائے بیٹھے ہو......

بوٹیوں کا مسیحا کوئی نہیں

ہڈیوں کا مسیحا کوئی نہیں

دل ٹوٹ گئے.........

گھر پھوٹ گئے.........

کب جانے والے لوٹ سکے

تم ناحق کرچیاں چن چن کر

اک آس لگائے بیٹھے ہو

شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں

جو ٹوٹ گیا سو ٹوٹ گیا؟ نوائے وقت 14 جون 2009ء

عقیدہ۔ وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے
ینی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال ہے۔ بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لئے
حال۔ مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی، وغیرہم عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ
جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا
سے انکار کرنا ہے۔ اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی، باطل محض ہے کہ اس
س قدرت کا کیا نقصان۔ نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔ ۔حیات
قدرت سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں مگر کان، آنکھ، زبان، سے اس کا سننا دیکھنا
کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک ہے پر پست سے پست آواز کو سنتا ہے ہر
ر یک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا اور اننا انہی چیزوں پر منحصر
ہیں ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔ (بہار شریعت)

سید انور قدوائی

جید عالم...... عظیم انسان

ڈاکٹر سرفراز نعیمی ایسے عظیم عالم اور بڑے شخص تھے کہ ان کی اندوہناک اور المناک شہادت
اپنے ہی نہیں غیروں نے بھی آنسوؤں کا نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ وہ ممتاز عالم دین تو تھے ہی لیکن
ایک عظیم اور آج کے دور میں سچے، انتہائی روایتی اور ایسی شخصیت تھے کہ ان کے بچھڑ جانے کے بعد
کا خلاء کبھی پورا نہیں ہوگا۔ میری ان کی نصف صدی کی نیازمندی تھی، ان کے والد گرامی حضرت مفتی
حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بڑی شفقت اور محبت کرتے تھے۔ مجھے ان کی صحبت میں بیٹھنے، ان سے
حاصل کرنے کا شرف واعزاز حاصل ہوا۔ عام طور پر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ بڑے عالم دین کی ا
ان جیسی بڑی عظیم نہیں ہوتی لیکن علامہ سرفراز نعیمی اپنے والد گرامی کے صحیح اور سچے جانشین تھے۔ وا
علم وفضل، سادگی، دین ومذہب سے انتہائی محبت اور موقف پر چٹان کی طرح ڈٹے رہنا سب سے
کر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وراثت میں ملا تھا۔ انہوں نے ساری زندگی انتہائی سادگی سے بسر کی، کبھی
کسی عہدے کی آرزو نہیں کی اور نہ ہی سرکار ودربار سے وابستہ ہوئے، اگرچہ میاں نواز شریف، م
شہباز شریف سے ان کا قریبی تعلق تھا۔ وہ میاں نواز شریف کے بچپن کے ساتھیوں میں سے تھے، ا
پتنگ اڑایا کرتے تھے۔ مرحوم میاں شریف کا مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت واحتر
ایک دیرینہ رشتہ تھا۔ مولانا نعیمی رحمۃ اللہ علیہ چوک دالگراں کی جامع مسجد میں خطیب تھے۔ ان دنوں م
شریف کی سرائے سلطان میں رہائش تھی، جہاں میاں نواز شریف، شہباز شریف کی علامہ سرفراز نعیمی
دوستی اور تعلقات کا آغاز ہوا اور محبت کا یہ رشتہ آخری وقت تک قائم رہا۔ میاں نواز شریف دوبارہ و
اعظم اور شہباز میاں وزیر اعلیٰ پنجاب رہے اور اس وقت بھی ہیں، ان کی خواہش رہی کہ ڈاکٹر سرفراز
کی علمی خدمات سے استفادہ کیا جائے لیکن ڈاکٹر صاحب مرحوم نے کبھی بھی ان کی ایسی کسی پیش کش
قبول نہیں کیا اور نہ ہی کوئی سرکاری مراعات حاصل کیں، جب وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی نے قرآن بورڈ
کیا تو ان کی خواہش تھی کہ ڈاکٹر نعیمی کو اس کا سربراہ بنایا جائے لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس پیشکش کو

کر مسترد کر دیا کہ میں سرکاری عہدہ لینا پسند نہیں کرتا۔ آج بہت سے علماء کرام ایسے ہیں جن کے پاس
بڑی بڑی گاڑیاں ہیں، ٹھاٹھ بھاٹھ ہیں لیکن ڈاکٹر شہید درویش صفت شخصیت تھے۔ ان کے پاس ایک
پرانی موٹر سائیکل تھی، جس پر وہ زندگی بھر سفر کرتے رہے۔ ان کا تعلق بریلوی مسلک سے تھا لیکن تمام
مسالک میں مقبول ومحبوب تھے۔ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق جمعیت علماء پاکستان سے تھا۔
یہی وجہ ہے کہ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی
سے بڑی محبت کرتے تھے اور جامعہ نعیمیہ کی تقاریب میں شریک ہوا کرتے۔ مولانا نورانی جب لاہور
تشریف لاتے تو جامعہ نعیمیہ جایا کرتے اور ڈاکٹر صاحب بھی ان سے ملنے جاتے تھے اور یہ دونوں
قائدین ان کی دینی علمیت اور کردار کے معترف بھی تھے، اگرچہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا کسی سیاسی
جماعت سے عملاً تعلق تو نہیں تھا لیکن دینی جماعتوں کے پلیٹ فارم سے ملک میں نظام اسلام کے نفاذ
کیلئے جدوجہد میں ہمیشہ شریک رہے۔ یہ ان کا ایک بڑا دینی کارنامہ ہے کہ انہوں نے 22 دینی
جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا اور جب توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا فتنہ برپا کیا گیا تو جناب
ڈاکٹر نعیمی کی قیادت میں سارا ملک سراپا احتجاج بن گیا جس نے حکومت کو بھی احتجاج کرنے پر مجبور کر
دیا۔ آج جب ملک دہشت گردوں کے شدید بحران سے دوچار ہے اس وقت جن علماء کرام و مشائخ
عظام نے آگے بڑھ کر ان کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا اور رائے عامہ کو ہموار کرنے میں کردار ادا کیا۔
ان میں ڈاکٹر نعیمی قائد کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے سوات، مالاکنڈ میں فوجی آپریشن کی بھرپور
حمایت کی اور اسے ملک کے استحکام کی جنگ قرار دیا۔ ملک میں نئی نسل کی دینی تربیت کیلئے مولانا محمد
حسین نعیمی نے جامعہ نعیمیہ قائم کر کے جس مشن کا آغاز کیا تھا اسے ڈاکٹر سرفراز شہید نے اسی جذبہ ولگن
سے جاری رکھا۔ اس وقت لاہور میں ان کے 11 مدارس موجود ہیں اور دوسرے شہروں میں بھی بہت
سے مدرسوں کا ان سے الحاق ہے۔ جہاں دینی تعلیم کے علاوہ جدید تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ جامعہ نعیمیہ
میں آئی ٹی کی تعلیم کا بھی اہتمام کیا گیا۔ میاں طارق شفیع نے شورکوٹ میں شوگر ملز کے ساتھ ایک دینی
مدرسہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو جناب ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے اس کے قیام وانتظام کی ذمہ داری لی۔ اس
سلسلہ میں کئی بار وہ شورکوٹ تشریف لے گئے۔ ایک اہم بات یہ کہ اس مدرسہ میں ایک عالم ایسا مقرر ہو
گیا جس کا تعلق دوسرے مسلک سے تھا جس پر کئی جانب سے اعتراض کیا گیا اور اصرار کیا گیا کہ اسے
علیحدہ کر دیا جائے لیکن مولانا سرفراز نعیمی نے یہ کہہ کر اسے الگ نہ کرنے کی ہدایت کی کہ متذکرہ عالم

سید انور قدوائی

جید عالم...... عظیم انسان

ڈاکٹر سرفراز نعیمی ایسے عظیم عالم اور بڑے شخص تھے کہ ان کی اندوہناک اور المناک شہادت
اپنے ہی نہیں غیروں نے بھی آنسوؤں کا نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ وہ ممتاز عالم دین تو تھے ہی لیکن
ایک عظیم اور آج کے دور میں سچے، انتہائی روایتی اور ایسی شخصیت تھے کہ ان کے بچھڑ جانے کے بعد
کا خلاء کبھی پورا نہیں ہوگا۔ میری ان کی نصف صدی کی نیازمندی تھی، ان کے والد گرامی حضرت مفتی
حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بڑی شفقت اور محبت کرتے تھے۔ مجھے ان کی صحبت میں بیٹھنے، ان سے
حاصل کرنے کا شرف واعزاز حاصل ہوا۔ عام طور پر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ بڑے عالم دین کی او
ان جیسی بڑی عظیم نہیں ہوتی لیکن علامہ سرفراز نعیمی اپنے والد گرامی کے صحیح اور سچے جانشین تھے۔ وا
علم وفضل، سادگی، دین ومذہب سے انتہائی محبت اور موقف پر چٹان کی طرح ڈٹے رہنا سب سے بڑ
کر عشق رسول علیہ السلام انہیں وراثت میں ملا تھا۔ انہوں نے ساری زندگی انتہائی سادگی سے بسر کی، کبھی
کسی عہدے کی آرزو نہیں کی اور نہ ہی سرکار ودربار سے وابستہ ہوئے، اگرچہ میاں نواز شریف، میا
شہباز شریف سے ان کا قریبی تعلق تھا۔ وہ میاں نواز شریف کے بچپن کے ساتھیوں میں سے تھے، اکٹ
پتنگ اڑایا کرتے تھے۔ مرحوم میاں شریف کا مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت واحترا
ایک دیرینہ رشتہ تھا۔ مولانا نعیمی رحمۃ اللہ علیہ چوک دالگراں کی جامع مسجد میں خطیب تھے۔ ان دنوں میا
شریف کی سرائے سلطان میں رہائش تھی، جہاں میاں نواز شریف، شہباز شریف کی علامہ سرفراز نعیمی
دوستی اور تعلقات کا آغاز ہوا اور محبت کا یہ رشتہ آخری وقت تک قائم رہا۔ میاں نواز شریف دوبارہ وز
اعظم اور شہباز میاں وزیر اعلیٰ پنجاب رہے اور اس وقت بھی ہیں، ان کی خواہش رہی کہ ڈاکٹر سرفراز نع
کی علمی خدمات سے استفادہ کیا جائے لیکن ڈاکٹر صاحب مرحوم نے کبھی بھی ان کی ایسی کسی پیش کش
قبول نہیں کیا اور نہ ہی کوئی سرکاری مراعات حاصل کیں، جب وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی نے قرآن بورڈ
کیا تو ان کی خواہش تھی کہ ڈاکٹر نعیمی کو اس کا سربراہ بنایا جائے لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس پیشکش کو یہ

کر مسترد کر دیا کہ میں سرکاری عہدہ لینا پسند نہیں کرتا۔ آج بہت سے علماء کرام ایسے ہیں جن کے پاس بڑی بڑی گاڑیاں ہیں، ٹھاٹھ بھاٹھ ہیں لیکن ڈاکٹر شہید درویش صفت شخصیت تھے۔ ان کے پاس ایک پرانی موٹر سائیکل تھی، جس پر وہ زندگی بھر سفر کرتے رہے۔ ان کا تعلق بریلوی مسلک سے تھا لیکن تمام مسالک میں مقبول ومحبوب تھے۔ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق جمعیت علماء پاکستان سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی سے بڑی محبت کرتے تھے اور جامعہ نعیمیہ کی تقاریب میں شریک ہوا کرتے۔ مولانا نورانی جب لاہور تشریف لاتے تو جامعہ نعیمیہ جایا کرتے اور ڈاکٹر صاحب بھی ان سے ملنے جاتے تھے اور یہ دونوں قائدین ان کی دینی علمیت اور کردار کے معترف بھی تھے، اگرچہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا کسی سیاسی جماعت سے عملاً تعلق تو نہیں تھا لیکن دینی جماعتوں کے پلیٹ فارم سے ملک میں نظام اسلام کے نفاذ کیلئے جدوجہد میں ہمیشہ شریک رہے۔ یہ ان کا ایک بڑا دینی کارنامہ ہے کہ انہوں نے 22 دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا اور جب توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کا فتنہ برپا کیا گیا تو جناب ڈاکٹر نعیمی کی قیادت میں سارا ملک سراپا احتجاج بن گیا جس نے حکومت کو بھی احتجاج کرنے پر مجبور کر دیا۔ آج جب ملک دہشت گردوں کے شدید بحران سے دوچار ہے اس وقت جن علماء کرام ومشائخ عظام نے آگے بڑھ کر ان کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا اور رائے عامہ کو ہموار کرنے میں کردار ادا کیا۔ ان میں ڈاکٹر نعیمی قائد کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے سوات، مالاکنڈ میں فوجی آپریشن کی بھرپور حمایت کی اور اسے ملک کے استحکام کی جنگ قرار دیا۔ ملک میں نئی نسل کی دینی تربیت کیلئے مولانا محمد حسین نعیمی نے جامعہ نعیمیہ قائم کر کے جس مشن کا آغاز کیا تھا اسے ڈاکٹر سرفراز شہید نے اسی جذبہ ولگن سے جاری رکھا۔ اس وقت لاہور میں ان کے 11 مدارس موجود ہیں اور دوسرے شہروں میں بھی بہت سے مدرسوں کا ان سے الحاق ہے۔ جہاں دینی تعلیم کے علاوہ جدید تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ جامعہ نعیمیہ میں آئی ٹی کی تعلیم کا بھی اہتمام کیا گیا۔ میاں طارق شفیع نے شورکوٹ میں شوگر ملز کے ساتھ ایک دینی مدرسہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو جناب ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے اس کے قیام وانتظام کی ذمہ داری لی۔ اس سلسلہ میں کئی بار وہ شورکوٹ تشریف لے گئے۔ ایک اہم بات یہ کہ اس مدرسہ میں ایک عالم ایسا مقرر ہو گیا جس کا تعلق دوسرے مسلک سے تھا جس پر کئی جانب سے اعتراض کیا گیا اور اصرار کیا گیا کہ اسے علیحدہ کر دیا جائے لیکن مولانا سرفراز نعیمی نے یہ کہہ کر اسے الگ نہ کرنے کی ہدایت کی کہ مذکرہ عالم

قرآن پاک کی بڑی خوبصورت تلاوت فرماتے ہیں اور یہ بات بھی کہ ایک بار حاجی طارق شفیع نے ان کے خدمت میں ایک مناسب رقم بطور ہدیہ پیش کرنے کی جسارت کی تو اس پر جناب سرفراز نعیمی نے شدید برہمی کا اظہار کیا اور ان سے کہا کہ اگر آئندہ ایسی بات کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ ان سے قطع تعلق کر لیں گے۔ اس حوالہ سے میرا بھی ایک ذاتی تجربہ ہے کہ جب روزنامہ جنگ کے ادارتی صفحہ کو اور بہتر بنانے کا فیصلہ کیا گیا تو یہ طے پایا کہ ایک دینی کالم بھی شائع کیا جائے، چنانچہ میں نے ڈاکٹر صاحب قبلہ سے رابطہ قائم کیا اور ان سے دینی کالم لکھنے کی استدعا کی ان کا جواب تھا کہ ''میں کالم نہیں لکھتا، کبھی کبھی اسلامی موضوعات پر ایک آدھ آرٹیکل لکھ دیا کروں گا'' لیکن یہ کہہ کر حامی بھر لی ''آپ میرے محترم ہیں میں آپ سے انکار نہیں کر سکتا''۔ اس طرح روزنامہ جنگ میں ان کا دینی کالم باقاعدگی سے شائع ہونا شروع ہو گیا اور بڑی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران ایک دو بار میں نے انہیں مناسب اعزازیہ کی پیشکش کی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ''میں یہ کالم دین کی خدمت کیلئے تحریر کرتا ہوں اس کا معاوضہ لینا کسی صورت مناسب نہیں ہے''۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید میں وہ تمام انسانی اقدار و روایات موجود تھیں جن سے آج کا نوجوان محروم ہے۔ وہ ایسے بڑے آدمی تھے جنہوں نے دین کی ترویج و اشاعت کیلئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ یہ سچ ہے کہ وہ دین کی سربلندی اور وطن کے استحکام کیلئے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ اس طرح ملک ایک جید عالم، دردمند انسان اور محبت کرنے والی شخصیت سے محروم ہو گیا۔ جمعہ کو میری طبیعت خراب تھی گھر میں سو رہا تھا کہ میرے ایک ساتھی نے فون پر اس اندوہناک سانحہ کی اطلاع دی تو ایسا لگا جیسے دل پھٹ جائے گا۔ علماء کرام ہی نہیں ان کے سارے جاننے والے دھاڑیں مار کر رو رہے تھے ایسے بڑے لوگ کہاں؟ آخر میں ان کے ہونہار صاحبزادے مولانا راغب نعیمی سے دلی اظہار تعزیت اس یقین کے ساتھ کہ وہ اپنے شہید والد گرامی کے مشن کی تکمیل تک نظریہ پاکستان کے تحفظ اور استحکام وطن کی جدوجہد میں اسی جذبے، لگن کے ساتھ شریک رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب شہید کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

روزنامہ جنگ، لاہور 14 جون 2009ء

عقیدہ۔ مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے حادث و مخلوق نہیں۔ جو قرآن عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امام اعظم و دیگر آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے کافر کہا بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کی تکفیر ثابت ہے۔ (بہار شریعت)

صدیق اظہر

شہادتوں کے سلسلے

یہ 1953ء کا زمانہ تھا ملک میں ختم نبوت کی تحریک جاری تھی۔ پنجاب کے تمام شہروں میں جلوس نکلتے، لاٹھی چارج ہوتا اور گولی چلتی۔ علماء کرام اپنی اپنی مسجدوں اور مدرسوں سے جلوس نکالتے اور ان کی قیادت کرتے۔ ایک خاص مقام پر جا کر پولیس انہیں گرفتار کر لیتی۔ جب تحریک میں تشدد آیا تو پنجاب میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا اور جنرل اعظم خان مرحوم کو پاکستان کا پہلا مارشل لا ایڈمنسٹریٹر بننے کا ''اعزاز'' حاصل ہوا۔ میں اس وقت مدرسہ عالیہ فرقانیہ کا طالب علم تھا۔ میرے استاد محترم قاری عبدالحمید قادری مرحوم جن سے تمام زندگی میرا انتہائی محبت اور شرارت کا رشتہ رہا اس تحریک میں صف اول کے رہنماؤں میں سے تھے۔ ایک روز میں ان کے ساتھ گڑھی شاہو جامعہ نعیمیہ گیا۔ ان کے اور مفتی محمد حسین نعیمی مرحوم کے درمیان انتہائی خوشگوار تعلقات تھے۔ مفتی صاحب بھی اس تحریک میں شامل تھے۔ اسی طرح کی ایک ملاقات میں مَیں قاری صاحب کے ساتھ تھا کہ میں نے اپنے ایک ہم عمر لڑکے کو مفتی صاحب کے پاس دیکھا۔ معلوم ہوا کہ وہ مفتی صاحب کا صاحبزادہ ہے۔ انتہائی متین اور سادہ۔ اس کے بعد بھی کبھی کبھار ملاقات ہوئی لیکن پھر عشروں تک ملاقات نہ ہوئی۔ ہم ترقی پسند گروہ میں شامل ہوئے اور وہ اقامت دین کی جدوجہد کے سرخیل تھے۔ استاد محترم قاری عبدالحمید قادری انسانی کمزوریوں کے باعث لاہور چھاؤنی صدر بازار میں ننگی تلوار تھے۔ مارشل لاؤں میں وہ نہ کسی سے خوفزدہ ہوتے اور نہ ہی عوام کی تکالیف پر آواز بلند کرنے سے کبھی چوکتے۔ لاہور کنٹونمنٹ کے حکمران ایک خوبی کے حامل ہیں اور وہ یہ کہ انہوں نے اس علاقے کو ترقی کے حوالے سے کئی عشروں سے اپنے ایجنڈے سے خارج کیا ہوا ہے۔ کنٹونمنٹ بورڈ کے انتخابات کو مشرف آمریت کے دور میں شاید حرام قرار دے دیا گیا ہے لیکن اس سے قبل بھی حالت ایسی ہی تھی۔ اس صورتحال میں قاری صاحب عوام کی نمائندگی کرتے۔ وہ قادری سلسلہ کے ماننے والے تھے اور مزاج بھی صوفیانہ رکھتے تھے جب کبھی مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کے ساتھ ملاقات ہوتی دونوں کے چہروں پر بشاشت ہوتی۔ مجھے نوجوان سرفراز نعیمی بھول گئے کہ اچانک

ایک روز معلوم ہوا کہ نعیمی صاحب مشرف آمریت کے زیر عتاب آ گئے ہیں۔ انہوں نے توہین رسالت کے قانون میں آئینی ترمیم کے مشرف منصوبے کے خلاف ایک تحریک کا اعلان کر دیا تھا۔ اس دور میں مجھے ایک بار پھر سے اس نوجوان کو ملنے کا اتفاق ہوا جسے میں نے اس کے اور اپنے لڑکپن میں دیکھا تھا۔ اب وہ ایک بزرگ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ وہ مجھے عمر میں بہت بڑے نظر آنے لگے تھے۔ مشرف کا پورا دور انہوں نے اس کی مخالفت میں پوری استقامت کے ساتھ گزارا اور پھر پاکستان کے گلی کوچوں میں دہشت گردی کے عفریت نے ڈیرہ جما لیا۔ سفاک دہشت گردوں نے معصوم بچوں کی ایسی برین واشنگ کی کہ وہ خوش کش بمبار بننے لگے۔ معصوم شہریوں، معصوم بچوں، عورتوں، بزرگوں اور املاک کو تباہ کرنے لگے اور وہ بھی مذہب کے نام پر۔ سرفراز جانتے تھے کہ یہ کونسا گروہ ہے۔ ایک ایسا گروہ جو صوفیائے کرام کی خدمات کو پہچانتا ہے نہ اکابرین دین کی یادگاروں کے تحفظ کا قائل ہے جو اولیاء کرام کے مزاروں کو بموں سے اڑا دیتا ہے۔ معصوم بچیوں کے جسموں کو کوڑوں سے داغتا ہے جس نے درندگی اور بہیمیت میں چنگیز خان کی قرون وسطیٰ کی فوجوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ یہ علم کے دشمن اور انسانی تہذیب کے غارت گر اسلام کے نام پر خودکش حملوں کو جہاد قرار دیتے ہیں۔ سرفراز نعیمی شہید نے کھل کر ان کے اقدامات کو چیلنج کیا۔ ان کی بربریت کے مقابل دین کے گوشہ محبت اور رحم کو وا کیا۔ دنیا کو اس عفریت کے مقابل کھڑا ہونے کی تلقین کی تو ان درندوں نے آخر کار انہیں نشانہ بنایا۔ آج وہ ہم میں نہیں ہیں لیکن اہل دین ایمان رکھتے ہیں کہ شہید مردہ نہیں ہوتے، وہ زندہ رہتے ہیں اور ان کی روحیں ہمارے درمیان رہتی ہیں۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ بھی ہے اور ان کی تعلیمات کا بنیادی نکتہ بھی۔ آج شہر لاہور ہی نہیں پورا پاکستان شہید سرفراز نعیمی کیلئے غمزدہ ہے۔ ان کی فکر زندہ رہے گی اور دہشت گرد مٹ کر رہیں گے۔

روزنامہ وقت، لاہور 14 جون 2009ء

عقیدہ۔ اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے، مصاحف میں لکھتے ہیں اسی کا کلام قدیم بلا صورت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم اور ہمارا لکھنا حادث ہے اور جو لکھا قدیم ہمارا سننا حادث ہے اور جو ہم نے سنا قدیم ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور جو ہم نے حفظ کیا قدیم یعنی متجلی قدیم ہے اور تجلی حادث۔ (بہار شریعت)

عبدالقادر حسن

قابل برداشت بجٹ اور ذکر چند علماء کا

پرانے زمانے کی بات ہے کہ مرحوم میاں محمد شفیع (م۔ش) جو ایک پائے کے رپورٹر تھے ایک دن مجھے نصیحت کرنے لگے کہ اب اختصاص کا زمانہ آ رہا ہے ہر شعبہ میں سپیشلائزیشن ہو گی تم اپنی رپورٹنگ کیلئے معاشیات کا شعبہ اختیار کر لو۔ یہ سیاست تو چلتی رہتی ہے اس کیلئے کسی مغز ماری کی ضرورت نہیں۔ دیہات سے آنے والا حساب کتاب سے بے خبر اور لاتعلق ایک نوجوان شہر کی بتیاں دیکھے یا حساب کتاب کا بہی کھاتا کھول لے چنانچہ میں نے ادب کیساتھ اپنے سینئر کی بات سن لی۔ میاں صاحب جو ہمیشہ جلدی میں ہوا کرتے تھے مزید کچھ کہے بغیر چلے گئے۔ ان کی عادت تھی کہ موڈ میں ہوتے تو اپنے کسی جونیئر کو صحافت کا کوئی نہ کوئی ایسا نکتہ بتا جاتے جو انہوں نے اپنے طویل تجربوں سے حاصل کیا ہوتا تھا۔ یہ امانت وہ نئے لوگوں کے سپرد کر جاتے تھے۔ میں نے میاں صاحب کی بات نہ مانی چنانچہ اب جب بجٹ آتا ہے تو مجھے اس کی کچھ خبر نہیں ہوتی کہ یہ کیا ہے۔ میں نے بجٹ تقریر کے چند نکات ٹی وی پر سنے لیکن سب کچھ دوسرے دن کے اخبارات پر چھوڑ کر کالم کار میں چلا گیا۔ اخبارات سے پتہ چلا کہ یہ بجٹ قابل برداشت ہے بلکہ ہم تو توقع زیادہ کرتے تھے۔ ہمارے جو معاشی حالات بنا دیئے گئے ہیں ان میں تو ہمیں کسی سخت بجٹ کی توقع تھی۔ ہمارے بجٹ سازوں کو دیکھیں تو وہ بجٹ تو آ نہیں سکتا جو ملا عمر کے افغانستان کا تھا جس میں امیر المومنین سے لے کر عام آدمی تک سب برابر کا کھاتے پہنتے اور رہتے بستے تھے۔ ہمارے حکمران شاہانہ زندگی بسر کرنے والے لوگ ہیں جن کے تمام اخراجات لاکھوں سے شروع ہوتے ہیں اور کروڑوں تک جاتے ہیں۔ اگر ان کی زندگیوں میں ملا عمر کی ایک ہلکی سی جھلک بھی ہوتی تو ملک میں کوئی خودکشی نہ کرتا لیکن ہماری ایسی قسمت کہاں۔ ان لوگوں نے اپنے اخراجات اور لائف سٹائل کو محفوظ رکھتے ہوئے عوام کو ایسی سختیوں سے بچا لیا ہے جن سے غربت و افلاس کے دھماکے خودکش دھماکوں سے بڑھ جاتے۔ بڑی کاروباری کمپنیوں سے اندر خانے جو سودا بازیاں ہوا کرتی ہیں وہ تو دکھائی دے رہی ہیں لیکن ہمارے ان حکمرانوں سے اس سے بہتر بجٹ کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔

مہنگائی میں یقیناً اضافہ ہوگا کچھ بعض ٹیکسوں کی وجہ سے اور زیادہ تر کاروباری طبقات کی وجہ سے لیکن حکمرانی میں بہتری دکھائی دی تو لوگ یہ سب برداشت کرلیں گے کیونکہ ایسے بے شمار موقعے ہیں جن پر کچھ خرچ نہیں آتا لیکن عوام کیلئے آسودگی ہوتی ہے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہے جب ہماری انتظامیہ اور سرکاری مشینری کی حد تک ہی سہی فرض شناسی کا ثبوت دے۔

جناب صدر وزیر اعظم اور ان کے ایوانوں کے اخراجات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں کی گئی مگر تکلیف دہ خبر یہ ہے کہ اراکین اسمبلی وغیرہ کو بھی وہ رعاتیں اور رقوم ملیں گی جو سرکاری ملازمین کیلئے متوقع ہیں۔ حکمرانوں کو اس بات کا احساس تھا چنانچہ بجٹ تقریر میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا اسے چھپایا گیا یہ باریکی بعد میں دکھائی جائے گی۔ پارلیمنٹ کے چند ایک اراکین کو چھوڑ کر دوسرے سب کروڑ اور ارب پتی لوگ ہیں عوام کے ان منتخب نمائندوں کو اپنی ذات سے زیادہ عوام کی فکر ہونی چاہیے۔ کیا بھری پارلیمنٹ میں کوئی ایسا ایثار پسند ہوگا جو اعلان کر کے عوام کو حیرت زدہ کردے کہ یہ مراعات جو اتنی بنتی ہیں وہ نہیں لے گا اور حکومت سے درخواست کرے گا کہ وہ اس کی مراعات وغیرہ کو بے گھر لوگوں کی فلاح میں خرچ کردے جو ہماری امریکہ نوازی کے نتیجے میں آباد گھروں کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ یہ سب میری فضول باتیں ہیں جو میرے جیسے کتابی لوگ کیا کرتے ہیں جو بات کہنے کی ہے وہ یہ ہے کہ تمام تر مشکلات آفات اور جنگ کے باوجود حکومت نے قابل برداشت بجٹ دیا ہے ہماری توقع سے زیادہ جبکہ حکومت کے پاس بہانے بہت تھے جو ایک حقیقت بھی تھے۔

جس دن بجٹ کی خبریں چھپی ہیں اسی دن ایک چھوٹی سی خبر یہ بھی چھپی ہے کہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے اپنی سیکورٹی میں اضافے کا مطالبہ کیا ہے یعنی اس وقت انہیں سرکاری سطح پر جو تحفظ حاصل ہے وہ ان کیلئے ناکافی ہے۔ حضرت مولانا کے اس مطالبے کی تائید لازم بلکہ ایک دینی فریضہ ہے۔ انہیں مزید سیکورٹی کا خیال شاید مولانا نعیمی کی شہادت کی وجہ سے آیا ہے لیکن وہ اس کی فکر نہ کریں وہ ایک صلح کن عالم ہیں اور کسی بیت اللہ محسود کو ان سے کوئی شکوہ نہیں ہے خود قوم بھی یہ چاہتی ہے کہ علماء دین میں سے ایسے لوگ بھی ان کی رہنمائی کیلئے موجود رہیں اور ایک نمونہ بھی کہ دوسرے علماء کیلئے بھی مثال قائم کریں۔ خود قوم بھی ایسے نمونوں کی طلب گار ہے۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ مولانا کی ذات گرامی کو کم از کم کسی دہشت گرد سے کوئی خطرہ نہیں ہے، ویسے زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس سلسلے میں کوئی سیکورٹی مددگار نہیں ہوسکتی خواہ صدر گرامی اور وزیر اعظم دونوں کی سیکورٹی کو ملا کر مولانا

کی حفاظت پر کیوں نہ لگا دیا جائے ویسے حضرت مولانا ہماری علماء کی طویل تاریخ کے ان گرامی اصحاب میں سے ہیں جنہیں کبھی کوئی خطرہ نہیں رہا ہے اور انہوں نے خوش وخرم زندگی بسر کی ہے۔

ایسے موقعوں پر شہید مولانا نعیمی کیوں یاد آتے ہیں اور آتے رہیں گے ان علماء کی ایک نشانی جنہیں پیغمبروں کا وارث کہا گیا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے ایک بار فرمایا تھا کہ میں تم لوگوں میں سے غریب ترین کی طرح زندگی بسر کرتا ہوں۔ نعیمی شہید بھی اسی کی پیروی کرتے تھے ورنہ وہ تو نذر ونیاز والے بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے لیکن اس کیلئے ایک نمونہ تھے۔ آج کے دور میں چھ ہزار روپے ماہوار تنخواہ یہ تو اپنے آپ پر ظلم کے مترادف ہے۔ میں اس گنہ کا اعتراف نہیں کرسکتا کہ میرے بعض گھریلو ملازمین جن کا کھانا پینا اور رہائش میرے ذمہ ہے نعیمی شہید سے زیادہ دولت مند ہیں۔ علوم قرآن وسنت کے ایک استاد کے ذکر پر بات ختم کرتا ہوں۔ وہ کاشتکار تھے تھوڑی سی زمین تھی جسے خود ہی کاشت کرتے تھے۔ ہل چلانے کے موسم میں کھیت کے چاروں کونوں پر شاگرد کتابیں لے کر بیٹھ جاتے تھے جب استاد اپنے بیلوں کو ہانکتے ہوئے کسی کونے کا موڑ مڑتے تھے اور بیل آہستہ ہو جاتے تھے تو وہ پچھلا سبق سن کر دوسرا سبق پڑھا دیتے اور دوسرے کونے پر منتظر بیٹھے شاگردوں کے پاس پہنچ جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بہتر جانتی ہے جنت کن لوگوں کیلئے ہے۔ نعیمی تو شہادت سے سرفراز ہو کر اپنی جنت کی بشارت بھی سنا گئے ہیں۔

روزنامہ ایکسپریس، لاہور 15 جون 2009ء

عقیدہ۔ اس کا علم ہر شے کو محیط یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، محالات، سب کو ازل میں جانتا تھا۔ اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا۔ اشیاء بدلتی ہیں اور اس کا علم نہیں بدلتا۔ دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اس کو خبر ہے اور اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

عقیدہ۔ وہ غیب وشہادت سب کو جانتا ہے۔ علم ذاتی اس کا خلاصہ ہے۔ جو شخص علم ذاتی غیب خواہ شہادت کا غیر خدا کے لئے ثابت کرے کافر ہے۔ علم ذاتی کے یہ معنی کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل ہو۔

عقیدہ۔ وہی ہر شے کا خالق ہے ذوات ہوں خواہ افعال، سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔

(بہار شریعت)

اوریا مقبول جان

ابھی بھی وقت ہے

وطن سے بہت دور ہوں لیکن یوں لگتا ہے آنکھ میں پھیلے اور پھسلتے ہوئے ہر آنسو میں اس مملکت خداداد پاکستان پر مسلط عذاب اور اس کی پکڑ میں آئے معصوم اور بے گناہ لوگوں کی تصویریں جھلک رہی ہیں۔ کسی کی لاشوں کے اڑتے ہوئے چیتھڑے ہیں تو کسی کی ہسپتال کے بستر پر بلند ہوتی دلدوز چیخیں ہیں، کفن میں لپٹی ہوئی معصوم صورتیں ہیں اور ایمبولینسوں، پولیس گاڑیوں اور سائرن بجاتی سیکورٹی پر مامور آوازیں ہیں۔ مولانا سرفراز نعیمی کے جسد خاکی کی تصویر دیکھی تو ان کے ساتھ گزرے لمحوں کی ایک ایک تصویر آنکھوں کے سامنے ٹھہر گئی۔ ایسا کیوں ہو گیا۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے، کیا ہم بحیثیت قوم اس عذاب کے مستحق ہیں کہ ہم میں سے جو بھی محبت کا پرستار ہو حق کا ساتھ دینے والا، دھیمے لہجے میں گفتگو کرنے والا ہو اسے چھین لیا جائے اور میدان میں صرف خونخوار لوگ رہ جائیں جو ایک دوسرے کا گریبان نوچتے اور خون بہاتے رہیں۔ ایک زمانہ تھا جب میں ایک ٹی وی چینل پر ایک پروگرام بساط کی میزبانی کرتا تھا، مولانا سرفراز نعیمی میرے پروگرام میں تشریف لائے، مجھ سے کمال محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے، ہمیشہ میری تحریر پر حوصلہ افزائی فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے، پروگرام رویت ہلال اور امت کے اختلافات پر تھا، میں نے مولانا سے پوچھا آپ کو معلوم ہے ایک زمانہ تھا جب چاند کا اعلان محکمہ موسمیات کیا کرتا تھا، کہنے لگے، ہاں میں نے کہا اس مسئلے پر کوئی اختلاف ہوتا، کوئی جھگڑا کھڑا ہوتا، کوئی لعن طعن ہوتی تو یا تو محکمہ موسمیات پر ہوتی یا پھر لوگ حکومت کو گالی دیتے۔ ایوب خان کے زمانے کا وہ مشہور واقعہ جب جمعہ عید اور دو خطبوں کے وبال سے بچنے کیلئے عید ایک دن پہلے کی گئی تو پوری قوم اس کے خلاف متحد ہو گئی۔ تمام علماء خواہ وہ دیوبندی تھے یا بریلوی، اہل حدیث تھے یا شیعہ سب متفق ہو گئے اور بدنامی صرف اور صرف ایوب خان کے مقدر میں آئی یا محکمہ موسمیات کے کھاتے میں۔ میری بات سن کر مسکرائے اور پھر خود ہی بولے کہ آپ یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ علماء کو اس رویت ہلال کے بکھیڑے میں پڑنے سے کیا ملا تو میرا جواب یہ ہے کہ انہیں سوائے اس بدنامی کے کچھ بھی نہ ملا جو کبھی

حکومت کے حصے میں آتی تھی۔ مولانا اس ختم ہوتی ہوئی علماء کی نسل کے چراغ تھے کہ جن کے ہاں اختلاف کے احترام کی روایت موجود ہوتی ہے۔ وہ روایت کہ ایک دفعہ مولانا اشرف علی تھانوی سے کسی نے کہا کہ مولانا احمد رضا بریلوی نے آپ کو کافر کہا ہے تو مسکرا کر جواب دیا انہیں اس بات کا بھی اجر ملے گا کیونکہ انہوں نے مجھے عشق رسول ﷺ میں کافر کہا ہے، وہ روایت کہ برصغیر میں اہل تشیع کے بارے میں ایک طویل اور ضخیم کتاب لکھنے والے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کو ڈپٹی کمشنر نے بلایا اور لوگوں کے سامنے سوال کیا۔ حضرت یہ بتایئے تعزیہ حلال ہے یا حرام، پوچھنے والے کی نیت فساد خلق کی تھی، شاہ عبد الحق نے ایک نظر اس کی سمت دیکھا اور جواب دیا، تعزیہ واجب ہے، اس روایت کے امین لوگ ہی تھے کہ یہ امت ہزار ہا اختلافات کے باوجود رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی طرح آپس میں اس طرح نہیں لڑی کہ ایک دوسرے کے کروڑوں لوگوں کو ذبح کر دیا جائے، ہزاروں کو چوکوں اور چوراہوں میں زندہ جلا دیا جائے، آسٹریا اور سپین کے دو عیسائی فرقوں کے درمیان جب کفر والحاد کے فتوے دیئے جانے لگے جنہیں وچ کرافٹ (Witche Craft) کہا جاتا ہے یعنی فلاں فرقے کو ماننے والے کے دماغ میں شیطان گھس گیا ہے۔ تو لاکھوں بے گناہ اس لئے قتل کر دیئے گئے کہ ایک ٹائی پہنتا تھا اور دوسرا علامت کے طور پر سکارف گردن میں ڈالے ہوتا تھا، اس امت کی تاریخ میں کبھی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام جعفر صادق کے پیروکار تلواریں سونت کر میدان میں نہیں نکلے۔ ایک دوسرے کے ساتھ فقہ کے اختلاف کی بنیاد پر لڑتے لڑتے شہادت کی آرزو میں لشکر کشی کسی تاریخ کا حصہ نہیں۔ البتہ بادشاہوں نے علاقے فتح کرنے، حکومتیں حاصل کرنے، اقتدار کو طول دینے کیلئے کبھی ایک مکتب فکر کے علماء کا قتل کیا اور کبھی دوسرے مکتب فکر کے علماء کو تہہ تیغ کیا۔ حیرت کی بات ہے کہ ایک ہی خاندان کے لوگ جب اہل بیت پر ظلم کر رہے ہوتے تو امام ابوحنیفہ کے جسم کو بھی کوڑوں سے لہولہان کر رہے ہوتے، دوسرا خاندان برسراقتدار آیا تو جہاں انہوں نے امام نفس زکیہ کو شہید کیا وہیں انہوں نے امام احمد بن حنبل پر بھی اذیتوں کے دروازے کھول دیئے، لیکن یہ سب کس قدر عظیم لوگ تھے کہ انہوں نے ایک دوسرے کی رائے کا ہی نہیں ان کی شخصیت کا بھی احترام کیا، امام ابوحنیفہ کہا کرتے کہ میں فخر کرتا ہوں کہ میں نے دین امام جعفر صادق سے سیکھا، امام شافعی مدینہ آتے تو ہاتھ کھلے چھوڑ کر نماز پڑھتے کہ یہ امام مالک کا شہر ہے۔ ایسا وہ کیا کرتے تھے جو اس بات کا ادراک رکھتے تھے کہ حکومت کی رٹ، قانون کی بالادستی، بغاوت کا کچلنا یہ سب اقتدار کے کھیل ہے، یہ سب حکمرانوں کی بالادستی قائم

کرنے کے بہانے ہیں، انہوں نے کبھی بھی ان معاملات میں امت کو تقسیم نہیں ہونے دیا، امام زین العابدین کے بیٹے حضرت زید بن علی نے جب کوفہ میں خروج کا اعلان کیا تو امام ابو حنیفہ نے کہا زید بن علی کا خروج سید الانبیاء علیہ السلام کے بدر کے خروج کے ہم پلہ ہے یہی الفاظ تھے جن کی لاج اللہ نے رکھی اور جب زید بن علی کوفہ سے خروج کے لئے نکلے تو چالیس ہزار لوگ جنہوں نے ان کی بیعت کی تھی سب بہانے بناتے، بحث کرتے بھاگ نکلے، اور زید بن علی کے ساتھ تین سو تیرہ رہ گئے، جتنے سید الانبیاء علیہ السلام کے ساتھ بدر میں تھے، جاننے والے اور اہل نظر تھے وہ لوگ۔ اور آج بھی اہل نظر خوف سے کانپ رہے ہیں۔ وہ جو گذشتہ دو سالوں سے آوازیں بلند کر رہے تھے کہ اپنے رب سے اجتماعی استغفار کر لو ورنہ عذاب تمہیں نہ آکر پکڑ لے، کیا یہ عذاب نہیں کہ ہماری مسندیں اہل حق سے خالی ہوتی جائیں جب یہ معاملات بگڑے تھے تو ارباب اقتدار اور روشن خیال حلقے اس کا ایک ہی علاج دریافت کرتے تھے ان کو آپس میں لڑا دو۔ ایک دوسرے پر فتوؤں کی بارش کروا دو اور پھر چین سے تماشا دیکھو۔ اب سب چین سے تماشہ دیکھ رہے ہیں اور ہمارے ہر مسلک کے منبر و محراب پر بیٹھے کسی نہ کسی شخص کا خون بہہ رہا ہے۔ وہ خواب جو انگریز اس برصغیر میں دیکھتا ہوا چلا گیا۔ جس کی تکمیل کیلئے امریکہ نے تمام وسائل خرچ کر دیئے، پورا ہوتا نظر آ رہا ہے، کوئی ہے جو کسی ایک مسجد میں، ایک مدرسے میں، ایک دارالعلوم میں سب کو اکٹھا کرے اور سب آواز بلند کریں کہ یہ جنگ چند بدمعاش اور چند امریکی غلاموں کی آپس میں جنگ ہے، ہمارا اور ہمارے دین کا، ہمارے ملک کا اس سے کوئی تعلق نہیں، نہ بریلوی کا نہ دیوبندی کا، نہ اہل حدیث کا اور نہ اثناء عشریہ کا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو اس آگ کی لپیٹ میں سب کی مسندیں آ جائیں گی اور وہ جو امریکی غلام ہیں، بھارتی کاسہ لیس ہیں، روشن خیال دانشور ہیں دور کھڑے مسکرا رہے ہوں گے۔

روزنامہ ایکسپریس لاہور، 15 جون 2009

مسئلہ۔ قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سبب ہلاکت ہے۔ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے ما و شما کس گنتی میں۔ اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں۔ اور اسی بناء پر اس پر مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔ (بہار شریعت)

محسن گورایہ

"مثر گاں تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا"

کیا ہمارا ملک بیروت نہیں بن رہا؟ میرے پاس اپنے دوست کے اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ جامعہ نعیمیہ لاہور کے انسان دوست، امن کے داعی اور اتحاد بین المسلمین کے داعی مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت نے دل کو ایسا کچوکا لگایا ہے کہ لکھنے پڑھنے سے دل اچاٹ ہو گیا ہے۔ اوپر سے عزیز و اقارب اور دوست عزیز صحافی ہونے کے ناطے ہم سے ہر سوال کا جواب چاہتے ہیں۔ حکومت کہاں ہے؟ کیا کر رہی ہے؟ گھر سے کوئی فرد باہر جاتا ہے تو بڑے بزرگ اور دوسرے افراد واپسی تک نہ صرف راہ تکتے ہیں بلکہ سلامتی کی دعا کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ میرا دوست لقمان مبشر ہمسائے سے انڈا مانگ رہا ہے، شکر ہے اسے اپنے ہمسائے کا پتہ ہے۔ اب تو شہر کے حالات یہ ہیں کہ دوسروں سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں آپ کا ہمسایہ ہے۔ لاہور شہر کو کس کی نظر لگ گئی ہے۔ پنجاب امن کا صوبہ ہے، پاکستان عظیم ملک ہے۔

مثر گاں تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا

کے مصداق ہم آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں اور حکومت کو کوس رہے ہیں، بھئی کون سی حکومت کہاں کی حکومت؟ سیاستدانوں کو تو سیاسی پوائنٹ سکورنگ سے فرصت نہیں ہے اور حکمرانوں کو غیر ملکی دورے پڑ رہے ہیں۔ انہیں وطن کا خیال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کیلئے میں اور آپ جو پڑے ہیں۔ جب لاد چلے گا بنجارہ سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا۔

ہمارے ملک کی محبوب رہنما بینظیر بھٹو اسی دہشت گردی کا شکار ہوئیں۔ آصف علی زرداری سچ کہتے ہیں کہ ان سے زیادہ دہشت گردی کو کون جانتا ہے۔ ان کے بچوں کی ماں دہشت گردی کی نذر ہو گئیں۔ ہم روز دھماکوں اور خودکش حملوں کے بارے میں سنتے ہیں، اگلے دن بھول جاتے ہیں، مگر پھر نیا دھماکہ ہو جاتا ہے۔ لگتا ہی نہیں ہے کہ کہیں حکومت نامی کوئی چیز ہے یا پھر پولیس کا کوئی وجود ہے؟ پولیس ہر حملے کے بعد اپنی سیکورٹی میں اضافہ کر دیتی ہے اور رہی عوام کی سیکورٹی تو وہ پرائیویٹ گارڈ رکھ لیں،

جس طرح سے سیکورٹی کا مسئلہ بڑھ رہا ہے کل کلاں کو پولیس والوں کو بھی اپنی حفاظت کیلئے پرائیویٹ سیکورٹی گارڈ ہی رکھنے پڑیں گے۔ حساس ادارے کی خفیہ ایجنسیاں نشاندہی کر دیتی ہیں تو ہم اس پر بھی کچھ نہیں کرتے، جس طرح مولانا نعیمی پاک فوج کے آپریشن کی حمایت اور خودکش حملوں کو کفر قرار دے رہے تھے۔ اس کا نتیجہ یہی ہونا تھا۔ یہ عام آدمی کو بھی نظر آ رہا تھا۔ حکومت کی نظر میں شاید مولانا نعیمی ایک عام سا آدمی تھا۔ اس کی بجائے وزیروں کی فوج ظفر موج زیادہ اہمیت کی حامل تھی۔ اس لئے سیکورٹی تو انہیں دی جاتی ہے۔

مولانا سرفراز نعیمی کے والد محترم مولانا محمد حسین نعیمی بھی مرد درویش تھے۔ ان کے شاگردوں اور معتقدین کی تعداد لاکھوں میں ہے مگر وہ چند روپے کے چنے اور ایک چھوٹے نان کی قیمت بھی ذاتی جیب سے ادا کرتے تھے۔ میرے بزرگ مولانا سید جمیل الرحمن شاہ جامعہ نعیمیہ میں تدریس کے فرائض سر انجام دیتے تھے۔ یہ اسی کی دہائی کے آخری سال ہوں گے۔ میں ان کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے اکثر جامعہ نعیمیہ جاتا تھا۔ وہاں مولانا محمد حسین نعیمی کے ارشادات عالیہ سننے کا بھی موقع ملتا تھا۔

لاکھوں مریدین اور خود سادگی اور ملنساری کی علامت اور ان کے صاحبزادے مولانا سرفراز نعیمی کی سادہ زندگی کہ اس دور میں جہاں دس بچوں کے مدرسے کا مہتمم بھی کار سے نیچے نہیں اترتا وہ موٹر سائیکل پر سفر کرتے تھے۔ ان کے ایک معتقد کا مجھے فون آیا تو اس کے آنسو نہ رکتے تھے۔ میاں نواز شریف کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہاں گئے تو آبدیدہ تھے۔ مولانا نعیمی جیسے علماء جو اس ملک میں امن کے داعی اور روشن خیالی کی زندہ تصویر تھے، وہ اسی طرح جاتے رہے تو اس ملک کا کیا بنے گا۔ پولیس محو تماشا اور حکمران بے حس ہو چکے ہیں مگر کیا ہم سب بھی بے حس ہو جائیں گے ہم سب کو آخر کب ہوش آئے گا۔

ملک دولخت ہوا تو اسی وقت سے اغیار کی سازشیں تیز ہوئیں اور پاکستان کو توڑنے کی باتیں ہونے لگیں۔ پاکستان توڑنے کی باتیں کرنے والوں کے منہ میں خاک۔ اب یہ منہ کھلنے نہیں چاہئیں۔ اس ملک کو بنانے کیلئے لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دی تھیں تو اب اس وطن کو بچانے کیلئے لاکھوں لوگوں نے اپنے گھر چھوڑے ہیں۔ اہل سوات کی ہجرت کا مقصد یہ نہیں کہ دہشت گرد کامیاب ہوں۔ اہل سوات کی ہجرت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ انہوں نے تو ہجرت کر کے ملک کو دہشت گردی سے پاک کرنے کے معاملے پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ اب کیا باقی اہل پاکستان کا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم بھی اپنا

فرض پورا کریں۔ ہمیں اپنے دائیں بائیں اور ہمسایوں کو دیکھنا اور پرکھنا ہے، ان کی خوشیوں اور غمیوں میں شریک ہونا ہے اور پھر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر پیار اور محبت کی ایسی مضبوط زنجیر بنانی ہے جسے کوئی ملک دشمن اور دشمن اسلام دہشت گرد توڑ نہ سکے۔ بہت ہو گیا Enough is Enough ہمیں ثابت کرنا ہے کہ ہم ایک زندہ قوم ہیں۔ ہم اپنے وطن کا دفاع کرنا جانتے ہیں۔ دہشت گردی کا نشانہ اگر پاک فوج کے شیر دل افسران اور جوان بن رہے ہیں تو وہ ہمارے ہی بھائی، بیٹے ہیں۔ اگر پولیس پر یہ آفت ٹوٹتی ہے تو وہ بھی ہم میں سے ہی ہیں۔ ہمیں انہیں بے بس نہیں کرنا ہے، ان کا ساتھ دینا ہے۔ ان کے دست و بازو بننا ہے۔

اگر گلی محلوں میں نبی رحمت ﷺ کے حکم کے مطابق ہم ہمسائے کا خیال رکھیں اور ہمسائے کو اس کے حقوق دیں تو آج بھی یہ قوم منٹوں میں متحد ہو سکتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہارے ارد گرد سات سات گھر تمہارے ہمسائے ہیں۔ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا ہوگا کہ ان سات گھروں کے لوگوں کے بارے میں ہمیں پتہ ہے کہ یہ کون ہیں؟ دیہاتوں اور چھوٹے شہروں میں گھروں کی بڑی بوڑھیاں ایک دوسرے کا اتنا خیال کرتی تھیں کہ اگر ایک گھر میں بھی کوئی بیمار ہوتا یا وہاں کوئی خوشی یا غمی ہوتی تو چند گھنٹوں میں وہ خبر تمام گاؤں میں گھر گھر پہنچ جاتی تھی۔ ہمیں ماننا ہوگا کہ ہمارا معاشرہ انحطاط کا شکار ہے جس کی وجہ سے دشمن کو دہشت گردی کا موقع مل رہا ہے مگر مجھے یقین ہے کہ ہماری قوم سوئی ہوئی ہے، بے حس نہیں ہے اور اب سونے کا وقت گزر چکا ہے۔ ہمیں جاگنا ہے اور ارد گرد پر نظر رکھنا ہے۔ زندہ قومیں اپنے ہونے کا ثبوت دیتی ہیں۔ ہمیں آپس کے لڑائی جھگڑوں کو اب پس پشت ڈالنا ہوگا۔ ایک ہونا پڑے گا اور اگر اب بھی ہم نہ جاگے تو پھر بہت دیر ہو جائے گی۔ ایسی دیر کہ جس کے بعد اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اس اندھیرے سے ہمیں دور رہنا ہے اور ایسے سویرے کو لانا ہے جس کے بعد اندھیرا نہیں ہے۔ مولانا نعیمی کی شہادت ملک دشمنوں اور اسلام مخالف قوتوں کا کام ہے۔ خدارا اسے کسی اور نظر سے مت دیکھئے کیونکہ اس شہادت کے ذریعے بھی ہمیں مسلکی، فقہی اور فرقہ وارانہ آگ میں دھکیلنے کی سازش کی گئی ہے۔ ہمیں اس سے خبردار رہنا ہے۔ مولانا نعیمی امن، بھائی چارے اور مذہبی ہم آہنگی کیلئے کام کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں۔ ہمیں ان کی شہادت کے بعد اس کام کو آگے بڑھانا ہے اور آگے۔

روزنامہ ایکسپریس لاہور، 15 جون 2009ء

قیوم نظامی

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت

گزشتہ جمعہ کو نوشہرہ اور لاہور کی مساجد میں دہشت گردی کے دو المناک واقعات ہوئے۔ نوشہرہ کی جامع مسجد کینٹ میں ایک خودکش حملے سے 12 نمازی شہید ہو گئے جبکہ 101 زخمی ہوئے۔ لاہور میں جامعہ نعیمیہ کی مسجد میں ایک خودکش حملہ آور نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے آفس میں گھس کر دھماکہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی، مولانا خلیل الرحمن، مولانا عبدالرحمن اور مدرسے کے دو طالب علم شہید ہو گئے۔ پاکستان کے ممتاز عالم اور سکالر ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت نے پورے پاکستان کو سوگوار کر دیا۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی بے لوث شخصیت تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے سچے عاشق تھے اور اپنی زندگی حضور اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گزار رہے تھے۔ وہ بلاشبہ ایک مذہبی سکالر تھے۔ جن کو قرآن اور حدیث پر عبور حاصل تھا۔ وہ اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے اور فرقہ واریت کے سخت مخالف تھے۔

میں نے سٹار ایشیاء ٹی وی چینل کیلئے ان کے مدرسہ میں جا کر ان کا ایک انٹرویو کیا تھا اور میں ان سے ملاقات کر کے بہت خوش ہوا تھا۔ کیونکہ وہ مجھے بڑے اخلاق کے ساتھ ملے اور ان کی گفتگو اور کردار میں مجھے خلفائے راشدین کا عکس نظر آیا تھا۔ عالم باعمل ہونا اس دور میں بڑا مشکل کام ہے۔ پاکستان میں عالم تو بہت ملتے ہیں مگر عمل کرنے والے انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ انٹرویو کے دوران ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید نے میرے سوالوں کے جوابات بڑی عاجزی، انکساری اعتدال کے ساتھ دیئے۔ وہ کسی مرحلے پر بھی جذباتی نہ ہوئے۔ ان کے جوابات مدلل، بے ساختہ اور منطقی تھے۔ ان کی شہادت نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کیلئے ایک المیہ ہے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کا قصور یہ تھا۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے طالبان کے بارے میں اپنے موقف کو بڑی جرات کے ساتھ پیش کیا۔ انہوں نے خودکش حملوں کے خلاف فتویٰ جاری کیا اور امریکہ کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ ان کو دکھ یہ تھا کہ طالبان پوری دنیا میں اسلام کو بدنام کرنے کا موجب بن رہے ہیں۔ انہوں نے بڑی بہادری سے سوات میں فوجی آپریشن کی کھل کر حمایت کی اور اس کے حق میں جلوس بھی نکالے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ اگر طالبان کا راستہ نہ روکا گیا تو خدانخواستہ پاکستان میں اسلام ہی خطرے میں پڑ جائے گا۔ پاکستان کے اکثر علماء خوف کا شکار ہیں۔ وہ کھل کر طالبان کی مخالفت سے گریز کرتے ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کا خیال یہ تھا کہ پاکستان اپنی تاریخ کے انتہائی سنگین بحران سے گزر رہا ہے۔ لہٰذا اس لمحہ پر خاموش رہنا مجرمانہ غفلت کے مترادف ہوگا۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی طالبان کے دلوں میں کھٹکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ٹارگٹ کر کے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو شہید کر دیا اور اس المناک واقعہ کی ذمہ داری بھی قبول کر لی۔ طالبان حالیہ فوجی آپریشن کی وجہ سے سخت بوکھلاہٹ کا شکار ہیں اور وہ فوجی آپریشن کو روکوانے کیلئے آخری وار کر رہے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ پاکستان کے سیاستدان، مذہبی سکالر اور سول سوسائٹی کے نمائندے ڈر اور خوف کی وجہ سے خاموش ہو جائیں۔ اپنے گھروں میں بند رہیں اور طالبان کی مخالفت ختم کر دیں۔ پاکستان کے عوام کی اکثریت یہ چاہتی ہے کہ فوج نے جو آپریشن شروع کیا ہے وہ نتیجہ خیز ہونا چاہیے اور اس کو زیادہ طول نہیں دیا جانا چاہیے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ پنجاب کی حکومت ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی جان بچانے میں ناکام رہی ہے۔ حالانکہ حکومت کو علم تھا کہ جو مذہبی رہنما اور سکالر حکومت کے ساتھ برملا تعاون کر رہے ہیں وہ طالبان کا ٹارگٹ بن سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ حکومت کا اولین فرض ہے کہ وہ علماء حق جو کلمہ حق بیان کرنے میں کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوتے ان کو مکمل سیکورٹی فراہم کی جائے۔ اگر حکومت طالبان مخالف قوتوں کا تحفظ کرنے میں ناکام رہی تو پھر طالبان کے حوصلے مزید بلند ہو جائیں گے۔ فوجی آپریشن کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت خوف کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔ پاکستان کی تمام سیاسی مذہبی جماعتوں اور سول سوسائٹی کو فعال بنایا جائے۔ ساری قوم مل کر ایک تاریخی امن مارچ کرے تا کہ انتہا پسند طالبان کو یہ علم ہو جائے کہ پاکستانی قوم ان کے اسلامی ماڈل کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہے اور خودکش حملوں سے سخت بے زار ہے۔ عوامی رائے کا برملا اظہار انتہائی ضروری ہوتا ہے جو سڑکوں پر نکل کر ہی کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں موجودہ افسوسناک اور پریشان کن صورتحال کا سب سے بڑا سبب امریکہ اور نیٹو کی افواج ہیں جو گزشتہ 8 سال سے افغانستان پر قابض ہیں۔ افغانستان میں ان کی موجودگی کی وجہ سے پاکستان میں طالبان تحریک نے جنم لیا۔ لہٰذا اس بڑے سبب کو ختم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ بہترین سفارتکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ کو مجبور کیا جائے کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو افغانستان سے اپنی فوجوں کو نکال لے تاکہ علاقے کی صورتحال پرسکون ہو سکے۔ افغانستان میں امن وامان قائم رکھنے کیلئے مسلمان ممالک کی فوجیں افغانستان میں مثبت کردار ادا کر سکتی ہیں۔

پاکستان کی خفیہ ایجنسیاں ناکام ہو چکی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ متبادل فورس تیار کی جائے۔ ایک تجویز یہ ہے کہ حکومت ہر یونین کونسل میں ایک سو بے روزگار نوجوانوں پر مشتمل پاسبان پاکستان فورس تیار کرے جن کو 5000 روپے ماہانہ تنخواہ دی جائے۔ اس طرح بے روزگار نوجوانوں کو روزگار بھی مل جائے گا اور وہ انتہا پسندوں کے منصوبوں کا سراغ لگانے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ ایسے نوجوانوں کی تنخواہیں بے نظیر سپورٹ سکیم اور پنجاب فوڈ سبسڈی سکیم کے فنڈ سے ادا کی جاسکتی ہیں۔ لوگوں کو بھیک دینے کی بجائے روزگار دینا زیادہ مفید ہوگا۔ اس طرح نوجوانوں میں مایوسی بھی ختم ہوگی۔ ان کا عزت اور وقار بھی قائم رہے گا اور وہ پاکستان کے عوام کے جان و مال کے تحفظ اور امن وامان کے قیام کیلئے انتہائی مثبت کردار ادا کر سکیں گے۔

خودکش حملوں پر قابو پانے کیلئے ضروری ہے کہ فوجی سماعت کی عدالتیں قائم کی جائیں۔ جیسا کہ ایران میں ایک دہشت گردی کا واقعہ ہوا تو ایران کی عدالت نے ایک ہفتے کے اندر اندر ملزمان کو پھانسی دے دی۔ جب مجرموں کے مقدمات کو طول دیا جاتا ہے تو اس طرح جرم پھیلتا ہے۔ مجرموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ معاشرے سے جرم کو ختم کرنے کیلئے اور خوف اور دہشت کی فضا پر قابو پانے کیلئے ضروری ہے۔ کہ خودکش حملوں میں ملوث افراد کو فوری سزائیں دینے کا انتظام کیا جائے۔ پاکستان کا ریاستی نظام چونکہ گل سڑ چکا ہے۔ لہٰذا مقدمات سالہا سال تک چلتے رہتے ہیں اور مجرموں کا عوام کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ جس سے معاشرے میں مایوسی اور بھی بڑھتی ہے۔ گزشتہ دو تین سالوں کے دوران جتنے بھی خودکش حملے ہوئے ہیں ان میں سے ابھی تک کسی ایک مجرم کو بھی سزا نہیں دی جاسکی اور یہی سب سے بڑی خرابی ہے۔ جب ہماری سیکورٹی کے ادارے مجرموں کو پکڑ نہیں سکتے اور عدالتیں ان کو فوراً سزا نہیں دے سکتیں تو پھر خودکش حملوں پر کیسے قابو پایا جاسکتا ہے۔ موجودہ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ خودکش حملوں

سے نمٹنے کیلئے ایک قومی سطح کا کمیشن تشکیل دے جو مستقل بنیادوں پر کام کرتا رہے اور خودکش حملوں کو روکنے، ان میں ملوث مجرموں کو سزائیں دلوانے کیلئے ہمہ وقت کام کرے اور اپنی کارکردگی کے بارے میں عوام کو روزانہ کی بنیاد پر بریفنگ دے تاکہ عوام میں یہ اعتماد پیدا ہو سکے کہ خودکش حملہ آور اور ان کے ساتھی بے نقاب ہو رہے ہیں اور ان کو سزائیں بھی مل رہی ہیں۔ انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کے عوام خودکش حملوں کے مناظر تو ٹیلی ویژن سکرین پر دیکھ رہے ہیں مگر وہ مجرموں کو پھانسی چڑھتے ہوئے نہیں دیکھ پاتے۔ یہ ایک بہت بڑا بنیادی تضاد ہے جسے ہنگامی بنیادوں پر دور کرنے کی ضرورت ہے۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ طالبان کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ان کو جلد علم ہو جائے کہ وہ جس راستے پر چل رہے ہیں اس میں پاکستان کے 16 کروڑ عوام کی تباہی مضمر ہے اور اس سے اسلام کا چہرہ بھی پوری دنیا میں بدنام ہو رہا ہے۔

روزنامہ جناح، لاہور 15 جون 2009ء

مسئلہ۔ برا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیت الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ "جو اچھا کام کرے اسے منجانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اس کو شامت نفس تصور کرے"۔ عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ جہت مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت و جمیع حوادث سے پاک ہے۔ عقیدہ۔ دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی ﷺ کے لئے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لئے ممکن بلکہ واقع۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوب میں سو بار زیارت ہوئی۔ عقیدہ۔ اس کا دیدار بلا کیف ہے یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے جس چیز کو دیکھتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ مسافت کو ہوتا ہے، نزدیک یا دور وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے اوپر یا نیچے دہنے یا بائیں آگے یا پیچھے۔ اس کا دیکھنا ان سب باتوں سے پاک ہوگا پھر رہا یہ کہ کیونکر ہوگا یہی تو کہا جاتا ہے کہ "کیونکر" کو یہاں دخل نہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اس وقت بتا دیں گے۔ اس کی سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے اس تک عقل رسا نہیں اور وقت دیدار نگاہ اس کا احاطہ کرے یہ محال ہے۔ (بہار شریعت)

الطاف حسین قریشی

عظیم شہادت میں عزم کا پیغام

دہشت گردی کے عفریت نے ہمارے عہد کے ایک بہت بڑے عالم اور فقیر منش انسان کو ہڑپ کرلیا ہے جس کے نتیجے میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے جو اس قحط الرجال کے زمانے میں شاید ہی پر ہوسکے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی ان رجال کبیر میں سے تھے جو امت مسلمہ میں اتحاد کے داعی اور اعتدال اور توازن کا ایک خوبصورت پیکر تھے۔ ان کیلئے تمام مکاتب فکر کے علماء میں عزت واحترام پایا جاتا تھا۔ گذشتہ کئی ماہ سے وہ دہشت گردی کے خلاف بڑے سرگرم تھے اور ایک متحدہ محاذ بنانے کی بھرپور کوشش کررہے تھے۔ وہ بڑے باہمت اور پرعزم دینی رہنما تھے اور خودکش حملوں کو حرام سمجھتے تھے۔ ان کی شبانہ روز کوششوں سے متحدہ علماء کونسل نے خودکش حملوں کے خلاف ایک فتویٰ جاری کیا تھا جس نے عام لوگوں کا ذہن تبدیل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔ وہ دینی علوم کے علاوہ عصری علوم پر بھی دسترس رکھتے اور عالمی سیاست کے پیچ وخم سمجھتے تھے۔ وہ جس قدر طالبان کی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف تھے، اسی قدر وہ امریکہ و بھارت سے بھی بدظن تھے جو پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو شہادت کا درجہ حاصل ہوا اور ان کے قریبی ساتھی بھی حق کی شہادت دیتے ہوئے کام آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور ہمارے علماء کو ایک فتنے کے خلاف مکمل طور پر متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین! آج پاکستان جس دور سے گزر رہا ہے، وہ ہماری تاریخ کا سب سے نازک اور کٹھن دور ہے۔ ہم اس وقت بیک وقت داخلی اور خارجی خطرات میں گھرے ہوئے ہیں اور ہمارے ماضی کے حکمرانوں کے عاقبت نااندیش اور مفاد پرستانہ فیصلوں کی بدولت داخلی خطرات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور یہ خدشہ پیدا ہوچلا ہے کہ شاید ہم اپنے آپ کو سنبھالنے میں ناکام ہوجائیں۔ دہشت گرد ہم پر نفسیاتی جنگ مسلط کیے جارہے ہیں اور ان کی سب سے بڑی کوشش یہ ہے کہ وہ تمام آوازیں یکے بعد دیگرے خاموش کردی جائیں جو انتہا پسندی کے خلاف منظم ہوگئی ہیں۔ خودکش حملوں سے پورے ملک میں خوف کی لہر دوڑتی جارہی ہے اور اس تاثر کو تقویت مل رہی ہے کہ ہماری حکومت اور ہماری خفیہ ایجنسیاں بم دھماکوں اور خودکش حملوں کے سامنے بے بس ہیں۔ بعض ذمے دار حکام کی طرف سے جب یہ بیان دیا جاتا ہے کہ خودکش حملے نہیں روکے جاسکتے تو اس کا عوام کے مورال پر

ایک بہت بڑا اعصاب شکن اثر ثابت ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ خودکش حملہ آور جہاں تربیت لیتا ہے اور جہاں سے سازوسامان حاصل کرتا ہے اور جو سواری حاصل کرتا ہے، ان کے بارے میں پیشگی معلومات کیوں حاصل نہیں کی جاتیں۔ دراصل ہمارے ہاں انسداد دہشت گردی کا ایک مرکزی نظام کام نہیں کر رہا۔ فوجی اور سول اداروں میں موثر اور قابل عمل رابطوں کا فقدان ہے۔ کچھ یہی عالم مرکزی اور صوبائی خفیہ ایجنسیوں کا ہے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور خفیہ ایجنسیوں کے مابین مسلسل رابطوں کا فقدان محسوس ہوتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ کہ ہم نے عوام کو خود حفاظتی کی تربیت کا سرے سے کوئی انتظام نہیں کیا۔ ان مختلف دائروں میں جو فاصلے موجود ہیں، بمبار اور خودکش حملہ آور انہی کے درمیان سے گزر کر اپنے اہداف تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہمیں ان کے خلاف ایک مضبوط حصار قائم کرنا اور پوری قوم کو اس ایک نقطے پر متحد کرنا ہوگا کہ ہم پاکستان کو ہر نوع کی عسکریت پسندی اور دہشت گردی سے محفوظ رکھیں گے اور اپنے معاشرے میں اسلحہ اٹھانے والوں کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ ملک میں یہ فضا پیدا کرنے کیلئے ہماری سیاسی، دینی جماعتوں اور سول سوسائٹی کو قائدانہ کردار ادا کرنا ہوگا۔

مفتی سرفراز نعیمی کی شہادت نے ہمیں یہ پیغام دیا ہے کہ اصل زندگی باطل کے سامنے ڈٹ جانا اور مشکل سے مشکل وقت میں حق کی شہادت دینا ہے۔ شہادت حق کے ساتھ ساتھ عوام کی قیادت کا فرض ادا کرنا وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے۔ ہم اپنی حکومت کو یہ مشورہ بھی دینا چاہتے ہیں کہ اس نے بریلوی جماعتوں پر مشتمل جو اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی ہے وہ اس سے دستبردار ہو جائے اور علمائے کرام کو آزادی کے ساتھ اپنا کردار ادا کرنے کا موقع دیا جائے۔ ہمارے خیال میں اس وقت سب سے بڑی ضرورت متحدہ علماء کونسل کو فعال اور سرگرم کرنے کی ہے۔ اس میں ہر مکتبہ فکر کے علماء شامل تھے اور انہوں نے فرقہ بندی کی تباہ کاریوں پر قابو پانے میں زبردست کردار ادا کیا تھا اور فرقہ وارانہ تعصب اور تشدد میں حیرت انگیز کمی آ گئی تھی۔ اس میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے والد بزرگوار مفتی محمد حسین نعیمی پیش پیش تھے اور جامعہ نعیمیہ نے تاریخی کردار ادا کیا تھا۔ دینی اور سیاسی جماعتیں مل کر قدم اٹھائیں گی تو چھوٹے چھوٹے اختلافات پس منظر میں چلے جائیں گے اور ان کی مشترکہ قیادت میں ایک عوامی تحریک اٹھ سکتی ہے جو دہشت گردی کے خلاف ایک بہت مضبوط دیوار ثابت ہوگی اور اپنے وطن کی پورے عزم کے ساتھ حفاظت کرے گی۔

روزنامہ جناح، لاہور 15 جون 2009ء

حامد میر

آپ کا مشن جاری رہے گا

ہر مشکل وقت میں ہمت و حوصلے اور شفقت سے لبریز ایک آواز سنائی دیا کرتی تھی۔ آواز دینے والا کہا کرتا تھا...... ''گھبرانا نہیں، ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں، آپ کے اور ہمارے دشمن مشترکہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے گا''۔

افسوس کہ ہر مشکل وقت میں حوصلہ دینے والی یہ آواز پھر کبھی سنائی نہ دے گی۔ یہ آواز ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کی ہوا کرتی تھی۔ ان کے ساتھ نیاز مندی کافی پرانی تھی لیکن قربت گیارہ ستمبر 2001ء کے بعد پیدا ہوئی۔ جنرل پرویز مشرف نے افغانستان پر حملے کیلئے امریکہ کو پاکستان میں ہوائی اڈے فراہم کئے تو ڈاکٹر سرفراز نعیمی بھی اس فیصلے کی مخالفت کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔ مشرف حکومت نے انہیں پیغام بھیجا کہ وہ حکومت پر تنقید بند کردیں ورنہ انہیں محکمہ اوقاف کی ملازمت سے فارغ کردیا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب پر اس پیغام کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اسلام آباد میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا ایک اجلاس ہوا جس میں متفقہ طور پر امریکہ کو پاکستان کے ہوائی اڈے فراہم کرنے کی مذمت کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس اجلاس میں شرکت کی اور کچھ عرصہ کے بعد انہیں سرکاری ملازمت سے فارغ کردیا گیا۔ 2006ء میں ڈنمارک کے ایک اخبار نے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کئے تو دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے تحفظ ناموس رسالت کے نام سے ایک محاذ قائم کیا اور احتجاج شروع کردیا۔ مشرف حکومت کو یہ احتجاج سخت ناپسند آیا اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو دہشت گردی ایکٹ کے تحت گرفتار کرلیا گیا۔ انہی دنوں آرمی ہاؤس راولپنڈی میں ایک بریفنگ کے دوران اس خاکسار نے جنرل پرویز مشرف سے یہ پوچھنے کی جسارت کرڈالی کہ آپ نے ایک بزرگ عالم دین سرفراز نعیمی کو دہشت گردی کے الزام میں پابند سلاسل کیوں کر رکھا ہے؟ سوال سن کر حاکم وقت بھڑک اٹھا اور رعونت آمیز لہجے میں بولا۔ ''عالم دین؟ کون عالم دین۔ یہ تو دو ٹکے کا مولوی ہے جسے نواز شریف نے خرید رکھا ہے اور یہ پاکستان میں دہشت گردی کرتا ہے میں تو اس کو نہیں چھوڑوں گا''۔ میں نے گذارش کی اور عرض کیا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور مفتی منیب الرحمان ان علماء میں سے ایک ہیں جو پاکستان میں خودکش حملوں کی مخالفت کررہے ہیں یہ آپ سے اختلاف رائے کرسکتے ہیں لیکن ان

علماء کا دہشت گردی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ حاکم وقت کچھ سننے کیلئے تیار نہ تھا لیکن چند ہفتوں کے بعد کوئی ٹھوس ثبوت دستیاب نہ ہونے کے باعث انسداد دہشت گردی کی عدالت کو ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی رہائی کا حکم جاری کرنا پڑا۔

3 نومبر 2007ء کو جنرل پرویز مشرف نے ایمرجنسی نافذ کرنے کے بعد میڈیا پر پابندیاں عائد کر دیں۔ یہ خاکسار ان پانچ ٹی وی اینکر میں شامل تھا جو کم وبیش چار ماہ تک ٹی وی اسکرین سے غائب رہے۔ پابندی کے دنوں میں لوگ ہم سے ہمدردی کیا کرتے تھے لیکن ڈاکٹر سرفراز نعیمی ہمیشہ مجھے مبارکباد دیا کرتے۔ ان کا کہنا تھا کہ جنرل پرویز مشرف مسلمانوں کے دشمنوں کا اتحادی ہے اور ایسے شخص کی نفرت کا نشانہ بننا کسی بھی سچے مسلمان کیلئے فخر کی بات ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی ہمیشہ کہا کرتے کہ جنرل پرویز مشرف نے پاکستان میں تشدد اور عسکریت پسندی کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت فروغ دیا تاکہ امریکہ مشرف کو اپنی ضرورت سمجھتا رہے۔ انہوں نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ درجنوں مرتبہ کہا کہ جب تک امریکہ کی فوجیں افغانستان میں موجود ہیں اس خطے میں امن قائم نہ ہوگا۔ اکتوبر 2008ء میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے ملک بھر کے علماء کو لاہور میں اکٹھا کیا اور خودکش حملوں کی مذمت میں ایک فتویٰ جاری کیا۔ اس سال یکم مارچ کو انہوں نے جامعہ نعیمیہ لاہور میں اپنے والد مفتی محمد حسین نعیمی کی یاد میں ایک سیمینار منعقد کیا جس میں مسلم لیگ ن کے قائد نواز شریف، پیر علاؤالدین، صاحبزادہ فضل کریم اور دیگر زعما کے علاوہ مجھے بھی مدعو کیا گیا۔ جامعہ نعیمیہ کے احاطے میں بنائے گئے اسٹیج پر بلٹ پروف نصب کیا گیا تھا۔ اس شیشے کو دیکھ کر نواز شریف کہنے لگے کہ موت کا ایک دن مقرر ہے، جس دن موت آتی ہے یہ بلٹ پروف شیشہ کسی کو نہیں بچا سکتا۔ یہ سن کر ڈاکٹر سرفراز نعیمی بولے کہ موت کا واقعی دن مقرر ہوتا ہے لیکن آپ کی حفاظت کیلئے تدابیر کرنا بھی ہم میزبانوں کا فرض تھا۔ اس دن ڈاکٹر صاحب بڑے خوش تھے۔ اس سیمینار میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے کھل کر کہا کہ پاکستان کو درپیش تمام مسائل کی وجہ امریکی غلامی ہے جب تک ہم اس غلامی کو نہیں چھوڑیں گے ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔

اس واقعے کے چند ہی دنوں کے بعد معزول ججوں کی بحالی کیلئے لانگ مارچ ہوا۔ ایک مذہبی جماعت کے سربراہ نے اس لانگ مارچ کو صرف ایک صوبے کی تحریک قرار دے کر متنازع بنانے کی کوشش کی حالانکہ لانگ مارچ کا آغاز سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر علی احمد کرد نے کوئٹہ سے کیا تھا۔ معزول ججوں کی بحالی کی تحریک کو متنازع بنانے کی کوشش کرنے والے گروہ کا سیاسی وفکری ماضی سامنے

لانے پر میرے خلاف مظاہرے ہوئے اور کھلم کھلا قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ ایک مرتبہ پھر ڈاکٹر سرفراز نعیمی مجھے اپنے پیچھے کھڑے نظر آئے۔ وہ کئی دن تک مسلسل روزانہ فون کر کے میری خیریت دریافت کرتے رہے بلکہ انہوں نے لاہور اور کراچی میں اس ناچیز کے حق میں جلوس بھی نکال ڈالے۔ یہ میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب نے جامعہ نعیمیہ کے طلبہ کے ہمراہ میرے حق میں آواز بلند کی۔ شہادت سے چند دن پہلے انہوں نے پھر فون کیا اور مجھے محتاط رہنے کی تاکید کی۔ میں نے ان کی تاکید کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا کہ حضرت میری فکر چھوڑیں آپ اپنی فکر کریں۔ انہوں نے تصدیق کی کہ وہ بھی خطرات محسوس کر رہے ہیں لیکن دوسرے ہی لمحے انہوں نے ایک اور سیمینار کے بارے میں صلاح مشورہ شروع کر دیا۔

ان کا خیال تھا کہ ملک کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء کو جامعہ نعیمیہ یا کسی اور مقام پر اکٹھا کر کے ملکی مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شخصیت فرقہ واریت سے بالاتھی۔ 12 جون کو انہیں خودکش حملے میں شہید کرنے والوں کی پوری کوشش تھی کہ لاہور میں بریلوی اور دیوبندی لڑائی شروع ہو جائے لیکن ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے سمجھدار شاگردوں نے یہ سازش ناکام بنا دی۔ ڈاکٹر صاحب اپنی زندگی میں اس سازش کی بو سونگھ چکے تھے اور اپنے کئی احباب سے کہہ چکے تھے کہ جس طرح امریکہ نے عراق میں شیعہ سنی فسادات کرائے اب پاکستان میں بریلوی دیوبندی فساد کی سازش کی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی پہلے عالم دین نہیں جنہیں خودکش حملوں کی مخالفت پر موت کی نیند سلا دیا گیا۔ 18 ستمبر 2007ء کو پشاور میں مولانا حسن جان کو بھی اسی لئے شہید کیا گیا کہ وہ خودکش حملوں کی مذمت کرتے تھے۔ ان کا تعلق جمعیت علمائے اسلام سے تھا اور وہ بھی افغانستان میں امریکی فوج کی موجودگی کو تمام مسائل کی وجہ سمجھتے تھے۔ عجیب بات ہے کہ بیت اللہ محسود اور اس کے ساتھی مولانا حسن جان اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی جیسے علماء کو شہید کر رہے ہیں جو امریکہ کے مخالف ہیں جبکہ امریکہ کے اعلانیہ حامیوں کیلئے ان کی دھمکیاں صرف زبانی کلامی ہوتی ہیں۔ بیت اللہ محسود امریکہ کے مخالفوں کا صفایا بھی کر رہے ہیں اور امریکہ کی شروع کردہ جنگ کو پھیلانے اور اپنانے کا سامان بھی پیدا کر رہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی سازش ہے اور اس سازش کو سمجھنے کیلئے جامعہ نعیمیہ لاہور میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو اکٹھے ہونے کی ضرورت ہے۔ علماء کو متحد کرنا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا مشن تھا۔ ان کی آواز اب کبھی سنائی نہ دے گی لیکن ہمیں ان کا مشن جاری رکھنا ہے۔

روزنامہ جنگ، لاہور 15 جون 2009

رفیق ڈوگر

نغمہ اتحاد قوم

ملک میں خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں لیکن جس بھی کسی کے قبضہ قدرت میں کوئی حکمرانی اور قیادت سیادت ہے اس کا ایک ہی حکم گونج رہا ہے" قوم متحد ہو جائے" کس کے خلاف متحد ہو جائے قوم؟ یہ کوئی نہیں بتا رہا۔ اس کے سوا تو اس حکم کا کوئی بھی اور مطلب سمجھ نہیں آ رہا کہ ہر حکم دینے والا کہتا ہوتا ہے کہ "میری حکمرانی اور قیادت کے پیچھے ہاتھ باندھ کر لائنیں لگا لو سب قوم والے" مگر وہ صاحب فرمان اس دست بستہ قوم کو لے کہاں جائے گا؟ تباہی کے گھاٹ پر یا نجات کی راہ کی طرف؟ اس کے پاس کون سا نسخہ کیمیا ہے قوم کے زخم زخم وجود سے بہتا خون بند کر دینے کا؟ یہ کوئی نہیں بتاتا۔ حکم سب کا ایک ہی ہے کہ "قوم متحد ہو جائے" کس کے خلاف متحد ہو جائے قوم؟ کس کی انگلی پکڑے آنکھیں بند کر کے؟ کیوں نہیں بتاتا کوئی صاحب فرمان و حکمرانی؟ غلامی، نااہلی، ذات اور مفاد پرستی کی حاکمانہ و قائدانہ پالیسیوں کے حق میں ہو جائے قوم یا اس کے خلاف متحد ہو جائے؟ وہ قومی اسمبلی اور پارلیمنٹ جس کا سولہ سوا سولہ ماہ پہلے قوم نے انتخاب کیا تھا۔ یہ تو ابھی تک وہ بھی قوم کو نہیں بتا سکی ہزاروں ارکان ہیں ان منتخب اسمبلیوں کے، کتنے ہی سینکڑے تو وفاق اور صوبوں میں وزیر مشیر قسم کی چیزیں ہیں وہ سب سولہ ماہ سے اس غریب قوم کی خون پسینے کی کمائی سے بھاری تنخواہیں اور مراعات وصول کر رہے ہیں قوم کے قرض سے مزے اور صرف مزے کر رہے ہیں کیا انہوں نے بتایا ہے کبھی قوم کو کہ اسے کس کے حق میں اور کس کے خلاف متحد ہو جانا چاہیے؟ بنائی ہے انہوں نے کوئی قومی پالیسی اس خانہ جنگی سے نجات کامل کیلئے؟ اسمبلیوں اور ان میں موجود ارکان کی تعداد کو دیکھا جائے تو دو ہی اہل قیادت نمایاں دکھائی دیتے ہیں، آصف علی زرداری اور میاں نواز شریف۔ کیا انہوں نے مل کر یا الگ الگ بنائی ہے اس خانہ جنگی سے نجات کیلئے کوئی پالیسی؟ بنائی ہے تو، بتا کیوں نہیں رہے اس خون میں نہائی قوم کو؟ صرف "قوم متحد ہو جائے" کے حکم احکام جاری فرمانے سے تو قوم متحد ہو جانے سے رہی۔ ایسے احکامات شاہی قوم کو کنفیوژ کرنے یا مزید کنفیوژ کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں؟ لاہور میں اتنا بڑا سانحہ ہو گیا تھا وہ عالم دین جو ملک اور قوم کی آزادی کی آواز کے طور پر جانا پہچانا جاتا تھا اسے شہید کر دیا گیا تھا۔ لاہور ہی نہیں پورا ملک سوگوار

تھا ہر کوئی پوچھ رہا تھا کہ آخر کیوں شہید کر دیا گیا ہے' ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو؟ وہ جس آواز کو بلند کرنے چلے تھے وہ تو ہر مجبور پاکستانی کے دل کی آواز ہے۔ اس آواز کو دبانے کی کوشش کی گئی تھی اور لوگ اُمید کر رہے تھے کہ وہ آصف علی زرداری جس کا " ہے کوئی اور میرے علاوہ جو کوئی پالیسی بنا اور چلا سکے؟" طرز حکمرانی اس خون خرابے کی بنیادی وجوہات میں سے اہم ترین وجہ ہے۔ قوم کے زخموں پر مرہم رکھے جا رہے ہیں اس پالیسی کا اعلان کرنے والے جو اس خانہ جنگی میں مبتلا قوم کو سلامتی اور فلاح کی راہ پر ڈال دے گی۔ لوگ انتظار کرتے رہے رات گزرتی گئی اور دکھیا رات کے آخری لمحوں میں انہوں نے اعلان فرما دیا جوان کا کوئی بھی بھوکا ننگا پرستار کسی فٹ پاتھ پر لیٹے کروٹیں لینے کے دوران رات کے اس حصہ میں نیم خوابی اور نیم مدہوشی کی حالت میں کر سکتا تھا؟ دی تھی اس دنیا کے چند گنے چنے زرداروں میں ایک زردار آصف علی زرداری نے اس خطاب حاکمانہ میں کوئی پالیسی؟ دکھائی تھی اس نے اس زخم زخم قوم کو نجات کی کوئی راہ؟ تو کس سے پوچھیں وہ راہ؟ مسٹر ہالبروک سے؟ پھر تو ان اہلِ حکمرانی و قیادت خوانی کے " قوم متحد ہو جائے " کے احکام کا یہی مطلب بنتا ہے کہ سب ہالبروک کے پیچھے لائن لگا لو۔ جہاں ہم وہیں ہو جاؤ تم بھی سب لائن حاضر۔ سنتے ہیں عراق میں شیعہ کو سنی سے لڑا دینے کا منصوبہ بنانے اور کامیاب کرانے والے امریکی جرنیل نے افغانستان اور پاکستان کیلئے بھی ابھی " امن منصوبے " پر عمل شروع کرا دیا ہے لیکن کیا وہ لوگ جو اپنے کو امریکہ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جہاد کرنے والے ظاہر کرتے ہیں انہیں امریکہ کے اس منصوبے کا ابھی تک علم ہی نہیں ہو سکا؟ شیعہ کو سنی سے اور دیوبندی غیر دیوبندی سے لڑانے کے منصوبے سے وہ آگاہ ہی نہیں؟ مان لیں ہم؟ وہ جو اس وطن پاکستان میں علمائے و فضلائے دیوبند ہیں جو حکومتوں کے اندر بھی ہیں اور باہر بھی' کیا ان میں سے کسی ایک کو بھی اس منصوبے کا علم نہیں؟ اس عذاب کا ذمہ دار امریکہ اور اس کے وہ پیروکار پاکستانی حکمران تو ہیں ہی جن کے وہ ساتھ ہیں اور ساتھ رہے ہیں لیکن اس مزار کو گرا دو مولانا نعیمی کو اُڑا دو کے منصوبے میں کون کون شامل ہے یا ہو سکتا ہے۔ کیوں نہیں وہ سوچتے اور اس کی بھی مذمت کرتے؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے امریکی منصوبے کی تباہی کہاں تک جا سکتی ہے؟ جو بھی بچہ بوڑھا' عورت' مرد' عالم اور عامی خون میں نہا گیا ہے' نہا رہا ہے وہ انسان ہے' پاکستانی ہے اور اکثریت مسلمان ہے۔ کیوں نہیں اس مسلم دشمن منصوبے کے خلاف وہ بھی سب متحد ہو جاتے' باقی مسلمانوں کے ساتھ؟ کچھ لوگ ان کے حال کے حوالے سے ان کے ماضی کا بھی ذکر کرنے لگے ہیں ان کے اپنے مفاد

میں ہے کہ وہ اپنے عمل سے اپنے کو اس ماضی سے الگ کرلیں۔ سب مل جائیں اس امریکی منصوبے کو ناکام بنانے کیلئے سب کی قیادتیں سیادتیں، مسجدیں اور مدارس اس ملک کے ساتھ ہیں جو کسی کو مارے امن سے زندہ نہ رہنے دے، اسے یہ تو سوچنا چاہئے کہ اس میں اس کے اپنے لئے کیا پیغام ہے۔ کوئی حکمران ہو اہلِ قیادت، ہو اہلِ مسجد و مدرسہ ہو وہ یہ کیوں سمجھ رہا ہے کہ اس کے چال چلن، حکم احکام خون میں نہائے اہلِ پاکستان کو سمجھ ہی نہیں آرہے؟

روزنامہ نوائے وقت، لاہور 15 جون 2009ء

عقیدہ۔ وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ اس کو نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ تمام جہان کا نگارر کھنے والا، نہ تھکے نہ اکتائے، تمام عالم کا پالنے والا، ماں باپ سے زیادہ مہربان، حلم والا، اسی کی رحمت ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا اسی کے لئے بڑائی اور عظمت ہے۔ ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا، گناہوں کا بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، قہر و غضب فرمانے والا۔ اس کی پکڑ نہایت سخت ہے جس سے بے اس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ وہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کر دے اور وسیع کو سمیٹ دے۔ جس کو چاہے بلند کردے اور جس کو چاہے پست۔ ذلیل کو عزت دے دے اور عزت والے کو ذلیل کردے۔ جس کو چاہے راہ راست پر لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ رکدے۔ جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کردے۔ جسے جو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل وانصاف ہے۔ ظلم سے پاک وصاف ہے۔ نہایت بلند و بالا ہے۔ وہ سب کو محیط ہے اس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ نفع وضرر اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ مظلوم کی فریاد کو پہنچتا اور ظالم سے بدلا لیتا ہے۔ اس کی مشیت اور ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے اور برے سے ناراض۔ اس کی رحمت ہے کہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا۔ جو طاقت سے باہر ہے۔ اللہ عزوجل پر ثواب یا عذاب یا بندے کے ساتھ لطف یا اس کے ساتھ وہ کرنا جو اس کے حق میں بہتر ہو اس پر کچھ واجب نہیں۔ مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے۔ ہاں اس نے اپنے قلم سے وعدہ فرمالیا ہے کہ مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بمقتضائے عدل کفار کو جہنم میں۔ اور اس کے وعدہ و وعید بدلتے نہیں۔ اس نے وعدہ فرمالیا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف فرمادے گا۔

(بہارشریعت)

لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل

خودکش حملوں کے پیچھے کون ہے؟

مفتی سرفراز نعیمی کی شہادت ایک عالم کی شہادت ہے۔ کہا جاتا ہے موت العالم موت العالم...... یعنی ایک عالم کی موت ایک دنیا کی موت ہے۔ دشمن ایک عرصے سے ہمیں کمزور کرنے پر تلا ہوا ہے۔ وہ ہمیں اندر سے کمزور کرنا چاہتا ہے اور ہم ایک ایٹمی قوت ہونے کے باوجود کمزور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ہم کمزور نہیں بس جرات اظہار کا مظاہرہ نہیں کررہے۔ اگر ہم پورے قد کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور امریکہ سے کہہ دیں کہ تم دس سال سے ایک لایعنی جنگ لڑ رہے ہو اور تم نے اب نئے دشمن پیدا کر لئے ہیں تو یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ ہم تمہاری اس بے مقصد جنگ میں شریک ہوکر اب اپنا نظریاتی، جانی اور اقتصادی نقصان نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت ایک بڑے امریکہ مخالف عالم کی شہادت ہے، یہ شہادت ایک سازش کے تحت ہوئی ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید جہاد کے بہت بڑے علمبردار تھے۔ ایک بڑا عاشق رسول ﷺ کس طرح جہاد کا مخالف ہوسکتا ہے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود جہاد میں حصہ لیا تو وہ نبی ﷺ کی سنت کے خلاف کیسے جا سکتے تھے۔ جب 2001ء میں امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اس حملے کے خلاف سرفراز نعیمی شہید نے جامعہ نعیمیہ میں ایک بہت بڑا احتجاجی اجتماع منعقد کیا تھا۔ مجھے بھی انہوں نے شرکت کی دعوت دی میں بھی شریک ہوا۔ میرے ان کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے۔ بلاشبہ خودکش حملے حرام ہیں اور اس بارے میں ان کا موقف واضح تھا لیکن اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ جہاد کے مخالف تھے تو یہ اس شخص کی غلط فہمی ہے۔

وہ اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ متحدہ علماء کونسل کے صدر رہے۔ آج علماء پر ان کی شہادت کے بعد بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت ایک گھناؤنی اور خطرناک سازش ہے کہ پاکستان کو فرقہ واریت کی طرف دھکیل دیا جائے۔ صرف اس لئے کہ امریکہ افغانستان میں کھربوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود اپنا کنٹرول کابل سے آگے نہیں بڑھا سکا ہے اور اس ناکامی کے بعد امریکہ افغانستان کی جنگ کو بڑی حد تک پاکستان کی طرف دھکیلنے کی کوشش کررہا ہے اور

وہ کسی حد تک اس میں کامیاب بھی نظر آتا ہے۔ لیکن انشاء اللہ وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ اب نیا طریقہ کار اور نئی سازش اس نے اختیار کی ہے۔ اس کا منصوبہ یہ ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے مدرسوں کو آپس میں لڑوا دیا جائے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ بیت اللہ محسود نے اور ان کی تحریک طالبان نے ان واقعات کی ذمہ داری قبول کر لی ہے جو گزشتہ چند دنوں میں پیش آئے ہیں تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر وہ طالبان ہیں تو وہ یہ جنگ پاکستان کیوں لے آئے اور انہیں اس بات کا احساس کیوں نہیں کہ ان کا اصل دشمن کون ہے؟ جبکہ انہوں نے اپنی بندوقوں کا رخ پاکستان کی طرف موڑ دیا ہے۔ اور وہ اس امریکی ایجنڈے کو پورا کرنے پر کاربند ہو گئے جسے امریکہ کی رینڈ کارپوریشن نے تشکیل دیا ہے۔ رینڈ کارپوریشن کی مشہور اسکالر شیرل برنارڈ (Chyrl Bernard) کا تعلق ایک مشہور یہودی خانوادے سے ہے۔ ان کے قریبی عزیزوں میں سوئیس برنارڈ اور اسٹیفن کوہان شامل ہیں اور اب سب سے اہم بات کہ افغانستان اور عراق میں امریکی سفیر رہنے والے افغان نژاد امریکی زلمے خلیل زاد کی بیوی ہیں۔ زلمے خلیل زاد امریکی دفتر خارجہ کے اہم عہدے دار ہیں۔ شیرل نے رینڈ کارپوریشن کے حکم پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جو اب بھی رینڈ کارپوریشن کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس مقالے کو اگر پاکستان کے موجودہ حالات کے تناظر میں پڑھا جائے۔ تو سمجھ میں آتا ہے کہ امریکہ کی تمام خفیہ کارروائیاں اس مقالے کی روشنی میں ہو رہی ہیں۔ شیرل نے تجویز کیا تھا کہ مسلمانوں کو ماڈریٹ بنانے اور ان کے اندر سے جذبہ جہاد ختم کرنے کیلئے کون کون سے طریقے اختیار کئے جائیں۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو بے اثر بنا دیا جائے اور مسلمانوں کی فرقہ وارانہ تقسیم کا نہایت گہرائی سے جائزہ لیا گیا ہے تا کہ مسلم معاشرے کی تحلیل کیلئے اس تقسیم کو (نعوذ باللہ) استعمال کیا جا سکے۔ شیرل نے مسلمانوں کو چار طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے طبقے کو صوفی مسلمانوں کا طبقہ قرار دیا گیا ہے۔ (جس میں پاکستان میں بریلوی مکتبہ فکر کے مسلمانوں کو شامل کیا گیا ہے اور تجویز کیا گیا ہے کہ یہ پاکستان میں بڑی تعداد میں ہیں اس لئے ان کو دیگر مسلمانوں کے خلاف کر دیا جائے اور ان سے الگ کر دیا جائے اور پھر وہ ان کے معاملات میں دلچسپی نہ لیں۔ دوسرا طبقہ وہابی اسلام کا طبقہ قرار دیا گیا ہے جس میں دیوبندی مکتبہ فکر اور اہلحدیث مکتبہ فکر کو شامل کیا گیا ہے۔

تیسرا شیعہ طبقہ جس میں شیعہ مکتبہ فکر کے تمام مسلمانوں کو شامل کیا گیا ہے اور چوتھا طبقہ سیکولر مسلمان جو کسی بھی مسلک پر عمل نہیں کرتا بلکہ اسلام کی تعلیمات پر بھی عمل پیرا نہیں ہوتا۔ شیرل نے اس کے باوجود مسلمانوں کو دو بڑے طبقات میں تقسیم کیا...... آرتھوڈوکس اور سیکولر۔ آرتھوڈوکس میں قدامت

پرست اور مولوی حضرات جو پرانی روایات پر عمل پیرا ہیں اور سیکولر جن کی تعداد بہت کم ہے۔ شیرل کے مطابق یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ البتہ باقی تین مسلمان طبقات کو آپس میں لڑانے کے اچھے نتائج نکل سکتے ہیں۔

یعنی مسلمان کے آپس میں تصادم کے نتائج امریکیوں کے لئے بھی اچھے ہوں گے۔ اس وقت پاکستان میں جو کھیل کھیلا جا رہا ہے وہ کئی جہتوں میں ہے۔ اور مختلف علاقوں میں ہے۔ اس کھیل میں ضروری نہیں کہ وہی عناصر شامل ہوں جو فرقہ وارانہ عصبیت رکھتے ہوں بلکہ دوسرے لوگ بھی اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر تحقیقات کھلی آنکھ اور کھلے ذہن کے ساتھ ہوں تو اس کھیل کے اصل کھلاڑی سامنے آئیں گے۔

فرقہ واریت کو ہوا دینے کا آغاز تو پہلے سے شروع ہے لیکن بریلوی مکتبہ فکر کو چھیڑنے کا سلسلہ مولانا نعیمی کی شہادت سے نہیں شروع ہوا بلکہ اس پر امریکہ نے اوپننگ راؤنڈ نشتر پارک میں 2006ء میں سنی تحریک کی پوری قیادت کو ختم کر کے کیا تھا۔ 51 افراد کو شہید کیا گیا۔ اور اس کے لئے انہوں نے مسلمانوں کو تقسیم کرنے کیلئے چوتھے طبقے سیکولر مسلمان کو استعمال کیا تھا جس کی قیادت پرویز مشرف کر رہے تھے۔ عاشقان رسول ﷺ کی شہادت کے لئے 12 ربیع الاول کے مقدس دن کا انتخاب کیا گیا تھا۔ ایک مقدس اجتماع کو نشانہ بنایا گیا۔

اس وقت جب یہ لوگ نماز مغرب کی ادائیگی میں مصروف تھے اس وقت معلوم ہو گیا تھا کہ یہ ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے لیکن اس معاملے پر تحقیقات کو پچھلی حکومت نے بند کر دیا اور موجودہ حکومت نے بھی اس جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ اگر اس واقعے کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچا دیا جاتا تو پھر کسی کی جرات نہیں ہوتی کہ ایسے کام کرتا۔ اور شاید مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت کا المناک واقعہ بھی پیش نہ آتا۔ پرویز مشرف نے ملک بھر میں سیکولر قاتلوں کو، چاہے وہ ربیع الاول کے واقعہ میں ملوث ہوں یا 12 مئی کے، ملک بھر میں پھرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا۔ شیرل نے اپنے مقالے میں یہ بھی کہا تھا کہ پاکستان کے قبائلیوں کو فوج کے ساتھ لڑوا دیا جائے اور ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کروا دیے جائیں۔ میں اس وقت اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ کون غلط ہے کون صحیح۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکی عناصر قبائلیوں کے اندر سرایت کر گئے ہیں اور امریکی شیطانی منصوبے نے ان کے اندر اپنے پورے قدم جما لئے ہیں اور اب ظاہر ہو چکا ہے کہ بلیک واٹر نامی امریکی تنظیم نے پاکستان میں اپنے قدم جما لئے ہیں۔ اور انہوں

نے یہاں پر اپنے اسپائیڈر گروپ بھی قائم کئے ہیں اور یہ سب انہوں نے ڈکٹیٹر پرویز مشرف کی موجودگی میں کیا۔ بلیک واٹر سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی کی سکیورٹی ایجنسی ہے جسے آپ اس کا گینگ بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہی ایجنسی پاکستانی فوجیوں کو دہشت گردی کے خلاف تربیت دینے کا منصوبہ رکھتی تھی جسے آرمی چیف جنرل اشفاق کیانی نے مسترد کر دیا لیکن اسکے کچھ لوگ پرویز مشرف کے دور میں آچکے تھے اور انہیں پرویز مشرف نے اپنا کام پھیلانے کی پوری آزادی دی۔

نیویارک ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکیوں نے اپنی اسپیشل فورسز کے یونٹ بھی پاکستان میں داخل کئے۔ اس کے علاوہ را' موساد اور افغانستان کی سابق کمیونسٹ انٹیلی جنس ایجنسی جس میں ابھی تک پاکستان دشمن پرانے کمیونسٹ موجود ہیں۔ انہوں نے بھی اپنا کھیل کھیلنا شروع کیا ہے۔ ان ایجنسیوں نے اپنا پہلا مضبوط نیٹ ورک کراچی میں قائم کیا اور سابقہ دور میں لاہور میں بھی یہ نیٹ ورک قائم ہوا اور مجھے نعیمی صاحب کی شہادت اسی نیٹ ورک کا شاخسانہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ دہشت گردی کے خلاف امریکہ کی نام نہاد جنگ میں امریکہ کا آلہ کار بننے کا جو فیصلہ پرویز مشرف نے کیا یہ اسی کرنی کا پھل ہے کہ آج 30 لاکھ افراد بے گھر ہیں اور ملک میں جگہ جگہ خودکش حملے ہو رہے ہیں۔ قبائلی علاقوں پر ڈرون حملے ہوتے ہیں اور فوج اپنے علاقوں میں انجانے دشمنوں سے نبرد آزما ہے۔ سول حکومت عملاً ختم ہو چکی ہے۔ پولیس کا کہیں بھی کنٹرول نہیں ہے۔ راستے بند رکاوٹیں دہشت گرد حملوں کو نہیں روک پا رہی ہیں تو صرف اس لئے کہ پرویز مشرف نے سی آئی اے کو قبائلی علاقوں میں اپنے ایجنٹ بھرتی کرنے کی کھلی اجازت دی تھی۔ اب علماء پر ذمہ داری ہے کہ وہ فرقہ واریت کے خلاف متحد ہوں اور عوام کو منتشر نہ ہونے دیں بلکہ یک زبان ہو کر امریکہ کو یہاں سے نکل جانے کا پیغام دیں۔ یہی اس وقت کی ضرورت ہے۔ نوائے وقت، لاہور 15 جون 2009ء

مسلمان کے لئے جس طرح ذات وصفات کا جاننا ضروری ہے کہ کسی ضروری کا انکاری امحال کو اثبات اسے کافر نہ کر دے اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لئے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال۔ کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کفر ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہو جائے۔ عقیدہ۔ نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو۔ اور رسول بشر ہے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔ عقیدہ۔ انبیاء سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔ (بہار شریعت)

• ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی دین دار آدمی تھے اور دلدار آدمی تھے مگر دنیادار نہ تھے۔ بہت سادہ اور آسودہ۔ وہ سیاسی مولاناؤں کی طرح نہ تھے۔ امیر کبیر وہ بھی تھے مگر فقیر بھی تھے۔ فقیری میں امیری اور امیری میں فقیری کی۔ ان کے عظیم والد بھی ایسے ہی تھے۔ وہ اپنے والد کے جیسے تھے۔ خاکسار اور شاندار اور روادار۔ دین کی بات یقین کے ساتھ کرتے تھے۔ وہ حق الیقین کی منزل پر تھے۔ وہ اطمینان سے بھرے ہوئے تھے مگر ان کا دل اضطراب سے بھی لبریز تھا۔ انہوں نے اس دریا کو چھلکنے نہ دیا۔ ایسا کچھ بھی اپنے رویئے اور ارادے سے جھلکنے نہ دیا۔ درویش اور دوست تھے۔ دین و دنیا کی بھلائی ان کی آرزو میں زندہ رہتی تھی۔ وہ اسلامی اقدار اور مسلمانوں کی عظمت گم گشتہ کی حفاظت پر مامور تھے مگر ہم ان کی حفاظت نہ کر سکے۔ حکومت کیوں اعتراف نہیں کرتی کہ وہ ناکام ہوگئی ہے۔ نعیمی صاحب نام نہاد طالبان کے خلاف حکمرانوں سے زیادہ سرگرم تھے۔ وہ بہت مخلص تھے۔ حکمران تو مخلص ہیں کہ نہیں ہیں۔ مرکزی حکومت کے لئے تو میں مایوس ہوں۔ وہ تو نہ جانے کس حال میں ہے' کس خیال میں ہے۔ صرف مذمت کرنے اور امریکہ کی خدمت کرنے کے سوا ان کا کوئی ایجنڈا ہی نہیں۔ مگر پنجاب حکومت کو کیا ہوا اور وہ بھی شہباز شریف کی حکومت کہاں گئی۔ انکی انتظامیہ کے دور میں یہ دوسرا واقعہ ہوا ہے۔ جب وہ ایک مہینے سے کچھ زیادہ دن حکومت میں نہ تھے تو دو واقعات ہوئے تھے۔ ان کی حکومت کو دوبارہ آئے کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے۔ لگتا ہے کہ حکومت کسی کی بھی ہو یہ ہو رہا ہے۔ یہ ہوتا رہے گا۔ شہباز شریف جامعہ نعیمیہ پہنچے۔ غم زدہ تھے وہ غم کو دشمن نہ بننے دیں۔ نواز شریف نعیمی صاحب کے جسد خاکی کے پاس آبدیدہ کھڑے تھے۔ آنسوؤں کو لہو کا گواہ کون بنائے گا۔ شہید نعیمی صاحب شریف برادران کے سچے ساتھی تھے۔ شریف برادران سچ کا ساتھ دیں۔ انہیں پتہ ہے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹا کون ہے۔ حکومت سے طاقتور یہ کون لوگ ہیں۔ ان کے پیچھے کون ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو پتہ ہے مگر انہیں پتہ نہیں ہے۔ تو کیا وہ اس میں شریک ہیں۔ اسے صدر مشرف نے آغاز کیا مگر امریکہ تو بہت پہلے سے

ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ ہر حکمران نے پہلے سے بڑھ کر امریکہ کی غلامی کی اور حالات مزید خراب ہوئے۔

پیپلز پارٹی والے ہر مسئلے کے لئے کہتے ہیں کہ انہیں یہ ورثے میں ملا ہے۔ امریکہ کی اطاعت بھی انہیں ورثے میں ملی ہے۔ حکومت بھی اسی کے لئے انہیں ورثے میں ملی ہے۔ دہشت گردی امریکہ نے یہاں بھجوائی ہے جو ہمارے حکمران صدر مشرف نے خود بلائی ہے۔ اب اسے صدر زرداری نے خوش آمدید کہا ہے۔ وہ بہت نچلے درجے کے امریکی اہلکار رچرڈ ہالبروک کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ صدر مشرف رچرڈ باؤچر کے لئے نیاز مندی کی انتہا کرتے تھے۔ ایک تو یہ رچرڈ ہماری جان نہیں چھوڑتے۔ امریکیوں کو شبہ ہے کہ پاکستان کا ہر نیا حکمران پہلے جیسا بلکہ اسے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اس لئے امریکہ اپنا کوئی چھوٹا ملازم پہلے کے جیسا بلکہ اس سے زیادہ پاکستان دشمن یہاں بھیجتا ہے۔ وہ پاکستانی حکمرانوں کو بھی اپنا ایک چھوٹا سا ملازم سمجھتے ہیں۔ یہ باتیں ایک تسلسل ہیں جو پاکستان میں برپا ہیں۔ مگر میں مولانا نعیمی کی شہادت پر بہت پریشان اور بے بس ہوں۔ حکمران ہر ایسے موقعے پر صرف مذمت کرتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کرتے ہیں۔ ہر بار کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں۔ نہ جانے وہ کیا چاہتے ہیں۔ معذرت کے ساتھ اور دکھ کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ وہ پاکستان کے حکمران نہیں۔ جس ملک پر حکومت کرتے ہیں اس کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس طرح دھماکہ کبھی حکمرانوں، افسروں اور پولیس افسروں کے دفتروں میں نہیں ہوتا۔ لبرٹی چوک میں ہوا۔ چند پولیس ملازموں کی جانیں گئیں۔ جن کو پولیس افسران نے اپنا کریڈٹ بنا کے پیش کیا۔ مناواں پولیس سنٹر پر بھی بیچارے پولیس ملازم دہشت گردی کا شکار ہوئے۔ 15 ریسکیو پر حملے میں آئی ایس آئی کے دفتر سے فائرنگ کی وجہ سے دہشت گردوں کو جرات نہ ہوئی کہ وہ زیادہ نقصان کرتے۔

آئی ایس آئی کے لئے میرے دل میں بڑی قدر ہے۔ امریکہ اس کے خلاف ہے تو یہ اسکی نیک نامی اور کامرانی کی دلیل ہے۔ جو کردار اس ممتاز خفیہ تنظیم نے سوویت یونین کو اس خطے سے مار بھگانے میں انجام دیا تھا۔ وہ کردار امریکہ کو نکال باہر کرنے میں ادا نہیں کیا جا رہا ہے اب سوات وغیرہ میں ان کو مار پڑی ہے۔ تو وہ نہتے شریف شہریوں کی طرف آئے مگر انہوں نے مولانا نعیمی جیسے خاص آدمی کو بھی ٹارگٹ کیا۔ ہمیں جو ملنا چاہئے نہیں ملتا۔ ایک بڑے سچے اور اچھے عالم دین تک دہشت گرد پہنچ گئے تو خفیہ تنظیمیں کہاں تھیں۔ اسلام دشمنوں کا دشمن سرفراز نعیمی کیا انکے لئے آسان شکار تھا۔ کیا حکمران اور

افسران ہی اہم لوگ ہیں۔ یہ اطلاع تو دیتے ہو کہ اتنے دہشت گرد شہر میں داخل ہو گئے ہیں مگر انہیں پکڑتے نہیں۔ انہیں اپنا کام اتنی آسانی اور روانی سے کون کرنے دیتا ہے۔ خفیہ تنظیمیں کس خفیہ کام میں لگی ہوئی ہیں۔ لاہور پولیس کیوں اعتراف نہیں کرتی کہ وہ ناکام ہو گئی ہے۔ میرے دل میں آئی جی پولیس طارق سلیم ڈوگر کے لئے عزت ہے۔ وہ بہت مہارت اور دیانت سے کام کرنے والے آدمی ہیں مگر وہ بتائیں کہ جامعہ نعیمیہ کے اندر گھس کے ایک ظالم دہشت گرد نے وہ کر دکھایا ہے جو ہمیں شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ مسجدوں کی حفاظت پر پولیس مامور ہوتی ہے۔ جامعہ نعیمیہ کے لئے ڈیوٹی پر لوگ کون سی ڈیوٹی دے رہے تھے۔ ڈاکٹر مولانا سرفراز نعیمی تو نام نہاد طالبان کے خلاف سینہ سپر تھے اور تم بھی تو کہتے ہو کہ ہم ان کے مقابلے میں ہیں۔ تمہیں کچھ نہیں ہوتا اور ہمارے لوگ مرتے جا رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پاک فوج اور آئی ایس آئی اس مہم میں کامیاب ہو گی مگر اس سے پہلے ناکامیاں کیوں ہیں۔ انہیں ناکامیاں کہتے ہوئے دل لرزتا ہے۔ آخر عوام اور عوام میں سے خواص لوگ ہی کیوں مارے جاتے ہیں۔ یہ ایک سوال ہے جس کا کوئی جواب ہمارے حکمرانوں، افسروں اور پولیس افسروں اور خفیہ تنظیم والوں کے پاس نہیں۔ انہیں پاکستان کے دشمنوں نے لاجواب کر دیا ہے۔ اب تو پاکستانی خفیہ تنظیموں پر حرف آنے لگا ہے۔ ہمیں سی سی پی او لاہور، ایڈیشنل آئی جی پرویز راٹھور اور ایس ایس پی لاہور شفیق گجر سے پوچھنے کا حق ہے جب کہ میں ان دونوں کے لئے نرم گوشہ دل میں رکھتا ہوں مگر آج میرا دل ٹوٹا ہوا ہے اور یہ کئی بار ٹوٹا ہے۔ ٹوٹتا ہی رہتا ہے۔ کبھی افسران اور حکمران کی طرف سے یہ بیان نہیں آیا کہ یہ ہماری غفلت سے ہوا ہے۔ یہ ہماری ناکامی بلکہ بدنامی ہے۔

مولانا نعیمی جیسے جید انسان کی حفاظت ہماری پولیس اور دوسرے ذمہ دار اداروں کا فرض نہیں تھا؟ یہ شہادت مولانا کو امر کر گئی مگر تمہیں کہاں کھڑا کر گئی۔ تم جہاں بھی ہو اپنے آپ کو کٹہرے میں سمجھو مگر یہ نظر نہ آنے والی عدالت فیصلہ کرے گی۔ پولیس عام شہریوں کو جگہ جگہ پر ذلیل و خوار کرتی ہے۔ ایک تو وہ غم سے نڈھال ہوتے ہیں۔ اوپر سے انہیں پولیس صرف کارروائی ڈالنے کیلئے بے حال کر دیتی ہے۔ بدحال وہ پہلے ہی حکمرانوں کے ہاتھوں ہو چکے ہیں۔ اب علماء کیا کریں گے۔ حکمران اور افسران کہتے ہیں ہم سے تعاون نہیں ہوتا۔ تعاون کرنے والوں کے ساتھ یہ حال ہوتا ہے اور یہ ہونے دیا جاتا ہے۔ اسلام کو بدنام کرنے اور انتشار بڑھانے کی منصوبہ بندی خود ہمارے ہاں ہو رہی ہے۔ پاکستان خطرے میں ہے اور حکومت کرنے والے خوشحال ہوتے جاتے ہیں۔ مولانا نعیمی نے کہا کہ یہ ایٹمی

پاکستان کے خلاف جنگ ہے مگر جنگ کا میدان تو گھر ہیں مسجد ہے اور ٹوٹا ہوا دل ہے۔ ع

یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

اپنوں کی لوٹ مار ختم نہیں ہوتی' غیروں سے کیا گلہ ہے۔ حکمران سیاستداں اور طالبان اسلام کو بدنام کررہے ہیں مگر یہ بھی تو دیکھو کہ مسلمان ڈاکٹر سرفراز نعیمی جیسے لوگ بھی ہیں اور ایسے بہت مولانا ہیں جن پر ہمیں فخر کرنا چاہئے۔ ہم مولانا نعیمی شہید کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے اپنے جسم و جاں کا نذرانہ پیش کرکے ہمیں سرخرو کیا ہے۔ حکمران تو طالبان کے خلاف کارروائی اپنی حکومت بچانے اور امریکہ کو خوش کرنے کیلئے کررہے ہیں اور امریکہ بھارت کو خوش کررہا ہے۔ ہمارے اصل حکمران تو مولانا نعیمی شہید جیسے لوگ ہیں۔ حکمران تو اپنی جان بچانے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے۔ امریکہ بھی طالبان کے خلاف نہیں۔ وہ انہیں استعمال کررہا ہے۔ حکمرانوں میں جرأت نہیں کہ کہ وہ بھارت' افغانستان' اسرائیل اور امریکہ کا نام بھی لیں۔ حالانکہ وہ ہی اصل دشمن ہیں۔ حکمران تو دشمنوں کے بہانے سے اپنوں کے دشمن ہیں۔ پورا ملک میدان جنگ بنا ہوا ہے اور حکمران محاذ پر نہیں ہیں۔ وہ صرف اپنی فوج امریکہ کے کہنے پر بھارتی بارڈر سے فاٹا اور وزیرستان لے گئے ہیں۔ اس طرح امریکہ ہمیں ڈی سٹیبل کرنا چاہتا ہے۔ بھارت کے لئے تر نوالہ بنانا چاہتا ہے۔ حکام ناکام ہیں' اللہ کا شکر ہے کہ عوام سرخرو ہیں ابھی تک۔ مگر بنے گا کیا؟

نوائے وقت، لاہور 15 جون 2009

عقیدہ۔ اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے۔

عقیدہ۔ نبی ہونے کے لئے اس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلاواسطہ

عقیدہ۔ بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں، ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، قرآن عظیم کہ سب سے افضل کتاب ہے سب سے افضل رسول حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ پر۔ کلام الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لئے اس میں ثواب زائد ہے ورنہ اللہ ایک، اس کا کلام ایک، اس میں افضل و مفضول کی گنجائش نہیں۔ (بہار شریعت)

علامہ چوہدری اصغر علی وڑائچ

سانحہ سرفراز نعیمی شہید پر لاہور اُداس ہے

جامعہ نعیمیہ لاہور کے سربراہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی. اپنے دارالعلوم کی جامع مسجد میں نماز جمع المبارک ادا کرنے کے بعد 12 جون 2009ء کو جامعہ نعیمیہ کے صدر دروازے کے ساتھ اپنے دفتر میں اپنے دفتری امور میں مصروف تھے کہ 2 بجکر 10 منٹ پر ایک خودکش حملے کا ہدف بن گئے۔ ان کو فوری طور پر ایک ہسپتال میں منتقل کیا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔ وہ المناک خبر اندھیرے کی طرح لاہور پر چھ گئی اور پوری ملتِ پاکستان کی طرح زندہ دلانِ لاہور اور عقیدت کی شانِ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی بھی دل تھام کے رہ گئے۔ اس وقت سے اب تک لاہور نہ جانے کب تک اُداس اور مغموم رہے گ 13 جون 2009ء بروز ہفتہ 5 بجے شام ان کے جنازے میں اپنی اشک بار آنکھوں کے ساتھ ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی قبل ازیں سیکورٹی انتظامات کے باعث ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے جسدِ خاکی کو ڈیڈ ہاؤس ہی میں غسل دیا گیا اور وہیں ان کے اہل خانہ عزیز و اقارب اور خاندان کی خواتین کی بڑی تعداد ک شہید مفتی محمد سرفراز نعیمی کی آخری زیارت کرائی گئی۔ شہید کی صاحبزادی غم و الم کا پیکر بنی ہوئی تھیں۔ وہی حال ڈاکٹر نعیمی کی والدہ کا بھی تھا مگر انہوں نے اپنے بیٹے کی شہادت پر صبر کا دامن تھامے رکھا او فرمایا کہ ''میرا بیٹا شہادت کے مرتبے پر فائز ہو چکا ہے، اب مجھ سے زیادہ خوش نصیب کون سی ما ہو گی۔'' ان کی اہلیہ نے بھی اپنے مغموم تاثرات کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ''میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی انتہائ شکر گزار ہوں کہ اس کے بے پایاں فضل و کرم سے مجھے اتنے عظیم انسان کی رفاقتِ زندگی حاصل ہوئی وہ ہم سب گھر والوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مجھے حج کرایا اور ہمیشہ میرا ہر طرح سے خیال رکھا، و انتہائی سادہ، نرم خو اور خاموش طبع انسان تھے۔ اخبارات کے مطالعہ کے شوقین تھے اور سادہ مگر صاف ستھرا لباس زیب تن کرتے تھے۔ ڈیڈ ہاؤس ہی میں ان کو آسودہ تابوت کر دیا گیا اور پھر ہیلی کاپٹر نا باغ سے ملحق جی سی گراؤنڈ لایا گیا جہاں پولیس کے ایک چاق و چوبند دستے نے ان کو گارڈ آف آنر پیش کیا اور سرفراز نعیمی کے صاحبزادے راغب حسین نعیمی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ محکمہ اوقاف پنجاب میں ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں۔ 10 جون 2009ء کو جب ہم ''پاکستان بچاؤ کنونشن'' کی کوریج کے لئے ایوا

اقبال پہنچے تو راغب حسین نعیمی ہی نے ہمیں سنبھال کر ہماری نشت تک پہنچایا۔ اس وقت وہ نہایت خوش و خرم نظر آ رہے تھے۔ جبکہ 48 گھنٹے کے بعد ہی غم و آلام کی آندھی انہیں اپنی لپیٹ میں لے لینے والی تھی۔ ان کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا کہ صرف دو روز بعد انہیں اپنے والد کی نمازِ جنازہ پڑھانا پڑے گی۔ اس وقت تمام لاہور اُداس اور خاموش تھا تمام دکانیں بند تھیں۔ عام تعطیل تھی اور ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کو سرکاری اعزاز کے ساتھ لحد میں اتارنے کا اہتمام تھا مگر ان کی زندگی میں ان کے دوست حکمران سرکاری اعزاز کے ساتھ ان کا تحفظ بھی کرتے تو ممکن تھا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی قوم و وطن کی مزید خدمات کر پاتے وہ اپنے جس چھوٹے سے دفتر میں ایک خودکش حملہ آور کا ہدف بنے وہ ایک کھلی کچہری کا منظر پیش کرتا رہتا تھا۔ اس کا ایک دروازہ باہر سڑک کی طرف بھی کھلتا تھا اور ایک دروازہ مسجد کے صحن کی طرف تھا، جب بھی جامعہ نعیمیہ میں کوئی سیمینار یا کوئی اور تقریب ہوتی تو صحافی اس کمرے میں بیٹھے رہا کرتے تھے۔ ہمیں بھی کئی بار اس دفتر میں ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی سے گفتگو کا موقع ملا۔ وہ ایک بے خوف عالم دین تھے۔ اور جابر سے جابر حکمران کے سامنے بھی اعلائے کلمۃ الحق سے گریز نہیں کرتے تھے۔ وہ اگرچہ درمیانہ قدوقامت کے مفکر، عالم دین تھے مگر جب روسٹرم پر آتے تھے اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے اور اپنی تقریر کو آگے بڑھاتے تھے تو ان کی شخصی قامت بھی سامعین کی نگاہوں میں بلند ہوتی چلی جاتی۔ وہ اظہار خیالات کے دوران مفادات ومصالح کا کبھی شکار نہ ہوتے تھے یہ خوبی انہوں نے اپنے والد گرامی مفتی محمد حسین نعیمی سے ورثہ میں پائی تھی۔ وہ اپنے والدِ گرامی ہی کے نقش قدم پر چلتے رہے اور بالآخر اپنے عظیم دار العلوم جامعہ نعیمیہ میں اپنے والدِ گرامی ہی کے پہلو میں 13 جون 2009ء کی شام ہزاروں اشک بار آنکھوں اور دھڑکتے دلوں کے درمیان سپرد لحد ہو گئے۔

تیری زباں تھی حق و صداقت کی ترجماں
تجھ کو نہ کر سکے گا فراموش یہ جہاں

نوائے وقت، لاہور 15 جون 2009ء

اگر تم کو کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے (محمد ﷺ) پر اتاری کوئی شک ہو تو اس کی مثل کوئی چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو تو اگر ایسا نہ کر سکو اور ہم کہے دیتے ہیں ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ لہٰذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کر کوششیں کی مگر اس کی مثل ایک سطر نہ بنا سکے نہ بنا سکیں۔ (بہارِ شریعت)

رفیق غوری

مَوتُ العَالِم ۔۔۔ مَوتُ العَالَم

آہ! مولانا سرفراز نعیمی شہید کے رویے اور اخلاق کی بھی ہر کوئی تعریف کرتا ہے۔ راقم کا بھی شہید سے کئی سال پہلے سے ملنا جلنا ہے۔ کئی سال پہلے نوائے وقت میں کام کے دوران ان سے ملاقات ہوئی۔ اور تا شہادت رابطہ رہا۔ شہید بڑے بندہ پرور اور تعلق نبھانے والے انسان تھے۔ ابھی یہاں تھے، ابھی وہاں ہیں۔ بڑے گُنی انسان تھے۔ ان کا اچھا رویہ ہر کسی سے برابر تھا۔ ذہن میں یہ سوال بھی کلبلانے لگتا ہے کہ مفتی صاحب کا قصور کیا تھا؟ انہوں نے کسی کا کیا بگاڑا ہوگا؟ کیا نقصان کیا ہوگا؟ ان کی تو باتوں سے، ان کے رویے سے پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ ان کا مسلک کیا ہے؟ بزرگوں کے یوپی سے 47ء میں ہجرت کر کے آنے کے باوجود کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ مراد آباد یوپی سے آنے والوں میں سے ہیں۔ مفتی شہید، مولانا محمد حسین نعیمی مرحوم کے فرزند تھے۔ رشید ابن رشید تھے۔ اکڑ، ناز، گھمنڈ سے کوسوں دور تھے۔ تقویٰ کے غرور کا شائبہ تک نہ تھا۔ مفتی تھے مگر بات بات پر فتویٰ نہیں دیتے تھے کہ فتویٰ جھڑنے بلند بانگ دعویٰ کرنا اس کی سرشت کا حصہ ہیں تھا یہ اور اس طرح کی سینکڑوں باتیں مفتی مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت کے بعد ان کے چاہنے والوں سے سنیں۔ اخوت اور بھائی چارہ کی خوبیاں مفتی صاحب میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ ان کا مثبت رویہ اور شرافت کے سبب ہی آج ہر کوئی دکھی ہے۔ ہر آنکھ اشکبار ہے۔ مرحوم کی شہادت کے بعد جس طرح نا صرف سکتے کی صورت پیدا ہوگئی ہے بلکہ ہر طرف سناٹا چھا گیا ہے۔ امن عامہ کی خراب صورتحال پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ بہت کچھ لکھا جائے گا مگر آج حالات میں مختراً یہی کہا جا سکتا ہے۔

نوائے وقت، لاہور 15 جون 2009ء

> عقیدہ۔ قرآن کی بعض باتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ ان کا پورا مطلب اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ متشابہ کی تلاش اور اس کے معنی کی کنکاش (سوچ بچار) وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی ہو۔ (بہار شریعت)

علامہ چوہدری اصغر علی وڑائچ

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید سے تین گھنٹے پہلے آخری گفتگو

جامعہ نعیمیہ کے سربراہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کو پہلی بار ہم نے 1966ء میں اسی جامعہ نعیمیہ میں دیکھا' اس زمانے میں اس عظیم دارالعلوم کو ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے والد گرامی مفتی محمد حسین نعیمی ابھی تعمیری مراحل سے گزار رہے تھے۔ پھر اس وقت ہی سے مختلف تقاریب کے دوران ان سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جب مفتی محمد حسین نعیمی کی وفات کے بعد وہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو کے سربراہ ہوئے۔ حقیقتاً وہ ایک متبسم شخصیت کے مالک تھے اور اپنے والد گرامی کی طرح سخت نظر نہ تھے کیونکہ مفتی محمد حسین نعیمی نے اپنی اوائل عمر میں جو تکالیف دیکھیں ان سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل وکرم سے ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کو محفوظ رکھا' وہ واقعتاً ایک انتہائی بااصول عالمِ دین ہونے کے باوجود ایک خوشگوار انسان تھے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور میاں نواز شریف تقریباً ہم عمر تھے اور بچپن میں اپنے مکان کی چھت اور چوک دالگراں میں اکٹھے کرکٹ بھی کھیلا کرتے تھے۔ ہم نے جب قرآن مجید کا منظوم اردو ترجمہ کیا تو جامعہ اشرفیہ کے مہتمم مولانا عبیداللہ صاحب اور مولانا عبدالرحمن اشرفی نے تو پورا ترجمہ منگوا کر کئی روز تک جامعہ اشرفیہ ہی میں ملاحظہ کیا اور اپنی رائے سے نوازا

مگر ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی متعدد بار اپنے موٹر سائیکل پر ہمارے غریب خانے پر تشریف لاتے رہے۔ وہ نماز مغرب کے بعد آتے اور نماز عشاء یہیں ادا فرما کر ترجمہ ملاحظہ کرتے رہتے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ موٹر سائیکل پر اتنی دور کیوں آتے ہیں مجھے ہی طلب کر لیا کریں تو انہوں نے فرمایا کہ آپ بھی تو اسی سواری پر ہماری تقاریب میں جامعہ نعیمیہ آتے رہتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے قرآن مجید کے منظوم ترجمے کے بارے میں اپنی ایک منسوب طرائے محکمہ اوقاف پنجاب کو بھی مرحمت فرمائی اور 10 جون 2009ء کو ایوانِ اقبال میں ''پاکستان بچاؤ کنونشن'' میں شرکت کی دعوت دی وہ دیگر علمائے کرام ومشائخ عظام کے درمیان کرسئ صدارت پر تھے جبکہ خواجہ فرخ سعید اور ہم روسٹرم کے دائیں

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی آنکھوں کے سامنے تھے' 12 جون 2009ء کو" لاہوریات" میں اس کنونشن کا ذکر آیا تو صبح ان کے سیکرٹری ضیاالحق نقشبندی نے فون پر ہم سے رابطہ قائم کیا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ 10 بجکر 51 منٹ پر انہوں نے اپنے فون نمبر 6293289 سے ہمارا طویل نام اپنی زبان سے ادا کرتے ہوئے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ" لاہوریات" نے کنونشن کو چار چاند لگا دیے ہیں اور ہم نوائے وقت اور جناب مجید نظامی کے بھی ممنون ہیں' لیکن نماز جمعہ کے وقت قاری غلام رسول نے صدر لاہور میں اپنے مدرسہ تجوید القرآن میں ہمیں اور ڈاکٹر جاوید یونس اپل کو مدعو کر لیا کہ وہاں عطائے دستار ہائے فضیلت کی تقریب تھی لیکن جب جماعت قیام کی تیاری کر رہی تھی تو امام مسجد قاری احمد خان باروی نے دکھی دل کے ساتھ نمازیوں کو وہ المناک خبر سنائی کہ جامعہ نعیمیہ میں دھماکہ ہو گیا تھا اور ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید ہو چکے تھے۔

نوائے وقت، لاہور 14 جون 2009ء

عقیدہ۔وحی نبوت انبیاء کے لئے خاص ہے جو اسے کسی غیر نبی کے لئے مانے کافر ہے نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے اس کو الہام کہتے ہیں۔اور وحی شیطانی کہ القا من جانب شیطان ہو۔یہ کاہن ساحر اور دیگر کفار و فساق کے لئے ہوتی ہے۔

عقیدہ۔نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا اپنے فضل سے دیتا ہے۔ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے جو قبل حصول نبوت تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعث نفرت ہو۔اسے عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اس کے لاکھویں حصہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (۱۲۴:۶) ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (۴:۶۲) اور جو اسے کسبی مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصب نبوت تک پہنچ سکتا ہے کافر ہے۔

عقیدہ۔جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔ (بہار شریعت)

توفیق بٹ

بجھتے ہوئے چراغ کا دکھ

ممتاز مذہبی سکالر ڈاکٹر سرفراز حسین نعیمی کی شہادت کی خبر سنتے ہی مجھے اپنے مرحوم بابا اشفاق احمد یاد آئے' فرماتے تھے ''لاعلمی ایک نعمت ہے''۔ اب میڈیا کے دندناتے ہوئے اس دور میں کوئی کتنا لاعلم رہے؟ یا پھر دعا کرے رب سے کہ ''چھین لے مجھ سے حافظہ میرا''۔ کاش ہم لاعلمی کی نعمت سے مالا مال ہوتے۔ ہمیں معلوم ہی نہ ہوتا ایسے عالم دین کو شہید کر دیا گیا ہے جس کا دم ہم کچے پکے مسلمانوں اور بچے کھچے پاکستانیوں کیلئے بڑی غنیمت تھا۔ شہادت ان کی خواہش تھی' پوری ہوئی۔ ہمارا کیا قصور تھا درندوں نے ایسے عالم دین سے ہمیں محروم کر دیا جن کا ہونا ہمارے لئے اعزاز تھا ورنہ تو بے شمار علمائے دین کا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے۔ جن کے ''تجارتی مراکز'' پر ہر جائز ناجائز مال دستیاب ہے اور اہلِ اقتدار انتہائی مہنگے داموں خریدنے پر مجبور...... مگر کب تک؟ مصلحتوں اور مفادوں کے بازار کب تک گرم رہیں گے؟ منڈیاں کب تک کھلی' نیلامیاں کب تک ہوتی رہیں گی؟ ڈاکٹر سرفراز حسین نعیمی ان سب سے الگ تھلگ تھے۔ دین کو کاروبار کا ذریعہ بنانا تو درکنار اس کے بارے میں کبھی سوچنا تک پسند نہ کیا۔ ہے کوئی ہمارے پاس ایسی مذہبی شخصیت اپنے پیٹ کی طرح سڑکوں پر نکلے تو دو دو درجن باڈی گارڈز اس کے رکھوالے نہ ہوں؟

انہیں کئی روز سے دھمکیاں مل رہی تھیں' ایسے میں سیکورٹی کی خواہش کرنا ان کا حق تھا' خود کو اس حق سے بھی انہوں نے محروم رکھا۔ افسوس کا مقام ان کی ''پسندیدہ سرکار'' نے بھی ان کے حقوق ضبط کر لئے ہوئے تھے ورنہ دہشت گردوں کے خلاف جس دلیرانہ انداز میں انہوں نے آواز اٹھائی اس کا تقاضا تھا' ان کی خواہش کے برعکس ہی یہ سرکار انہیں ایسی سیکورٹی ضرور فراہم کرتی جو ان دنوں ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو کسی ٹاسک فورس وغیرہ کا چیئرمین بننے پر فراہم کر دی جاتی ہے۔ ڈاکٹر سرفراز حسین نعیمی بلاشبہ بڑے آدمی تھے۔ اس راز کو انہوں نے پالیا ہوا تھا کہ جو کسی مقصد کی خاطر جیتے ہیں' مرتے نہیں اور جو بے مقصد جیتے ہیں' جیتے نہیں۔ شہید نے ساری عمر ایک مقصد کے تحت گزاری اور مقصد یہ تھا دین اسلام کو اس کی اصل روح کے مطابق متعارف کروایا جائے' اس مقصد کی خاطر انہوں نے جان دے دی' نہ کوئی دھمکی

ان پر اثر انداز ہوئی نہ لالچ۔ ایسے لوگوں کو زندہ نہیں رہنے دیا جاتا مگر ایسے لوگ بھلا مرتے کب ہیں؟ سو ڈاکٹر سرفراز حسین نعیمی زندہ رہیں گے، جو چراغ وہ روشن کر گئے ہیں روشن رہیں گے۔ مرنے کے بعد زندہ ہونے کی خوشی اسی کو ہو سکتی ہے جو زندگی میں کوئی کام کر رہا ہو اسے مرنے کا خوف بھی نہیں ہوتا۔ موت سے پہلے موت کا مقام سمجھ میں آ جائے تو موت کے بعد ملنے والے انعامات موت سے پہلے ملنا شروع ہو جاتے ہیں سو ڈاکٹر سرفراز حسین نعیمی کو زندگی میں ہی انعامات ملنا شروع ہو گئے تھے، سب سے بڑا انعام یہ تھا ان کے دامن پر کوئی ایسا داغ دکھائی نہیں دیا جو ہمارے اکثر مذہبی راہنماؤں کے دامن پر اتنے دکھائی دیتے ہیں کہ جی متلانے لگتا ہے۔ وہ موٹر سائیکل سوار تھے اور ان کا یہ وصف بھی ان کی شہادت ہی پر آشکار ہوا ورنہ ہم تو یہی سمجھتے تھے دیگر ''مذہبی راہنماؤں'' کی طرح سڑکوں پر نکلتے ہونگے تو ان کا جاہ وجلال بھی دیدنی ہوتا ہوگا۔ میں تو انہیں پہلی بار دیکھ کر بھی حیران ہوا تھا۔ چند برس قبل میرے ایک عزیز کی رسم قل پر دعا کیلئے تشریف لائے تھے۔ بڑھا ہوا پیٹ، دعا میں کوئی مصلحت نہ دستر خوانی کی تمنا۔ فقیرانہ آئے اور صدا کر کے چلے گئے۔ بدقسمتی ایسے لوگوں کو دیر تک زندہ نہیں رہنے دیا جاتا مگر ایسے لوگ بھلا مرتے کب ہیں!

بلھے شاہ اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور

نوائے وقت، لاہور 16 جون 2009

عقیدہ۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی اور بددینی ہے۔ عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کیلئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہو لیا جس کے سبب ان سے دور گناہ شرعاً محال ہے بخلاف ائمہ اکابر اولیاء کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ ان سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔

عقیدہ۔ انبیاء علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفرت ہو جیسے کذب وخیانت وجہل وغیرہا صفات ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں۔ قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمد صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔

عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر بندوں کے لئے جتنے احکام نازل فرمائے انہوں نے وہ سب پہنچا دیئے جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا کافر ہے۔ (بہار شریعت)

محمد یسین وٹو

ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کا لہو کس کے ہاتھ تلاش کریں؟

ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید گزشتہ چند ماہ سے ''استحکام پاکستان'' اور'' پاکستان بچاؤ'' جیسے عنوانات کے تحت سیمینار منعقد کرا رہے تھے جن میں ملک بھر کے اہلسنت مسلک سے تعلق رکھنے والے نمائندہ اور جید علمائے کرام اور مشائخ عظام شریک ہو رہے تھے۔ ان اجتماعات میں سوات سمیت دیگر شمالی علاقوں میں اسلام کے نام پر ہونے والی دہشت گردی، لوگوں کے گلے کاٹنے، کوڑے مارنے اور خودکش حملوں کا جو سلسلہ جاری تھا اسے خلاف اسلام اور خودکش حملوں کو حرام قرار دیا گیا۔ حکومت کی رٹ چیلنج کرنے والوں کے خلاف پاک فوج کے مشن ''راہِ راست'' کی حمایت کی گئی۔ سوچنے کی بات ہے کہ طالبان کے پردے میں دہشت گردوں کے اس اتنے منظم اور بڑے نیٹ ورک کو بے پناہ وسائل اور اسلحہ کون مہیا کر رہا ہے کہاں سے آ رہا ہے۔ اصولی طور پر تو اس بات کا تدارک آپریشن راہِ راست شروع کرنے سے پہلے کرنا چاہئے تھا۔ لیکن بصورت دیگر پاک فوج کے اس آپریشن کے دوران دہشت گردوں کے نیٹ ورک کے بارے میں اندرونی اور بیرونی سرپرستوں تک یقیناً پہنچ جانا چاہئے تھا حکومت اور پاک فوج کے خفیہ اداروں کا یہ بھی فرض تھا اور ہے کہ آپریشن ''راہ راست'' کی حمایت کرنے والے امن واستحکام کے داعی علمائے کرام کی حفاظت کا خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے ایسا انتظام کرتے کہ مجرم واردات سے پہلے پکڑے جاتے لیکن متذکرہ دونوں پہلوؤں پر ہونے والے کسی بھی انتظام کے بارے میں کوئی ایک خفیہ کارکردگی بھی سامنے نہیں آئی۔ یہ کس قدر ظلم کی بات ہے کہ پاکستان کی سوادِ اعظم کہلانے والی جماعت اہل سنت کے ایک نامور عالم دین ملک گیر تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ اور یونیورسٹی لیول کی دینی درسگاہ کے پرنسپل اور مہتمم علامہ سرفراز نعیمی شہید پر دن دیہاڑے مسجد کے کونے پر قائم ان کے دفتر پر حملہ ہوتا ہے اور وہ اپنے دیگر چار ساتھیوں سمیت شہید کر دیئے جاتے ہیں۔ پاک فوج اور وفاقی حکومت

کے اقدام کی حمایت کرنے والے ایک مرکزی کردار کی حفاظت آخر کس کی ذمہ داری تھی؟ صدر مملکت، پاک فوج، آئی جی پولیس پنجاب، آخر کس کی نا اہلی ہے قوم سوال کرتی ہے کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کا خون کس کے ہاتھ پر تلاش کیا جائے۔ ستاروں کی روشنی میں ماہ رواں اور 21 جولائی تک ملکی حالات بدستور گردشِ افلاک کی زد میں رہیں گے 3 جولائی سے ستارہ مشتری الٹی چال چلنے کی وجہ سے حکومتی اعلیٰ سطح پر تبدیلیوں کا امکان ہے۔ تاہم 3 اگست کے بعد شدت پسندوں پر افواج پاکستان کا حتمی کنٹرول نظر آرہا ہے۔ اور انشاء اللہ مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔ علاوہ ازیں سرزمین بلوچستان اور سندھ سے زیر زمیں قیمتی معدنیات کے ذخائر برآمد ہونے کے بھی قوی امکان ہیں۔ اگر حکومت جرأت کرے تو۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور، 16 جون 2009ء

عقیدہ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سید عالم ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی بھیجے۔ بعض کا صریح ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں۔ جن کے اسمائی طیبہ بالتصریح قرآن مجید میں ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیسع علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ذُوالکفیل علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ۔

عقیدہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ کیا اور تمام اسماء و مسمیات کا علم دیا۔ ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں سب نے سجدہ کا۔ شیطان کی از قسم جن تھا مگر بہت بڑا عابد وزاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار تھا انکار پیش آیا ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا بلکہ سب انسان انہیں کی اولاد ہیں اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں۔ یعنی اولاد آدم۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہتے ہیں۔ یعنی سب انسانوں کے باپ۔ (بہار شریعت)

عطاالحق قاسمی

روشنی کی لکیر!

میں نے جب پہلی دفعہ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو دیکھا تو مجھے یقین نہ آیا کہ یہ پاکستان کے ایک بہت بڑے دینی مدرسہ کے مہتمم، سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے ایک بڑے رہنما، ایک بڑے اسلامی اسکالر اور اپنے وقت کے ایک بہت بڑے عالم دین مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہیں۔ کیونکہ وہ ستر اسی لاکھ کی گاڑی پر سوار نہ تھے۔ ان کے ساتھ گن مین نہیں تھے، ان کے لہجے میں علمی رعونت اور زہد وتقویٰ کا کوئی زعم شامل نہیں تھا بلکہ وہ سادہ سے لباس میں ایک پرانے سے موٹر سائیکل پر سوار تھے اور واپس جاتے وقت انہیں اس موٹر سائیکل کو دھکا بھی لگوانا پڑا تھا۔ ان کی گفتگو میں شیرینی تھی اور ان کے لہجے میں عجز وانکسار بہت فطری تھا۔ تاہم مجھے یہ سب کچھ ''غیر فطری'' لگ رہا تھا کیونکہ ہمارے ہاں مذہب کے نام پر ایک ایسا گروہ وجود میں آچکا ہے جس کے ارکان عالیشان کاروں میں سفر کرتے ہیں۔ سفر کے دوران ان کے ساتھ گن مین ہوتے ہیں جوان کی ہیبت میں اضافہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے بنگلے ان کی امارات کا پتہ دیتے ہیں اور ان کی یہ سب شان وشوکت جن ذرائع کی مرہون منت ہے، اس کا پتہ عام آدمی کو آج تک نہیں چل سکا جبکہ حکومت چلانے والے ان ذرائع سے واقف ہیں لیکن وہ اس گروہ سے بنا کر رکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے ہر برے وقت میں حکومت کے کام آنا ہوتا ہے۔

اس کے برعکس پاکستان سے ٹوٹ کر محبت کرنے والے اور جمہوری قدروں کے لئے قربانیاں دینے والے شہید سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ان ''دیو ہیکل علماء'' سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے تھے۔ وہ اپنے مدرسے میں طلبہ کو قرآن وحدیث کا درس دیتے تھے اور اپنا کچن چلانے کیلئے صرف چھ ہزار روپے ماہانہ مدرسے کے ''بیت المال'' سے وصول کرتے تھے۔ وہ کسی محل میں نہیں رہتے تھے چنانچہ انہیں کبھی حکومتوں کا ''شرعی ترجمان'' بننے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ ان کی درویشی کا یہ عالم تھا کہ بقول انور قدوائی صاحب انہوں نے ''جنگ'' کیلئے لکھے گئے دینی مضامین کا کوئی معاوضہ وصول کرنے سے

بھی انکار کر دیا تھا۔ مولانا اہل سنت کے بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے اور اتحاد بین المسلمین کے بہت بڑے پرچارک تھے۔ وہ اس حوالے سے اپنے عظیم والد مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چل رہے تھے۔ ایسا نہیں کہ وہ اخلاقی موضوعات پر بات نہیں کرتے تھے۔ وہ ان موضوعات کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے تھے لیکن انہوں نے اختلاف کو کبھی باعث فساد نہیں بننے دیا چنانچہ [illegible] م مکاتب فکر کے علماء ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور دل سے ان کا احترام کرتے تھے۔ حضرت مولانا سے میری آخری ملاقات جناب مجید نظامی کی اہلیہ محترمہ کی نماز جنازہ کے بعد باغ جناح کی مسجد سے باہر نکلتے ہوئے ہوئی۔ حسب معمول بے حد شفقت سے ملے، مجھے علم نہیں تھا کہ میری ان سے یہ آخری ملاقات ہے ورنہ میں اس شخص کو اور جی بھر کر دیکھ لیتا کہ یہ ایک ایسا عالم دین تھا اور اس کا کردار اتنا شفاف تھا کہ میں پاکستان کے ہر عالم دین میں اس کا عکس دیکھنے کا متمنی رہا تھا۔ علمائے بریلی اور علمائے دیوبند میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں والی صفات کے حامل علماء ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں اور ان کی جگہ وہ گروہ لے رہا ہے جن کی درویشی کے متعلق اقبال نے

خداوندا! یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے، سلطانی بھی عیاری

والا شعر کہا تھا!

میں یہاں ایک افسوسناک حقیقت کا اظہار بھی کرنا چاہتا ہوں کہ میاں نواز شریف کا خاندان ہر مسلک کے علماء کے ساتھ عقیدت کا تعلق رکھتا ہے۔ 12 اکتوبر 1999ء کو ایک فوجی آمر نے جس طرح آئین اور قانون کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اقتدار پر قبضہ کیا۔ اس پر بہت کم لوگ تھے جنہوں نے حق انصاف کا ساتھ دیتے ہوئے اس آمر کے خلاف زبان کھولی ہو۔ اسی سرد مہری کا اظہار علماء کے طبقے کی طرف سے بھی ہوا۔ اگر کسی نے زبان کھولی تو بریلوی مکتب فکر کے علماء میں سے وہ مولانا سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ مولانا فضل کریم اور صاحبزادہ امین الحسنات رکھتے تھے یا پھر اہل حدیث علماء میں سے علامہ ساجد میر اس حوالے سے سامنے آئے۔ باقی یا تو صف دشمناں میں شامل ہو گئے یا منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر بیٹھے رہے، متذکرہ علماء میں سے بھی صرف ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ واحد مثال تھے جن کا کسی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں تھا مگر انہوں نے شدید دباؤ کے باوجود نو سالہ دور آمریت میں اسی کردار [illegible]

مظاہرہ کیا جو ہمارے علمائے حق کا وتیرہ رہا ہے۔ اگر کوئی شخص طالبان کے ''مسلک'' کا حوالہ دے کر ان کی درندگی اور ان کی بربریت کو اس مسلک کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کرے تو یہ ناانصافی ہوگی کیونکہ ''طالبان'' کے نام پر سرگرم طبقہ امریکی، بھارتی اور یہودی ایجنڈے کی تکمیل میں مشغول ہے چنانچہ انہیں کسی مسلک سے وابستہ سمجھنا سادہ لوحی ہوگی۔ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس نکتے کو سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے اسی طبقے کو پاکستان اور اسلام دشمن طبقہ سمجھ کر ہی ان کے خلاف اعلان جنگ کیا۔

امیر جماعت اسلامی سید منور حسن نے ''جیو'' کے تعزیتی پروگرام میں مولانا نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صرف یہ کلمہ خیر کہا کہ وہ ایک معتدل شخصیت تھے۔ اس کے بعد نہ کوئی تعزیتی کلمہ ان کی زبان سے نکلا اور نہ مولانا کی شہادت پر رتی بھر دکھ کا اظہار ان کے لہجے سے ہوا بلکہ وہ اپنا سارا غصہ اس بات پر اتارتے رہے کہ (مولانا کو شہید کرنے والے) طالبان کے خلاف فوجی آپریشن کیوں ہو رہا ہے۔ اینکر پرسن نے جب انہیں اس موضوع کی طرف لانے کی کوشش کی تو انہوں نے اس اینکر پرسن پر طعن و تشنیع کے نشتر چلانے شروع کر دیئے حالانکہ مولانا نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت تمام مسالک کے علماء کے درمیان ایک اخوت اور بھائی چارے کی فضاء پیدا کرنے کا باعث بن سکتی تھی اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ تمام مذہبی جماعتیں، تمام مسالک کے دینی مدارس اور مختلف طبقہ فکر کے حامل علماء مولانا نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا مشترکہ سوگ مناتے۔ ایسا ہوا بھی لیکن اس طرح نہیں ہوا جس طرح ہونا چاہیے تھا یہ کام زیادہ منظم اور موثر طور پر ہو سکتا تھا۔

مولانا نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک اور بات قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ ان کے مدرسہ میں دینی تعلیم کے علاوہ دنیاوی تعلیم کا بھی بندوبست تھا۔ مجھے ایک دفعہ یہ مدرسہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا اور مجھے بے حد خوشی ہوئی جب میں نے باریش طلبہ کو کمپیوٹروں پر بیٹھے دیکھا۔ دراصل مولانا بظاہر روایتی عالم دین ہونے کے باوجود آج مذہب کو درپیش مسائل کا مکمل ادراک رکھتے تھے اور اس حوالے اپنے فرض اور اس کی کما حقہ، ادائیگی سے بھی واقف تھے۔ دراصل مولانا مرحوم و مغفور ہر معاملے میں معتدل مزاج کے حامل تھے۔ وہ دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ وہ اپنے مسلک کے پرچارک بھی تھے اور دوسرے مسلک کے لوگوں سے باہمی احترام کا رشتہ بھی استوار رکھتے تھے۔ وہ پاکستان اور عالم اسلام کے خلاف امریکی جارحیت کے مخالف بھی تھے، لیکن اس مخالفت کی آڑ میں وہ امریکہ کے آلہ

کارعناصر کیلئے دل میں کوئی نرم گوشہ بھی نہیں رکھتے تھے چنانچہ انہوں نے ان عناصر کے خلاف فوجی آپریشن کی کھل کر حمایت کی اور خودکش حملوں کے خلاف فتویٰ بھی صادر کیا اور پھر یہی چیز ان کی شہادت کا باعث بھی بنی۔ ان کی شہادت نے دلوں کو ولولہ تازہ دیا ہے۔ ان کا خون بہانے والوں کو پتہ نہیں کہ اس عالم باعمل کے خون کی لکیر پاکستان کے مسلمانوں کیلئے روشنی کی لکیر کا درجہ حاصل کرچکی ہے۔ یہ روشنی کی لکیر انتہا پسندی کے اندھیروں میں ہمیں اس منزل تک لے جائے گی جس منزل کا خواب برصغیر کے مسلمانوں نے دیکھا تھا۔

روزنامہ جنگ، لاہور 16 جون 2009ء

عقیدہ۔ سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے اور سب میں پہلے رسول جو کفار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ اسلام ہیں۔ انہوں نے ساڑھے نوسو برس ہدایت فرمائی۔ ان کے زمانہ کے کفار بہت سخت تھے۔ ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے استہزاء کرتے اتنے عرصہ میں گنتی کے لوگ مسلمان ہوئے باقیوں کو جب ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں ہٹ دھرمی اور کفر سے باز نہ آئیں گے۔ مجبور ہوکر اپنے رب کے حضور ان کے ہلاک کی دعا کی۔ طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی صرف وہ گنتی کے مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو کشتی میں لے لیا گیا تھا بچ گئے۔

عقیدہ۔ انبیاء کی کوئی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ لہٰذا یہ اعتقاد چاہئے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

عقیدہ۔ نبیوں کے مختلف درجے ہیں۔ بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین ﷺ ہیں۔ حضور کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پرھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کا ان حضرات کو مرسلین اولوالعزم کہتے ہیں۔ اور یہ پانچوں حضرت باقی تمام انبیاؑ و مرسلین انس و ملک و جن و جمیع مخلوقات الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں، بلاتشبیہ حضور کے صدقہ میں حضور کیامت تمام امتوں سے افض۔ (بہار شریعت)

طارق اسماعیل ساگر

ڈاکٹر نعیمی کی شہادت... پس پردہ سازش

آپریشن راہ راست کی کامیابی کا ایک ثبوت تو یہی ہے کہ اب عسکریت پسندوں نے اپنی لڑائی پاکستان کے تمام اہم شہروں تک پھیلا دی ہے اور بے گناہ سویلین ان کی درندگی کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں خصوصاً ڈاکٹر سرفراز نعیمی جیسے انتہائی معتدل مزاج عالم دین کی شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عسکریت پسندوں کے پس پشت پاکستان دشمن طاقتوں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کرتے ہوئے اب لڑائی کو ''ملٹی ڈائی منشن'' بنا دیا ہے۔ مرحوم ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت دراصل مسلمانوں کے دو بڑے مکاتب فکر کو آپس میں ٹکرانے کی گھناؤنی سازش تھی۔ ڈاکٹر مرحوم کی شہادت کے فوراً بعد کچھ جذباتی علماء کی طرف سے اس نوعیت کے بیانات بھی آئے لیکن مرحوم کے صاحبزادے راغب نعیمی اور پنجاب گورنمنٹ نے بڑی دانشمندی سے اس سازش کا قلع قمع کیا اور وہ تمام مطالبات تسلیم کر لئے جو''ہارڈ لائنرز'' کی طرف سے کئے گئے تھے۔ اس طرح یہ خطرہ کافی حد تک ٹل گیا ہے لیکن اب بھی لازم ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء مل بیٹھ کر اس حوالے سے اپنی واضح پالیسی کا اعلان کریں تاکہ قوم کو واضح سمت میں رہنمائی ملے اور پاکستان دشمن قوتوں کا منہ بھی بند ہو جائے۔ پاکستان دشمنوں نے اب جو حکمت عملی اپنائی ہے اس کا دوسرا اہم پہلو شیعہ سنی منافرت پیدا کر کے نہ صرف پاکستان میں فساد برپا کروانا ہے بلکہ اس کی آڑ میں ایران اور پاکستان کے تعلقات خراب کرنا اور گیس پائپ لائن کے منصوبے کا خاتمہ کروانا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں ہونے والی ٹارگٹ کلنگ اور خودکش دھماکے اس کی اہم مثال ہیں جبکہ کوئٹہ میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ قبل ازیں خیبر ایجنسی اور پارہ چنار میں بھی یہی کچھ ہوتا رہا ہے۔ اس سے پہلے اصفہان میں ہونے والے دھماکے میں جو''جند اللہ'' نے''را'' کی معاونت سے پاکستان ایران گیس پائپ لائن منصوبے کو ختم کروانے کے لئے کیا تھا ایران نے اسی غلط فہمی پر پاکستان سے احتجاج کیا اور سرحد بند کرنے کی اطلاعات بھی آئی تھیں۔ حالات کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان آرمی کے چیف آف آرمی سٹاف جنرل کیانی نے خود ایف 16 میں بیٹھ کر آپریشن راہ راست کا فضائی جائزہ لیا۔

نوائے وقت، لاہور 18 جون 2009ء

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

پنجاب کا شہید پاکستان

شہید ڈاکٹر مولانا سرفراز نعیمی کے سفر آخرت میں سارا پروٹوکول پنجاب حکومت کی طرف سے دیا گیا مگر وہ تو پاکستان کے لئے قربان ہوا۔ پاکستانی حکومت کی طرف سے کوئی خاص آدمی تعزیت کیلئے نہ آیا۔ وزیراعظم نے مولانا نعیمی کیلئے سول ایوارڈ کا اعلان کیا ہے۔ صدر زرداری نے قوم سے ایک مذاقیہ خطاب میں ایک بے توقیر سا جملہ شہید نعیمی کیلئے کہا جب کہ مشائخ کانفرنس دیوبندی' بریلوی جھگڑا بڑھانے کیلئے منعقد کی گئی۔ یہ سازش ہے تو اس کا دائرہ اب شہید نعیمی کی مسجد تک جا پہنچا ہے۔ صدر زرداری نے لاہور کا دورہ کس خوف کے باعث منسوخ کردیا۔ ایسے میں انہیں شہید نعیمی کے گھر جانا پڑ جاتا اور ہمارے گھر محفوظ نہیں۔ ایوان صدر کا قیدی بیرونی دورے کر کے جان بچاتا پھرتا ہے۔ رحمان ملک چین گیا ہوا ہے۔ وہ ساتھ نہ ہو تو صدر زرداری کہیں نہیں جاتے۔ نجانے وزیراعظم مخدوم گیلانی کیوں نہ آئے۔ ورنہ وہ لاہور آتے رہتے ہیں۔ اب شہباز شریف ڈیفنس سوسائٹی سے جی او آر آگئے ہیں تو اب شاید پہلے سا تحفظ وہ محسوس نہ کریں۔ انہیں بھی چاہئے کہ ایک گھر یہاں اپنے دوست اور ہاسٹل فیلو چیف سیکرٹری جاوید محمود سے الاٹ کروالیں۔ یہاں وہ خود اور سارے افسران بالا رہتے ہیں' اب یہ علاقہ عوام کیلئے نوگوایریا (ممنوعہ علاقہ) ہوگیا ہے۔ یہاں کوئی خطرہ نہیں۔ وزیراعظم' شہید نعیمی کی جامعہ نعیمیہ پہنچتے اور صدر زرداری کی نمائندگی ہی کرتے۔ وہ بیرونی دوروں میں مخدوم گیلانی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر بابر اعوان نے ایک خاص میٹنگ میں صدر زرداری کو قائل کیا پھر مائل کیا اور راغب نعیمی کو فون کردیا۔ وہ تھوڑی سی کوشش اور کرتے اور صدر زرداری کو گھائل کرتے۔ وہ جامعہ نعیمیہ پہنچتے یہاں فاتحہ پڑھتے اور عصر کی نماز بھی پڑھتے۔

یہ نماز عصر کا وقت ہے
یہ گھڑی ہے دن کے زوال کی
یہ قیامتیں جو گزر گئیں
تھیں امانتیں کئی سال کی

میرے قبیلے کے سردار شاعری کے خان اعظم عروج وزوال کی داستان کو تخلیقی انداز میں کہہ گئے

ہیں۔ ڈاکٹر بابر اعوان تو نماز پڑھتے ہیں۔ ہر جگہ مرکزی حکومت کا مؤقف بہت اچھی طرح پیش کرتے ہیں۔ وہ شہید نعیمی کیلئے آ جاتے۔ صدر زرداری کے پاس قمر الزمان کائرہ، فرحت اللہ بابر، فوزیہ وہاب اور فرح ناز اصفہانی موجود تھیں۔ ان میں سے کوئی آ جاتا۔ کوئی تو آ جاتا۔ یہ لاپرواہی اور بے توجہی معنی خیز ہے۔ کیا شہید نعیمی کے ساتھ اتنا بڑا واقعہ صرف پنجاب کا واقعہ ہے۔ پنجاب کے خلاف تو سازش نہیں؟ یہ پاکستان کے خلاف سازش ہوگی۔ پاکستان کے لئے قربانی دینے والوں کا پنجاب کتنا خیال رکھتا ہے۔ شہید پاکستان کیلئے شریف برادران نے رفاقت کی صداقت کو نبھایا۔ نواز شریف مردہ خانے میں شہید نعیمی کے جسد خاکی کے پاس پھوٹ پھوٹ کے روتے رہے۔ انہیں منع کیا گیا تھا سیکیورٹی خطرات کیلئے شہید نعیمی کے پاس مت آؤ مگر وہ آئے شہباز شریف کو بھی جامعہ نعیمیہ آنے سے روکا گیا مگر وہ آئے۔ یہی ایک لیڈر کی ادائے دلبرانہ ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ مخدوم گیلانی نہ آئے۔ ایک روحانی خانوادے کے آدمی کیلئے یہ رویہ مناسب نہیں۔ ان کے لئے میرے دل میں نرم گوشہ ہے مگر پاکستان میں کوئی گوشہ عافیت نہیں ہے۔ اس ملک میں حکام نے اپنے لئے قید خانے جیسی جنت بنائی ہوئی ہے یہی ملک عوام کے لئے جہنم انہی حکام نے بنا رکھا ہے۔ خودکش بمبار رحمان ملک کے دفتر تو نہیں جاتا۔ دھماکوں میں صرف عام آدمی اور عام آدمی جیسے خاص آدمی مر جاتے ہیں۔ وفاقی حکومت کی طرف سے کسی نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ صرف پنجاب حکومت نے پاکستانی حکومت جیسا کردار ادا کیا۔ شہید پاکستان کا خطاب انہیں دیا گیا۔ شہید نعیمی کے جسد خاکی کے ساتھ صوبائی وزیر رانا ثناء اللہ بیٹھے تھے۔ انہیں قومی پرچم میں لپیٹ کر عوامی اور اسلامی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔

شریف برادران صدر زرداری سے بھی پوچھ سکتے ہیں۔ ورنہ وہ مخدوم گیلانی سے تو پوچھیں کہ لوگ شہید نعیمی کے حوالے سے جس سازش کی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ مرکزی حکومت کی اس حوالے سے خاموشی سرگوشی کو "شرگوشی" بنا رہی ہے۔ راغب نعیمی نے شہید نعیمی کی جانشینی کی رسم دستار بندی کے بعد کہا کہ ملک کی تمام سنی مساجد میں پاکستان کا جھنڈا لہرایا جائے۔ اس طرح قوم بریلوی، دیوبند فساد کی طرف نہ چلی جائے۔ صاحبزادہ فضل کریم نے میرے ساتھ فون پر بات میں اس خطرے کا مقابلہ کرنے اور قوم کو خانہ جنگی سے بچانے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ ناموس رسالت مآب ﷺ کی تحریک میں جیل سے واپسی پر برادرم ارشاد عارف نے شہید نعیمی کو سی این اے کی میٹنگ میں بلایا۔ وہاں محترم یاسین وٹو کے سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ میں اسلام کی سربلندی اور مسلمانانِ عالم کے اتحاد کے لئے

جان بھی قربان کر سکتا ہوں اور انہوں نے یہ معرکہ آرائی کر دکھائی ہے۔ پیر سید ظفر علی شاہ کے ا
میگزین میں اچھے شاعر عابد بخاری کی غزل شائع ہوئی ہے۔ ایک شعر نے میرے دل کو پکڑ لیا ہے۔

نئی پوشاک بدلنے میں ہے قاتل مصروف
تعزیت کیلئے مقتول کے گھر جانا ہے

قاتل نے تو کئی پوشاکیں بدل لی ہیں۔ مقتول تو لہو کا لباس پہن کر سرخرو لوگوں کے کارواں میں شامل ہو جاتا ہے۔ مقتول شہید کا مرتبہ پا کے امیر کارواں بن جاتا ہے۔!

نوائے وقت، لاہور 17 جون 2009

عقیدہ۔ حضور اقدس ﷺ ملائکہ وانس وجن وحور، غلمان وحیوانات وجمادات غرض تمام عالم کیلئے رحمت ہیں اور مسلمانوں پر تو نہایت ہی مہربان۔

عقیدہ۔ حضور خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوت حضور پر ختم کر دیا کہ حضور کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے۔

عقیدہ۔ حضور افضل جمیع مخلوق الٰہی ہیں کہ اوروں کو فرداً فرداً کمالات عطا ہوئے حضور میں وہ سب جمع کر دیئے گئے۔ اور ان کے علاوہ حضور کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں بلکہ اوروں کو جو کچھ ملا حضور کے طفیل میں بلکہ حضور کے دست اقدس سے ملا بلکہ کمال اس لئے کمال ہوا کہ حضور کی صفت ہے اور حضور اپنے رب کے کرم سے اپنے نفس ذات میں کامل واکمل ہیں۔ حضور کا کمال کسی وصف سے نہیں بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کو خود کمال وکامل ومکمل ہو گیا کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنا دے۔

عقیدہ۔ محال ہے کہ کوئی حضور کا مثل ہو جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور کا مثل بتائے گمراہ ہے یا کافر۔

(بہار شریعت)

انصار عباسی

پاکستان کو عراق بنانے کی سازش

مفتی سرفراز احمد نعیمی کی دہشت گردی کے اندوہناک سانحہ میں المناک شہادت محض ایک جید عالم دین کا قتل ہی نہیں بلکہ ایک ایسی سازش ہے جس کا مقصد پاکستانی معاشرہ کو مذہبی فرقہ بندی کی ایک اور ایسی تقسیم کی طرف دھکیلنا ہے تاکہ پہلے سے ہمارے متزلزل قومی و مذہبی اتحاد کو تار تار کر دیا جائے اور مذہب کے نام پر قتل و غارت کا یہاں وہ بازار گرم ہو جس میں کوئی مسجد، کوئی عالم دین، کوئی فرد، کوئی گھر اور کوئی شہر محفوظ نہ رہ سکے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت پاکستان میں ایک ایسے فتنہ کا بیج بونے کی کوشش ہے کہ یہاں عراق جیسے حالات پیدا کیے جا سکیں اور ملک خانہ جنگی کی ایک ایسی حالت کو پہنچ جائے، جہاں ہمارے دشمن کیلئے پاکستان کو تقسیم اور اس کے ایٹمی ہتھیاروں پر قبضہ کرنا بآسانی ممکن ہو جائے۔ ہمارے ہاں ابھی شیعہ سنی فسادات قابو میں نہیں کہ اب دیوبند اور بریلوی مسلکی اختلافات کو دشمنی میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اس نئی سازش کا تعلق سوات میں ملٹری آپریشن کے fallouts سے ہے، جس کا شاید ہم میں سے کسی نے سوچا بھی نہ تھا۔ معلوم نہیں کہ ابھی ہمیں اور کیا کچھ دیکھنا باقی ہے۔

مفتی سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت کے اگلے روز متین صلاح الدین لکھتے ہیں کہ دو تین ہفتہ قبل ان کی مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی، جس میں انہوں نے پاکستان کے موجودہ حالات کے حوالے سے سوال کیا جس کے جواب میں مولانا فرمانے لگے ”امریکہ اور بھارت چاہتے ہیں کہ پاکستان کو توڑ دیا جائے اور ہمارے ایٹمی پروگرام کو تباہ کر دیا جائے“۔ جب ان سے طالبان کے نام پر پاکستان میں امریکہ اور را کی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تخریبی کارروائیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو مفتی نعیمی صاحب کا کہنا تھا ”ہم افغانستان کے اصل طالبان کی بات نہیں کرتے...... ہم ان کے خلاف ہیں جو دین کا نام لے کر ملک توڑنے کی سازش کر رہے ہیں اور جان بوجھ کر مزاروں اور مساجد کا نشانہ بنا رہے ہیں“۔ متین صلاح الدین مزید لکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا دیکھئے مولانا مسئلہ تو بنیادی طور پر یہی ہے کہ

امریکہ نے معصوم افغان مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کی اور غدار فوجی ڈکٹیٹر مشرف نے اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اور امریکہ کے خلاف جہاد کرنے والوں کے خلاف لڑنا شروع کر دیا...... اور اب امریکہ یہاں شورش بپا کر کے ہمارے ملک میں فوجی مداخلت کا جواز پیدا کرنا چاہتا ہے۔ کچھ اور گفتگو ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ مولانا آپ ان سب معاملات پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور ہمارا ان باتوں پر اتفاق ہے تو فرمائے کہ اس صورتحال کا کیا حل ہے؟ مولانا شہید نے اس امر پر اتفاق فرمایا کہ ایسی کوشش کی جائے کہ ایک بنیادی نکتے پر علمائے کرام اور محب وطن حلقوں کو اکٹھا کیا جائے اور وہ یہ کہ باقی سب بھول کر ملک بچانے کیلئے امریکی غلامی سے نجات حاصل کی جائے...... امریکہ کی پالیسی سے جان چھڑائی جائے۔ ارباب اختیار کو مجبور کیا جائے کہ 9/11 کے بعد کے مشرف کے فیصلے کو واپس لے کر پاکستان، افغان سرحد سیل کر دے۔ یہ واضح کر کے کہ افغان طالبان سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں، شر پسندوں کو کچل دیا جائے...... مضمون کے آخر میں متین صاحب لکھتے ہیں۔ "جامعہ نعیمیہ پر حملہ وطن عزیز کی سرحدوں کے اندر سے نہیں باہر سے ہوا ہے۔ دشمن ملکی اختلافات کو دشمنی میں تبدیل کر کے ایک نہ بجھنے والی آگ بھڑکا کر ہمارے گھر کو خاکستر کرنا چاہتا ہے۔ مولانا شہید کے چاہنے والے اور عقیدت مند انجانے میں دشمن کی گھناؤنی سازش کا آلہ کار بننے سے خود کو بچا کر ان کا مشن پورا کریں"۔

مفتی سرفراز شہید کی جانب سے ملک کو درپیش دہشت گردی اور عسکریت پسندی جیسے مسائل کے حل کیلئے دی گئی تجویز بھی وہی ہے جو ایک سنجیدہ طبقہ کی طرف سے بار بار پیش کی جا رہی ہے یعنی امریکہ کی غلامی سے آزادی اور 9/11 کے نتیجے میں جنرل مشرف کی طرف سے اختیار کی گئی مسلم کش نام نہاد دہشت گردی کی جنگ سے پاکستان کی لاتعلقی۔ لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت اس اصل مرض کی تشخیص کے باوجود محض ظاہری اثرات پر توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے۔ امریکہ کے ڈر اور ڈالروں کی لالچ میں ہمارے حکمران مشرف کی پالیسی کو نہ صرف برقرار رکھے ہوئے ہیں بلکہ ان کی کمزوریوں نے امریکہ کو پاکستان پر مزید مسلط کر دیا ہے جس کی وجہ سے آگ اور خون کی ایک ایسی ہولی یہاں کھیلی جا رہی ہے جس کو اگر روکا نہ گیا تو تباہی ہمارا مقدر ہوگی۔ صدر آصف علی زرداری نے بعد از نصف شب قوم سے خطاب کیا؛ جب کہ لوگوں کی اکثریت محوخواب تھی، اس بات کا عہد کیا کہ وہ دہشت گردوں کے خلاف آخری حد تک جنگ لڑیں گے۔ صدر زرداری امریکی خواہش کے مطابق طاقت کے ذریعے دہشت گردی، عسکریت پسندی اور طالبانائزیشن کے حل پر بضد ہیں۔ صدر کی طرف سے سوات میں کنٹونمنٹ کے قیام اور فوج کی تنخواہ میں اضافہ بلاشبہ ایک خوش آئند اقدام ہے مگر کاش ہمارے حکمران دشمن کی اس

سازش کو سمجھ سکیں، جس کی وجہ سے ہمارے نوجوان خودکش بم بار بن کر اپنے ہی ہم وطنوں کی جانیں لے رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھیار تھما دیئے گئے ہیں جس کا نشانہ ان کی اپنی فوج اور پولیس ہیں۔ ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں جہاں بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیا گیا ہے۔ مفتی نعیمی کو شہید کرنے کا مقصد اس دشمنی کو مزید پھیلانا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ آنے والے دنوں میں کچھ اور علماء حضرات کو دشمن اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی کوشش نہ کریں تاکہ فرقہ واریت کے ایک نئے دور کا یہاں آغاز کیا جا سکے۔ ان حالات میں حکومت سیاسی جماعتوں اور علماء حضرات کو مل بیٹھ کر اس بنیادی حل کی طرف قدم اٹھانا ہوگا جس کا ذکر مفتی نعیمی صاحب نے اپنی گفتگو میں کیا۔ مزید معصوموں کی جانوں کو بچانے کیلئے حکومت کو امریکہ کی دہشت گردی کے خلاف جنگ سے جان چھڑانی پڑے گی۔ ڈرون حملوں کے خاتمہ کیلئے ایک واضح حکمت عملی پر عمل پیرا ہونا پڑے گا۔ سوات اور قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن روک کر طالبان سے بات چیت کر کے سیاسی اور پرامن حل کی طرف قدم بڑھانا ہوگا۔ اگر مغربی طاقتیں اپنے معصوم لوگوں کی جانوں کو بچانے کی خاطر شمالی آئرلینڈ میں دہشت گردوں کے ساتھ بات کر سکتی ہیں اور اس عمل کی مکمل حمایت کر سکتی ہیں تو ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے ہمارے لیے ایسا کرنے میں امریکہ کی طرف سے کیوں ممانعت ہے۔ آپریشن سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ گمبھیر ہو جاتے ہیں لال مسجد ملٹری آپریشن نے ملک میں خودکش بمباروں کی ایک نہ ختم ہونے والی کھیپ پیدا کی۔ جیسا کہ توقع تھی، موجود سوات ملٹری آپریشن نے دہشت گردی کے واقعات میں نہ صرف بے پناہ اضافہ کیا ہے بلکہ اسے ایک نیا مگر انتہائی سنگین رخ دے دیا۔ نا اہل اور ناسمجھ سیاسی قیادت نے فوج کو ایک ایسی جنگ میں جھونک دیا جو کبھی جیتی نہیں جا سکتی۔ فوجی آپریشن نے مسائل کو نہ کبھی پہلے حل کیا نہ اب کر سکتے ہیں۔ توقع یہ تھی کہ سوات آپریشن چند ہفتوں میں ختم ہو جائے گا مگر یہ طول پکڑتا جا رہا ہے۔ اب تک سو سے زائد فوجی جوان اور افسر شہید ہو چکے ہیں جبکہ 1300 سے زائد عسکریت پسندوں کو فوجی ترجمان کے مطابق مارا جا چکا ہے۔ حقیقت میں نجانے ان میں سے کتنے واقعی عسکریت پسند اور دہشت گرد تھے، یہ شاید کبھی معلوم نہ ہو سکے گا۔ دہشت گردی کے واقعات میں جاں بحق ہونے والی کی کوئی گنتی نہیں اور اب ان واقعات میں کافی حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ فوج کے خلاف لڑنے والوں کو بیرونی امداد کھلے عام مل رہی ہے اور بھاری مقدار میں امریکہ اسلحہ پکڑا جا چکا ہے۔ ایسے میں دانش کا تقاضا ہوگا کہ حکومت اپنی موجودہ حکمت عملی میں تبدیلی لائے ورنہ، معصوموں کا خون مزید بہنے سے کوئی نہیں روک سکتا اور امریکہ، ایک اور عراق بنانے میں کامیاب ہو جائے۔

روزنامہ جنگ، لاہور 15 جون 2009ء

عرفان صدیقی

کیا سرفراز نعیمی کا لہو بھی!

وہ جمعۃ المبارک کا دن تھا اور مسجد نبوی ﷺ کے دالان ہجوم عاشقان سے چھلک رہے تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد جب میں ایک گوشہ میں بیٹھا روضہ رسول ﷺ اور کبھی عاشقان رسول ﷺ کی طرف دیکھ رہا تھا تو طرح طرح کے خیالات قلب و ذہن میں مچلنے لگے تھے۔ مجھے اصحاب صفہ یاد آ گئے تھے جو بارگاہِ رسالت سے کسب فیض کے لئے جانے کہاں کہاں سے یہاں آئے تھے۔ انہیں حضور ﷺ سے اور حضور ﷺ کو ان سے کیسی محبت تھی کہ داستانیں چھوڑ گئی۔ ان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ فرماتے ہیں ''میں 170 ایسے افراد کو دیکھا کہ ان کے کپڑے ان کی رانوں تک نہیں آتے تھے جب نماز پڑھتے تھے اور رکوع میں جاتے تھے تو کپڑوں کو ہاتھ سے سمیٹ لیتے تھے کہ پردہ دری نہ ہو۔ ایک دوسرے سے یوں جڑ مل کر بیٹھتے تھے کہ ایک کے ذریعے دوسرے کی پردہ پوشی ہوتی رہے۔ کئی بھوک اور ضعف سے دوران نماز گر جاتے۔۔ ایک دن کچھ نے حضور ﷺ سے عرض کیا '' کچھ کھانے کو نہیں ملتا، کھجوروں نے ہمارے پیٹ جلا دیئے ہیں'' حضور ﷺ نے خاموشی اختیار کی لیکن دل ہی دل میں کہا ''تمہیں کیا خبر، ایک یا دو مہینے سے رسول ﷺ کے گھر میں دھواں نہیں اٹھا۔ صرف پانی اور کھجور پر بسر ہے''۔ پھر مجھے اپنے ہاں کے وارثانِ منبر و محراب، واعظانِ خوش کلام، صاحبانِ جبہ و دستار و سفیرانِ دعوت و ارشاد کا خیال آیا جو دنیا کے ہو کر رہ گئے ہیں اور جن کا کروفر بڑے بڑے اہل دولت و حشمت کو بھی شرماتا ہے۔ جمعہ کے وقت ہجوم ایک بے کراں سمندر بن چکا تھا بصد مشکل سیڑھیاں چڑھ کر بالائی منزل کے برآمدے تک پہنچا امام مسجد نبوی، خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ مجھے اپنے فون پر ایک پیغام موصول ہوا ''لاہور میں بم دھماکہ، ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید ہو گئے''۔ میرے دل میں درد کی ایک لہر سی اٹھی اور آپ ہی آپ آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ نماز تمام ہوئی میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اللہ اس پاکباز شہید کے درجات بلند فرما، اسے مقام بلند سے نواز جو سچے عاشقانِ رسول ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔ اسے دربار رسالت ﷺ کے خاصان میں شمار فرما۔ مغرب کے بعد میں نے روضہ رسول

ﷺ پر حاضری دی اور شہید کی روح کا سلام پہنچایا۔ جالیوں سے آتی ٹھنڈی معطر ہوا کے ایک جھونکے نے کہا "وہ ہمارے حلقہ نور میں پہنچ چکی ہے"۔ علماء کے قتل کا سلسلہ ایک مدت سے جاری ہے۔ ہر مسلک اور ہر مکتب فکر اپنے شہداء کی فہرست رکھتا ہے لیکن سرفراز نعیمی تو ایک صلح کل شخص تھا۔ میں نے کبھی اس کی زبان سے کوئی تلخ جملہ، کوئی تند و تیز لفظ اور کوئی ناتراشیدہ تبصرہ نہیں سنا۔ ایک خاص مسلک کا ترجمان اور سرکردہ نمائندہ ہونے کے باوجود اس کی گفتگو میں دوسروں کے لئے ملائمت اور نرمی تھی۔ وہ دینی تعلیم کے علاوہ جدید دنیوی علوم سے بھی آراستہ تھے۔ حافظ قرآن ہونے کے ناتے ان کا سینہ انوار کا خزینہ تھا۔ وہ توپ، تلوار، بندوق اور کلاشنکوف جیسی چیزوں سے نا آشنا تھے۔ وکالت کی ڈگری بھی لے رکھی تھی اور دلیل پر یقین رکھتا تھا۔ اس کے لہجے میں عالمانہ تفاخر کی رمق تک نہ تھی۔ وہ گھن گرج کا آدمی تھا ہی نہیں۔ ساون کی بارشوں کے خروش کے بجائے وہ دسمبر کی رم جھم جیسا تھا جو پھولوں کی طرح برستی اور دلوں کو نہال کر جاتی ہے۔

مجھے دوبار جامعہ نعیمیہ کی تقریبات میں جانے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر صاحب سے کئی ملاقاتیں رہیں۔ کم از کم تین بار وہ میرے گھر تشریف لائے وہ جب بھی کسی تقریب کے لئے بلاتے تو پہلے ٹیلی فون کرتے پھر باضابطہ دعوت نامہ بھجواتے اور پھر خود تشریف لاتے۔ میں ہر بار کہتا کہ ڈاکٹر صاحب فون ہو گیا، دعوت نامہ آ گیا، اب آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ لیکن وہ لطافت میں ڈوبا ہوا ایک جملہ فرمایا کرتے اس بہانے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے گا" میں نے کبھی انہیں چمکتی دمکتی کسی عالی نسب گاڑی پر نہیں دیکھا۔ ہمیشہ ہی پرانے ماڈل کی چھوٹی سی گاڑی پہ ہوتے جو کئی کئی ہچکیاں لینے کے بعد اسٹارٹ ہوتی تھی۔ ہمارے جید علماء کرام میں شاید ہی کوئی ایسی گاڑی میں بیٹھنے کی خجالت برداشت کرے۔ انہوں نے موٹر سائیکل رکھا ہوا تھا۔ میں نے خود ایک بار انہیں موٹر سائیکل پر سوار دیکھا۔ اور ان خرخشوں سے بے نیاز تھے۔ ان کے لباس میں بھی کوئی فقیرانہ سادگی تھی نہ جبہ، نہ عمامہ، کلاہ، نہ دستار، کوئی واقف نہ ہو تو قیاس نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ مولانا ڈاکٹر سرفراز حسین نعیمی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں بڑے باپوں کی اولاد چھوٹی اور ہلکی نکلتی لیکن مولانا حسین نعیمی کی روح آسودہ ہوگی کہ ان کا بیٹا سرفراز شہادت کے منصب عظمٰی پر سرفراز ہوا اور انہیں بھی سرفراز کر گیا۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی محنت اور مشقت کرنے والے شخص تھے۔ انہوں نے بھرپور ریاضت سے نہ صرف اپنے عظیم والد کی علمی وراثت کو سنبھالا بلکہ اس میں گراں قدر اضافہ بھی کیا۔ ایک بار انہوں نے مجھے جامعہ کا تفصیلی دورہ بھی

کرایا تھا۔ مجھے حیرت ہوئی تھی کہ اس عظیم کام کے لئے ڈاکٹر صاحب وقت کہاں سے نکالتے اور وسائل کیسے فراہم کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران علامہ اقبال کا ایک شعر مسلسل میرے ساتھ ساتھ رہا۔ کبھی خیال میں، کبھی ہونٹوں پر

تو اے مولائے یثرب (مدینہ) آپ میری چارہ سازی کر
میری دانش ہے افرنگی، میرا ایماں ہے زناری

بلاشبہ ہماری سوچ مغرب زدہ ہے اور ہمارا ایمان شرک و بت پرستی میں لت پت ہے۔ ایسے میں صرف حضور ﷺ کی نگاہ کریم ہی دلوں کی دنیا بدل سکتی اور سوچ کو روشنی عطا کرسکتی ہے۔ مولائے یثرب (مدینہ) کی چارہ سازی کے بغیر نہ علم کسی کام کا نہ حکمت و دانش سے کچھ حاصل۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی یقیناً مولائے یثرب (مدینہ) کے دامانِ رحمت کے سائے تلے تھے۔ عشق رسول ﷺ ان کا سب سے بڑا سرمایہ تھا۔ رسالت مآب ﷺ کے خاکوں کا مسئلہ اٹھا تو سرفراز نعیمی، احتجاج کے سب سے بڑے پرچم بردار تھے۔ انہیں قید و بند سے بھی گزرنا پڑا لیکن ہمیشہ ثابت قدم رہے۔ نواز شریف کے خاندان سے تعلق کے باعث انہیں مشرف حکومت کی طرف سے دباؤ کا بھی نشانہ بننا پڑا۔ وہ سرکار دربار کے آدمی نہیں تھے۔ چاہتے تو میاں صاحب سے ٹکٹ مانگ کر قومی اسمبلی یا سینیٹ میں پہنچ جاتے لیکن کبھی اس کی آرزو نہ کی۔ جامعہ نعیمیہ کی دیکھ بھال اور اس کا فروغ، ان کی بڑی ترجیح رہی۔ اتحاد بین المسلمین کے لئے وہ ہمیشہ سرگرم رہے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے فورم سے بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ نفرتوں کے کاروبار سے نا آشنا تھے۔ ان کی زندگی کے آخری ایام سے اندازہ ہوتا ہے جیسے بہت دور سے ان کا محبوب انہیں بلا رہا تھا اور انہیں اپنے لہو میں نہا کر قبائے شہادت پہننے کی جلدی تھی۔

بیت اللہ کا ایک طواف ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی روح پاک کی نذر کرنے کے بعد مقام ابراہیم کے سامنے آب زمزم پیتے ہوئے میں سوچ رہا تھا؟؟ کیا اس مرد درویش کا لہو بھی رخ پاکستان کا غازہ نہیں بن سکے گا۔

روزنامہ جنگ لاہور، 20 جون 2009ء

مشتاق احمد قریشی

ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید

حضرت ڈاکٹر مولانا سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات 27 فروری 2001ء کو اس وقت ہوئی تھی جب برادرم عزیز اور مساوات لاہور کے چیف ایڈیٹر سجاد بخاری نے قرآنی آیات کی میری پہلی کتاب ''تفسیر سورۃ الاخلاص'' کی تقریب رونمائی کا اہتمام لاہور پریس کلب میں کیا تھا۔ تقریب کے اختتام پر حضرت مولانا سرفراز نعیمی نے وقت رخصت گلے لگاتے ہوئے فرمایا تھا۔ ''قریشی صاحب آپ کی یہ تقریب اتحاد بین المسلمین کا بڑا عمدہ گلدستہ تھی'' میں نے چونک کر دریافت کیا کیسے تو حضرت نے فرمایا میرا تعلق حنفی فقہ کے بریلوی مسلک سے ہے، مولانا فضل الرحیم دیوبندی مسلک کے ہیں جبکہ مولانا زبیر احمد ظہیر اہلحدیث ہیں۔ ایک اور صاحب جن کا نام فی الحال یاد نہیں آ رہا ان کا تعلق فقہ جعفریہ سے تھا۔ انہوں نے میری کمر تھپتھپائی اور مسکراتے ہوئے دعا کی کہ اللہ آپ کو آپ کی کتاب کو اتحاد بین المسلمین کا واسطہ بنائے۔ یہ کہتے ہوئے وہ ڈائس سے نیچے اتر کر چلے گئے۔ اس کے بعد میری اتفاقی ملاقات ایک روز لاہور سے اسلام آباد جاتے ہوئے بس اسٹینڈ پر ہوئی۔ حضرت مولانا بھی اسلام آباد کسی کام سے جا رہے تھے۔ باتوں باتوں مین ضیاء الحق کی شہادت اور ان کی برسی کی بات نکل آئی تو میں نے اپنی معلومات کے لئے حضرت مولانا سے دریافت کیا کہ ''حضرت قرآن میں ہے کہ شہید کو مردہ مت کہو'' اس پر انہوں نے سورۃ البقرۃ اور آل عمران کی آیات کے علاوہ بھی دو دیگر آیات سنائیں اور فرمایا کہ ''جو شہید کو مردہ کہے وہ قرآن کا منکر ہے اور جو قرآن کا منکر ہے وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اس پر میں نے حضرت مولانا سے پوچھا ''جب اللہ رب العزت شہید کو زندہ کہہ رہا ہے اس کی زندگی کی معتبر ترین خبر دے رہا ہے تو ہم اسے تسلیم کیوں نہیں کرتے، مولانا نے حیرت سے مجھے دیکھا اور کچھ خفگی کے انداز سے پوچھا ''آپ کہنا کیا چاہتے ہیں'' ''شہید کی تو تعزیت بھی نہیں کرنا چاہئے'' لاہور سے راولپنڈی تک کا سفر یونہی گفتگو کرتے اور آرام کرتے گزر گیا۔

انہوں نے میری کئی تالیفات قرآنی پر اپنی بھرپور رائے کا نہ صرف اظہار فرمایا بلکہ میری رہنمائی

بھی فرمائی۔ ڈاکٹر نعیمی ازہری رحمۃ اللہ علیہ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ اپنے دائمی سفر پر پرواز کر گئے۔ اللہ ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک واقعہ سنایا تھا انہوں نے بتایا کہ ''حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت میں فرمایا کہ جنگ احد کے چھیالیس سال بعد حضرت عمر بن جموح اور حضرت عبداللہ بن خبیر ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ سیلاب کی وجہ سے جب ان کی قبر کھل گئی تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجسام طاہرہ یوں تروتازہ اور شگفتہ وشاداب پائے گئے جیسے انہیں کل ہی دفن کیا گیا ہو، (موطا)''۔ ایک اور واقعہ جو ضیاء القرآن میں بھی موجود ہے اس کا بھی ذکر فرمایا تھا کہ ''ابھی حالیہ برسوں میں جب دریا دجلہ اپنے کٹاؤ کے باعث حضرت عبداللہ بن جابر اور دیگر شہداء کی قبروں کے بالکل نزدیک پہنچ گیا تو حکومت عراق نے ان شہداء کرام کے جسموں کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب منتقل کرنا چاہا تو جب ان قبروں کو کھولا گیا تو تقریباً تیرہ صدیاں گزرنے کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسم صحیح سالم پاک صاف پائے گئے۔ عراق کے ہزار ہا لوگوں نے بچشم خود ان کو دیکھا۔ اس سے بھی ان آیات الٰہی کی تصدیق ہوتی ہے کہ شہید پوری طرح زندہ رہتے ہیں''۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کا عمل جاری رہتا ہے۔ ان کی شہادت معاشرے پر اثر انداز ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی مذکورہ آیت میں فرمایا ہے۔ ''دراصل وہ زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے''۔ انسانی علم کا دائرہ چونکہ محدود ہے اس لئے اس زندگی کا ہمیں نہ فہم ہے نہ ہی ادارک ہو سکتا ہے لیکن یہ طے ہے کہ شہید زندہ ہیں۔ شہید چونکہ زندہ ہیں اس لئے ہی انہیں عام مردوں کی طرح غسل نہیں دیا جاتا۔ انہیں انہی کپڑوں میں دفن کیا جاتا ہے جن میں وہ شہادت پاتے ہیں۔ یہ عظیم قربانی جو حضرت مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی ازہری نے دی وہ کوئی معمولی واقعہ یا معمولی قربانی نہیں ہے، وہ بہت ہی باعزت طور پر اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق شہید ڈاکٹر صاحب کو بلند ترین اعزاز سے نوازا ہوگا۔ یقیناً ان کی عظیم قربانی کا پورا پورا بدلہ چکا دیا ہوگا بلکہ ان پر ہمیشہ ہمیشہ ربِ کائنات کا فضل عظیم ہوتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ شہید کو مردہ کہنا حکم الٰہی کے منافی ہے۔ شہید تو زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

روزنامہ جنگ لاہور 24 جون 2009ء

غلام جیلانی خان

علامہ سرفراز نعیمی کی شہادت

مفتی سرفراز نعیمی کو ہفتے کی شام سپرد خاک کر دیا گیا...... آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے...... شہید کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے طالبان کی اس برانڈ اور اس نظام شریعت کی مذمت کی تھی، جو سوات، مالا کنڈ، دیر، باجوڑ اور وزیرستان کے بیشتر علاقوں میں پھیلا ہوا ہے، جو تعلیم نسواں کا مخالف ہے، سکولوں اور کالجوں کو بارود سے اڑاتا رہا ہے، اولیائے کرام اور عمائدین اسلام کے مزاروں کو منہدم کرتا رہا ہے اور اس مخصوص نظام عدل کا داعی ہے، جس کا ذکر کرنا بھی اب تضیع اوقات معلوم ہوتا ہے۔

میں مفتی مرحوم کے اس حجرے کی تصویریں دیکھ رہا تھا، جو میڈیا پر آ رہی تھیں۔ کیا سادہ سا کمرہ تھا، کیا سادہ سا فرنیچر تھا اور کیا سادہ سی الماریاں اور شیلف تھے، جن میں کتابوں کے انبار تھے...... قرآن حکیم کے نسخے تھے، احادیث و تراجم و تفاسیر کا وہ ذخیرہ تھا، جو ان کی زندگی بھر کی متاع تھی۔ وہ زندگی بھر انہی کتابوں میں رہتے اور بستے رہے، انہی میں سانس لیتے اور انہی کو حرز جاں بنائے رکھا۔ ان الماریوں اور شیلفوں میں ایک بھی رسالہ یا کتاب ایسی نہ تھی جو مذہبی شدت پسندی کا درس دیتی ہو، جو عسکریت پسند اسلام کی داعی ہو یا جو کسی فرقہ پرستی کی حمایت کرتی ہو۔ میں سوچ رہا تھا، ایک طرف یہ جامعہ نعیمیہ جیسی عبادت گاہیں ہیں، جن کے حجروں کے داخلی دروازوں پر درج ذیل ''اسلامی برانڈ'' کے اشعار لکھے ہوئے ہیں:

در دل مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ

آبروئے ما ز نام مصطفیٰ ﷺ

اور دوسری طرف ہمارے قبائلی علاقوں کی وہ عبادت گاہیں ہیں جو ایک ایسے اسلامی برانڈ کی ترویج کر رہی ہیں جو عسکریت پسندی، شدت پسندی اور انتہا پسندی کا جواز لاتی ہیں، جن میں خودکش بمباروں کو ایک خاص نوع کے زیور عقیدہ سے آراستہ کیا جاتا ہے اور جب ان کے حجروں کی تلاشی لی جاتی ہے تو وہاں سے کلاشنکوفیں، ہینڈ گرنیڈ، راکٹ لانچر، خودکش حملہ آوروں کی جیکٹیں اور بارود سازی کا

سازو سامان برآمد ہوتا ہے۔ کیا ان مسجدوں میں نماز پڑھنے والوں کی رکعتوں میں حضرت محمد ﷺ پر بھیجا جانے والا وہ درود شامل نہیں ہوتا، جس کی قرأت، دین اسلام کے ہر مذہب، ہر فرقے، ہر عقیدے اور ہر شاخ کے پیروکاروں پر فرض ہے؟...... میں جب بھی اس سادہ سی بات پر غور کرتا ہوں تو مجھے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے جواب شکوہ کا وہ بند یاد آ جاتا ہے، جس میں انہوں نے بڑی دلسوزی اور بڑی دردمندی سے وہی آرزو کی تھی جو میرے بھی دل کی گہرائیوں سے اکثر و بیشتر پھوٹتی ہے اور حالیہ پرآشوب ساعتوں میں تو نہایت کثرت سے بار بار پھوٹتی رہی ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی ﷺ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک؟
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

میری طرح شاید آپ بھی یہ سوچتے ہوں گے کہ مفتی نعیمی مرحوم و مغفور اس انتہا پسندی کا واحد شکار نہیں ہوئے، ان سے پہلے بھی مختلف مسالک اور مکاتب فکر کے علماء اور دانشوروں کو موت کے گھاٹ اتارا جاتا رہا ہے۔ ان سب کی شہادتوں کی وجہ سفا کی بھی بھلائی نہیں جا سکتی۔ کیا ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے اسی لئے پاکستان کا نعرہ لگایا تھا؟ اسی لئے اس مملکت خداداد کیلئے ہزاروں جانوں کی قربانی دی تھی؟ اور اسی لئے اپنا صدیوں کا وطن اور گھر بار چھوڑ کر اس "گہوارہ امن" کو اپنا نیا مسکن بنایا تھا...... جن بزرگوں نے پاکستان بنایا تھا کیا انہوں نے کبھی سوچا تھا کہ اسلام کے کون سے مسلک کا پاکستان بنا رہے ہیں؟ عقائد و نظریات کا امتیاز بھی کیا کبھی ان کے ذہن میں آیا تھا؟ کیا ان کے وہم و گمان میں کبھی یہ بات آئی تھی کہ دو قومی نظریے کی کوکھ سے جو قوم پھوٹ رہی ہے، وہ ایک قوم نہیں رہے گی اور کچھ ہی برسوں بعد اس کا حال یہ ہو جائے گا کہ دشمن ملک کی وزیراعظم دعویٰ کریں گی کہ ہم نے پاکستان کے دو قومی نظریے کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے...... پھر اس پر ہی بس نہیں ہوگی، بلکہ کچھ اور برسوں بعد کسی اور دشمن ملک کا سیاستدان اٹھ کر یہ کہہ سکے گا کہ دیکھو ہم نے بلوچی پاکستان کو بحیرۂ عرب میں ڈبو دیا ہے، سندھی پاکستان کو رن آف کچھ میں غرق کر دیا ہے، سرحدی پاکستان کو فاٹا کی تورا بورا میں دھکیل دیا ہے

اور پنجابی پاکستان کو چولستان کے صحراؤں میں سپرد خاک کر دیا ہے...... سوچتا ہوں یہاں پہنچ کر "خاکم بدہن" بھی کہہ دوں تو کیا وہ انہونی ٹل جائے گی جس کا میڈیا میں اکثر ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے؟...... کیا اس سے پہلے بھی میں نے کئی بار "خاکم بدہن" کہہ کر دل کو جھوٹی تسلی نہیں دی؟...... لیکن کیا ہر بار میرے منہ میں خاک نہیں پڑی؟

ان دنوں سوات میں [illegible] پ (Mop up) آپریشن جاری ہے [illegible] ختم ہونے کی توقع ہے۔ دہشت گردوں کی کمر توڑی جا چکی ہے، لیکن ان کی دہشت گردی کا نیٹ ورک جتنا وسیع تھا، اس کی سمجھ شاید اب قوم کو آہستہ آہستہ آ رہی ہے۔ پاکستان کے ہر بڑے شہر میں جو یہ خودکش حملے ہو رہے ہیں، وہ پاکستان آرمی کے اسی سوات آپریشن (راہ راست) کا شاخسانہ ہی تو ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت بھی ہیں کہ عسکریت پسند جھنجھلا کر ان حدوں تک بھی جا رہے ہیں جو ان کی کاز کو دائمی نقصان پہنچا چکی ہیں، وہ یہ خطرہ اس لئے مول لے رہے ہیں کہ یہ حملے ان کی کارروائیوں کا شعلہ مستعجل ہیں...... ایک ایسا شعلہ جو چراغ میں تیل ختم ہو جانے کے بعد شدت سے بھڑکتا ہے اور پھر دم توڑ دیتا ہے۔

یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ القاعدہ کی چوٹی کی قیادت اب کسی اور نشیمن کی تلاش میں ہے۔ پاکستان اب ان کیلئے مزید محفوظ پناہ گاہ نہیں رہی۔ اب پاکستان آرمی، پاکستان کے عوام، پاکستان کی پارلیمنٹ اور پاکستان کے مذہبی سوادِ اعظم نے تہیہ کر لیا ہے کہ دہشت گردی کی اس موذی بلا کا گلا کاٹ ہی دینا ہے۔ القاعدہ قیادت کی جو مواصلات انٹرسیپٹ کی گئی ہیں، ان کے مطابق اب وہ لوگ یمن اور صومالیہ کا رخ کر رہے ہیں۔ یہ دونوں ممالک مغرب مخالف تحریکوں کی آماجگاہ کی ایک تاریخ رکھتے ہیں 1980ء میں افغان جہاد میں یہ لوگ انہی ممالک (یمن، سوڈان، صومالیہ وغیرہ) سے تو آئے تھے...... اگر اب ان لوگوں نے اپنی اصل کی طرف لوٹ جانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پاکستان کے عوام سکھ کا سانس لیں گے، لیکن جانے سے پہلے وہ جس بیج کو یہاں بو کر گئے ہیں، اس سے جو جھاڑ جھنکار اگ آیا ہے، اس کو صاف کرنے میں کافی وقت لگے گا...... لیکن دریں اثنا ہمیں شجر سے پیوستہ رہ کر بہار کی امید رکھنی چاہیے۔

روزنامہ پاکستان، 16 جون 2009ء

ابو عمار زاہد الراشدی

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت: قومی المیہ

ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید ملک کے ان ممتاز علمائے کرام سے تھے جو مشترکہ دینی و قومی مقاصد کے لئے محرک اور فعال رہے۔ ان کے والد محترم مولانا مفتی حسین نعیمی کا ذوق بھی یہی تھا اور مجھے ان دونوں کے ساتھ متعدد دینی تحریکوں میں کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ مفتی محمد حسین نعیمی نے 1987ء کے عرصے میں شریعت بل کے لئے قائدانہ کردار ادا کیا اور انہی کی سربراہی میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کا مشترکہ کنونشن منعقد ہوا جس میں "شریعت بل" کی حمایت میں عوامی جدوجہد کے لئے متحدہ شریعت محاذ بنا دیا گیا۔ محاذ کا سربراہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق آف اکوڑہ خٹک کو منتخب کیا گیا ،جبکہ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی کی سرپرستی میں سرکردہ علمائے کرام کی ایک کمیٹی نے شریعت میں ترامیم کا مسودہ تیار کیا جو بعد میں بل میں شامل کرلیا۔ مجھے اس وقت متحدہ شریعت محاذ کے سیکرٹری اطلاعات کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا اور حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی کے ساتھ متعدد یادگار ملاقاتیں ہوئیں۔ ان کے بعد ان کے جانشین مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے ساتھ بھی یہ تعلق مسلسل برقرار رہا اور جب بھی کسی مشترکہ دینی یا قومی مقصد کے لئے باہم مل بیٹھنے کی ضرورت محسوس ہوئی، ہم نہ صرف مل بیٹھے، بلکہ مسئلہ کا حل نکالنے کے لئے مشترکہ کاوشوں کا بھی اہتمام ہوا۔

کچھ عرصے سے ہم ایک فورم پر اکٹھے کام کر رہے تھے جو "مجلس شرعی" کے نام سے اس مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے کہ دینی و قومی مسائل میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علمائے کرام کے مشترکہ مؤقف کے تعین اور اظہار کے لئے کوئی اجتماعی صورت اختیار کی جائے۔ اس فورم کی تشکیل میں ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی ،مولانا حافظ عبدالرحمن مدنی ،ڈاکٹر محمد امین اور دیگر حضرات کے ساتھ میں بھی شریک تھا اور وقتاً فوقتاً اس کا اجلاس ہوتا رہتا تھا۔ جس روز ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب کی شہادت کا المناک واقعہ رونما ہوا اس روز بھی شام کو لاہور میں "ملی مجلس شرعی" کا اجلاس تھا۔ جس کا دعوت نامہ مجھے ایک روز قبل موصول ہوا تھا۔ مگر جمعہ کا روز ہونے کی وجہ سے میں اس میں شریک ہونے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ جمعۃ المبارک کی نماز پڑھنے کے بعد مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر نعیمی

صاحب کو فون کر کے اطلاع کر دوں کہ میں آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکوں گا، مگر ابھی میں اس سوچ میں تھا کہ یہ روح فرسا خبر فون کے ذریعے مل گئی کہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی اپنے رفقاء سمیت ایک خود کش حملے میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس سے قبل 30 مئی کو جامعہ نعیمیہ لاہور میں ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کی صدارت میں ''ملی مجلس شرعی'' کا اجلاس ہوا تھا جس کی کاروائی کا متن اس کالم کے ذریعے ریکارڈ کا حصہ بنانا چاہتا ہوں۔ ''ملی مجلس شرعی'' کے اس جلاس کی صدارت مجلس کے کنوینر جناب مولانا ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی نے کی، اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد ایجنڈے پر بحث شروع ہوئی۔ مجلس کی رکنیت میں توسیع کے بعد یہ پہلا اجلاس تھا اور اجلاس میں بہت سے اداروں اور جماعتوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اکثر شرکاء نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے پاکستان میں بڑھتے ہوئے امریکی اثر و رسوخ اور حکمرانوں کے مدافعت پر مبنی رویے پر تنقید کی۔ اکثر شرکاء کی یہ رائے بھی تھی کہ سوات کا فوجی آپریشن جلد یا بدیر ختم ہو جائے گا اور وہاں نفاذ شریعت کا مسئلہ دوبارہ اٹھ کھڑا ہو گا۔ تفصیلی بحث اور مناقشے کے بعد مجلس کے شرکاء نے مندرجہ ذیل دو نکات پر مبنی ایک پر امن تحریک چلانے کا فیصلہ کیا

1 امریکی غلامی سے نجات اور پاکستان سے امریکہ مداخلت کا خاتمہ۔

2 پاکستان بالخصوص اس کے شمالی قبائلی علاقوں میں اسلامی اصولوں پر عمل اور شریعت کا نفاذ اس تعبیر کے مطابق جس پر پاکستان کے سارے مکاتب فکر کا اتفاق ہو۔

مجلس نے اس کے لئے مندرجہ ذیل سات ارکان پر مشتمل ایک سٹیئرنگ کمیٹی بنائی جو مجوزہ تحریک کے لئے پلاننگ کرے گی۔ اس کے لئے ساری دینی قوتوں کو مجتمع اور متحرک کرے گی اور اسے کامیاب بنانے کے لئے جدوجہد کرے گی۔ تنظیم اسلامی کے امیر جناب حافظ عاکف سعید صاحب کو اس کمیٹی کا کنوینر مقرر کیا گیا اور یہ طے پایا کہ اس کمیٹی کی حیثیت مجوزہ تحریک کی مجلس عاملہ کی سی ہو گی۔ کمیٹی کے ارکان درج ذیل ہوں گے۔

1، مولانا ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی۔ 2، حافظ عاکف سعید۔ 3، جناب امیر العظیم۔ 4، شیخ قاری محمد یعقوب۔ 5، مولانا سیف الدین سیف۔ 6، پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی۔ 7، مولانا مجیب الرحمن انقلابی۔

اجلاس کی یہ کاروئی ملی مجلس شرعی کے رابطہ سیکرٹری پروفیسر ڈاکٹر محمد امین کی طرف سے جاری ہوئی اور مجھے اس سٹیرنگ کمیٹی کے اجلاس کے دعوت نامے کے ساتھ موصول ہوئی جو ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب کی شہادت کے روز شام کو لاہور میں منعقد ہونے والا تھا اور وہ اس المناک سانحہ کے باعث

منعقد نہ ہو سکا۔

اس بات کو ریکارڈ میں لا کر احباب کی توجہ اس نکتے کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید کی شہادت کے ذمہ دار عناصر اور اسباب وعوامل کا تعین اور اس سانحہ کی تفتیش کرتے ہوئے اس پہلو کو یکسر نظر انداز نہ کر دیا جائے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ملک کے تمام مکاتب فکر کو ایک دینی تحریک کے لئے متحد اور متحرک کرنے کے لئے نئی کوششوں کا آغاز کر چکے تھے، جس کا ہدف امریکی تسلط سے وطن عزیز کی آزادی اور ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ تھا، جبکہ یہ دونوں مقاصد اور ان کے لئے پُرامن عوامی تحریک ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بہت سی مؤثر قوتوں کے لئے کسی صورت میں بھی قابل قبول نہیں تھی۔

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید اہل سنت کے بریلوی مکتب فکر کے صف اول کے رہنما تھے اور مسلکی معاملات میں بھی ہمیشہ دوٹوک اور بے لچک مؤقف اختیار کرتے تھے۔ جس پر بعض دوستوں کو شکایت بھی ہوتی تھی۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے مشترکہ ملی ودینی مقاصد کے تعاون سے کبھی گریز نہ کیا اور نہ صرف وہ بلکہ جامعہ نعیمیہ جیسا عظیم ادارہ بھی ملی وقومی امور کے حوالے سے مشترکہ پروگراموں کے لیے ہمیشہ میسر رہا ہے۔

میں تعزیت کے لئے جامعہ نعیمیہ میں حاضر ہوا اور ڈاکٹر صاحب کے فرزند وجانشین ڈاکٹر راغب حسین نعیمی اور دیگر حضرات سے تعزیت ودعا کے علاوہ ایک پروگرام میں بھی شریک ہوا جو ایک ٹی وی چینل کی طرف سے اس موقع پر منعقد ہوا۔ میں نے اس میں عرض کیا کہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی بلاشبہ دہشت گردی کا شکار ہوئے ہیں اور ان کی شہادت ہم سب کا مشترکہ المیہ وصدمہ ہے۔ اس موقع پر ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ہمارے ہاں دہشت گردی کا کھیل ایک عرصے سے جاری ہے۔ یہ دہشت گردی زبان کے مسئلے پر بھی ہوئی ہے۔ قومیت کے مسئلے پر بھی ہوئی ہے۔ شیعہ سنی تنازع میں بھی ہوئی ہے۔ قومیت کے مسئلے پر بھی ہوئی ہے۔ شیعہ سنی تنازع میں بھی اس دہشت گردی کی تاریخ بہت تلخ ہے اور اب یہ نفاذ شریعت کے نام پر ہو رہی ہے۔ ہمیں دراصل وہ ہاتھ تلاش کرنا اور اسے بے نقاب کرنا چاہئے جو ہمیں مختلف ناموں سے آپس میں لڑاتا رہتا ہے اور خود ہمارے ہاتھوں ہماری گردنیں کٹوا کر اپنے مقاصد حاصل کرتا ہے۔ جب تک ہم اس خفیہ ہاتھ کو بے نقاب نہیں کرتے دہشت گردی کا یہ گھناؤنا کھیل کسی نہ کسی بہانے جاری رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہماری قومی ضرورت ہے کہ سرکاری سطح پر یا عدالت عظمیٰ کی طرف سے یا کسی ذمہ دار پرائیویٹ فورم کی طرف سے ایک انکوائری کمیشن قائم ہو جو دہشت گردی کے اسباب وعوامل کا حقیقت پسندی کے ساتھ جائزہ لے کر اس کے ذمہ دار عناصر کو بے نقاب کرے۔

روزنامہ پاکستان لاہور، 20 جون 2009ء

ناصر بشیر

شہید ڈاکٹر صاحب!

یہ منظر جنوری 2004ء کا ہے۔ الحمراہال میں مولانا شاہ احمد نورانی کی یاد میں ایک تقریب منعقد ہو رہی تھی۔ میں ہال میں داخل ہوا۔ تمام نشستوں پر لوگ بیٹھے تھے۔ جنہیں نشستیں نہیں مل سکیں وہ دیواروں سے لگے کھڑے تھے۔

جیسے تصویر لگا دے کوئی دیوار کے ساتھ

بہت سے لوگ کرسیوں کے درمیان بچ رہنے والی خالی جگہ پر بیٹھے تھے۔ میں نے سٹیج پر نظر ڈالی تو وہاں مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کی ایک کہکشاں سجی ہوئی تھی۔ متحدہ مجلس عمل میں شامل تمام جماعتوں کی بھرپور نمائندگی تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے فرزند انس نورانی بھی موجود تھے۔ وہ اپنے والد محترم کی ہو بہو تصویر بنے بیٹھے تھے۔ مولانا فضل الرحمن اور قاضی حسین احمد بھی اپنی نشستوں پر بڑی شان اور تمکنت سے براجمان تھے۔ ان دونوں اصحاب کی بھاری بھرکم اور بارعب شخصیت نے تقریب کے شرکا کو اپنی جانب متوجہ کر رکھا تھا۔ ان دونوں اصحاب کو پہلی بار دیکھتے ہی جو خیال دل میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مولویوں کی ایلیٹ کلاس کے آدمی ہیں۔

ایلیٹ کلاس کے ان مولویوں کے ساتھ ایک دبلے پتلے مولوی صاحب بیٹھے تھے۔ ان کا لباس بھی عام سا تھا۔ داڑھی خضاب سے پاک تھی۔ سر پر جناح کیپ تھی، جسمانی قامت میں وہ سٹیج پر بیٹھے تمام اصحاب سے کافی کم تر دکھائی دے رہے تھے۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ کون صاحب ہیں میں نے انہیں اس لئے غور سے دیکھا کہ یہ مولانا فضل الرحمن اور قاضی حسین احمد کے برابر بہت اعتماد سے بیٹھے تھے۔ ان کے چہرے پر ذرا سا بھی احساس کمتری دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

سٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا کہ اب جامعہ نعیمیہ کے سربراہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب خطاب فرمائیں گے۔ وہی دبلے پتلے مولوی صاحب بہت اعتماد سے چلتے ہوئے مائیک تک پہنچے۔ اللہ کا نام لینے کے بعد انہوں نے بولنا شروع کیا تو سارا ہال دم بخود رہ گیا۔ وہ متحدہ مجلس عمل کی قیادت پر برس رہے تھے۔ وہ اس بات پر خفا تھے کہ ایم ایم اے کی قیادت نے مولانا شاہ احمد نورانی کے دنیا سے رخصت

ہوتے ہی پرویز مشرف سے معاہدہ کرلیا اور اس طرح آمریت کو مزید مضبوط کر دیا۔ ان کا لہجہ اتنا زور دار تھا کہ سٹیج پر بیٹھے مولانا فضل الرحمن اور قاضی حسین احمد بار بار پہلو بدل رہے تھے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی سچی اور کھری باتیں سن کو لوگوں کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ ان کے دلوں کی بات ایک بہادر شخص نے بر سر عام کہہ دی تھی۔ مجھے اقبال کا یہ شعر یاد آ رہا تھا۔

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی

بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

یہ تھا ڈاکٹر سرفراز نعیمی سے میرا پہلا تعارف۔ ان کی شخصیت میں سب سے پسندیدہ اور مضبوط خوبی یہ تھی کہ دل کی بات ہونٹوں تک لانے میں دیر نہیں لگاتے تھے۔ مصلحت ان کے قریب سے بھی نہیں گزری تھی۔ وہ حکمرانوں سے ڈرتے تھے نہ اپنے ہم سفروں سے۔ مولانا فضل الرحمن نے اپنی تقریر میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی بات کا جواب دینے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ بات نہ بن سکی۔

یہ بات میں ابھی تک دل میں چھپائے ہوئے تھا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی مجھے کیوں اچھے لگے؟ اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے کبھی اپنے نام کے ساتھ مولانا نہیں لکھا۔ ایک زمانے تک مولانا کسی پڑھے لکھے آدمی کو کہا جاتا تھا اس کلیے کی زد سے ایسا کوئی شخص بھی مولانا ہو سکتا تھا۔ جس کی داڑھی نہیں ہوتی تھی۔ مثال کے لئے مولانا غلام رسول مہر اور مولانا صلاح الدین احمد کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ عجیب زمانہ آ گیا ہے کہ ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی ہے۔ کم لوگ ہیں جو صحیح معنوں میں مولانا کہلوانے کے مستحق ہیں۔

فروری 2006ء میں جب ڈنمارک کے ایک کارٹونسٹ نے حضور پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو اہل لاہور نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی قیادت میں حب نبی کا اظہار کیا اور ثابت کیا کہ وقت پڑنے وہ شمع رسالت پر دل و جان بھی قربان کر سکتے ہیں۔ ان کے اس عمل نے بھی ثابت کر دیا تھا کہ وہ مصلحت کوش مولوی نہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے جان کی قربانی دے کر ثابت کر دیا ہے کہ دشمن ان کی سچائی سے خوف زدہ تھے۔ وہ امریکہ کی مخالفت دوٹوک انداز میں کرتے تھے۔ طالبان کے خلاف بھی وہ کھل کر اور بروقت بولے اور اس وقت بولے جب لوگ ابھی ہوا کے رُخ کا تعین کر رہے تھے۔ انہوں نے خودکش حملوں کے خلاف متفقہ فتویٰ جاری کیا۔ انہوں نے تمام مسالک کے بڑوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ ان میں سے کون سی بات ہے جو پاکستان کے دشمنوں کو اچھی لگتی ہو؟

ہمارے دشمن یہ بات تو قطعاً گوارا نہیں کر سکتے کہ ہم سب متحد ہوں، متفق ہوں یکجا ہوں لیکن

ڈاکٹر صاحب کی منزل ہی یہی تھی۔

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے کبھی اپنا مول نہیں لگوایا۔ وہ ہمیشہ بن مول بکے۔ وہ محبت وخلوص اور صداقت کے آدمی تھے۔ یہ ایسے سکے ہیں جو آج اپنی قدر کھو چکے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کی جھولی انہی سکوں سے بھری ہوئی تھی۔ یہ بات تو تمام پاکستانیوں کے لئے حیران کن ہوگی کہ مسلم لیگ (ن) کے رہنما میاں نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف ڈاکٹر صاحب سے قلبی اور روحانی تعلق رکھتے تھے۔ اس کے باوجود ڈاکٹر صاحب نے کبھی ان سے کوئی دنیاوی عہدہ یا مالی فائدہ نہیں لیا۔ میں کئی مولانا صاحبان کی مثالیں دے سکتا ہوں، جنہوں نے سیاسی رہنماؤں سے تعلق کو مالی ترقی کے لئے سیڑھی بنایا۔ ڈاکٹر صاحب خودکش دھماکے میں شہید ہوئے تو لوگوں کو پتا چلا کہ ان کی ماہانہ تنخواہ صرف 6 ہزار روپے تھی۔ اور وہ موٹر سائیکل پر پورا لاہور گھوما کرتے تھے۔

آخر میں بس اتنا عرض کروں گا کہ انہیں شہید کرنے والوں نے ایک بہت اچھا انسان تو ہم سے چھین لیا، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ہزاروں، لاکھوں لوگوں کا سچائی، سادگی، قناعت اور انسانیت پر ایمان مزید پختہ ہوا ہے کہ یہ وہ خوبیاں ہیں جو مرنے کے بعد بھی انسان کو معزز بنائے رکھتی ہیں۔

روزنامہ پاکستان لاہور، 22 جون 2009ء

عقیدہ۔ تمام مخلوق اولین و آخرین حضور کی نیاز مند ہے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ ۔ قیامت کے دن مرتبہ شفاعت کبریٰ حضور کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور فتح باب شفاعت نہ فرمائیں گے کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں حضور کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور شفیع ہیں اور یہ شفاعت کبریٰ مومن، کافر مطیع، عاصی سب کے لئے ہے کہ وہ انتظار حساب جو سخت جانگزا ہوگا جس کے لئے لوگ تمنائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیئے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے۔ اس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور کی بدولت ملے گا جس پر اولین و آخرین، موافقین ومخالفین، مومنین، وکافرین، سب حضور کی حمد کریں گے۔ اسی کا نام مقام محمود ہے۔ اور شفاعت کے اور اقسام بھی ہیں۔ مثلاً بہتوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے جن کا حساب ہو چکا ہے اور مستحق جہنم ہو چکے ان کو جہنم سے بچائیں گے۔ اور بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے اور بعضوں سے تخفیف عذاب فرمائیں گے۔ (بہار شریعت)

علامہ چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے مشن کو جاری رکھنے کا عزم

پاکستان کے عظیم عالمِ دین، اسلامی مفکر اور جامعہ نعیمیہ کے سربراہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کی شہادت کے بعد علمائے اہلسنت والجماعت اگرچہ غم والم میں ڈوبے ہوئے ہیں مگر انہوں نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے ایک تازہ عزم اور گرانقدر بلند حوصلے کا اظہار کیا ہے اس کا ثبوت اس اجتماع میں اظہر من الشمس تھا جو شہید ڈاکٹر نعیمی کی روح کو ایصال ثواب اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے بارگاہِ رب العزت میں دعا گو ہونے کی خاطر رسم قل کے موقع پر جامعہ نعیمیہ میں ہوا۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کے گہرے دوست اور پاکستان کے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف بھی موجود تھے ان کا چہرہ اداس اور مغموم تھا۔ انہوں نے ڈاکٹر نعیمی کے مرقد پر جا کر فاتحہ خوانی کی۔ انہوں نے ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کو دلی خراج ستائش پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا وہ اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کرتے تھے لہٰذا پاکستان کے استحکام و تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کر لیا۔ واقعتاً ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی رسم قل پر ہونے والے اجتماع نے ایک ایسی تقریب کی صورت اختیار کر لی جس میں متعدد جید علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اس عظیم مشن کو جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا جس کو جاری رکھتے ہوئے جامعہ نعیمیہ کے سربراہ نے اپنی زندگی قربان کی۔ آج مفتی منیب الرحمان، صاحبزادہ فضل کریم، وفاقی وزیر مذہبی امور صاحبزادہ حامد سعید کاظمی، وفاقی وزیر عشر وزکوٰۃ پیر نور الحق قادری، سابق وفاقی وزیر حاجی حنیف طیب، خواجہ قطب الدین فریدی، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، خطیب داتا دربار مولانا سلیم اللہ اویسی، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، محمد ضیاء الحق نقشبندی، مولانا عبد المصطفیٰ ہزاروی، قاری خان محمد قادری، قومی اسمبلی کے رکن سردار ایاز صادق اور دیگر متعدد علمائے کرام موجود تھے جن کے جلو میں ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کے اکلوتے فرزند مولانا راغب حسین نعیمی کی دستار بندی کی گئی۔ اس وقت ماحول پر اداسی اور غم کی پرچھائیاں نمایاں تھیں، جو لوگ ڈاکٹر نعیمی کی رسم قل میں شرکت کے لئے آ رہے تھے۔ وہ ڈاکٹر نعیمی کے مرقد پر بھی حاضری دے رہے تھے، پھول نچھاور کر رہے تھے اور فاتحہ خوانی کی سعادت حاصل کر رہے

تھے۔ڈاکٹر نعیمی کے مرقد پر آنے جانے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ ملت پاکستان اس درویش صفت عالم دین ڈاکٹر نعیمی کی جدائی کا کتنا غم کر رہی ہے۔اس موقع پر علمائے کرام کا اجتماع اور ان کے عزم بالجزم کا اظہار اس حقیقت کا آئینہ دار تھا کہ اہلسنت والجماعت کے علمائے کرام و مشائخ عظام کا حوصلہ نہایت بلند ہے اور وہ پاکستان کے دشمن کو نابود کر دینے کا عزم اپنے سینے میں موجزن رکھتے ہیں، پاکستان کے علماء و مشائخ کو ڈاکٹر نعیمی کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کا الم تو شدید ہے مگر ان کے حوصلے پوری طرح بلند ہیں اور ان پر خوف و دہشت کی پرچھائیں تک نہیں ہے۔آج اپنی دستار بندی کے موقع پر ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کے صاحبزادے راغب حسین نعیمی نے بھی مکمل جرأت و شجاعت سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور دشمنوں پر واضح کر دیا کہ ان کا تعاقب جاری رکھا جائے گا' انہوں نے کوئی سرکاری امداد قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جامعہ نعیمیہ نے نہ کبھی پہلے کوئی سرکاری امداد قبول کی اور نہ ہی آئندہ وہ کوئی سرکاری امداد حاصل کرے گا۔جامعہ نعیمیہ پہلے بھی مخیر حضرات کے تعاون سے چلتا رہا ہے اور آئندہ بھی وہ اپنی اسی روایت کو قائم رکھے گا۔

نوائے وقت، لاہور 17 جون 2009ء

عقیدہ۔حضور اقدس ﷺ کی تعظیم یعنی اعتقاد عظمت جزو ایمان و رکن ایمان ہے۔اور فعل تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدم ہے۔اس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر منزل صہبا پر نبی ﷺ نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام فرمایا۔مولیٰ علی نے نماز عصر نہ پڑھی تھی آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خواب مبارک میں خلل آئے زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔جب چشم اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔حضور نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے نماز ادا کی پھر ڈوب گیا۔اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر علی نے حضور کی نیند پر قربان کر دی کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور ہی کے صدقہ میں ملیں۔دوسری حدیث اس کی تائید میں یہ ہے کہ غار ثور میں پہلے صدیق اکبر گئے۔اپنے کپڑے پھاڑ کر اس کے سوراخ بند کر دیئے۔ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا پھر حضور اقدس ﷺ کو بلایا تشریف لے گئے اور ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت رہتا تھا اس نے اپنا سر صدیق اکبر کے پاؤں پر ملا۔انہوں نے اس خیال سے کہ حضور کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا جب صدیق اکبر کے آنسو چہرۂ انور پر گرے، چشم مبارک کھلی تو عرض حال کیا حضور نے لعاب دہن لگا دیا فوراً آرام آگیا ہر سال وہ زہر عود کرتا بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی۔ (بہار شریعت)

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

اب بریلوی، دیوبندی انتشار اور؟

عالم اسلام اور مسلمانوں کو تقسیم کرنے منتشر رکھنے اور ایک دوسرے سے لڑانے' کمزور کرنے کے لئے امریکہ نے کئی منصوبے بنا رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک فرقہ واریت کو بھڑکائے رکھنا بھی ہے۔ شیعہ سنی فساد' اور اب بریلوی' دیوبندی جھگڑا' شیعہ سنی کے لئے امام خمینی کا انقلاب ایران اس اسلامی معرکہ آرائی کو امریکہ نے شیعہ انقلاب بنانے کی کامیاب کوشش کی۔ پاکستان کے شیعہ مکتبہ فکر کو صدر پاکستان جنرل ضیاالحق کے خلاف کیا گیا اور اس سے امریکہ کی ہدایات پر تنظیم سپاہ صحابہ بنوائی گئی۔ بڑے لوگ مارے گئے پھر خود جنرل ضیاء بھی مارا گیا۔ امریکہ کے ارادے دیکھیں۔ اب طالبان کا خوف امریکہ کے اعصاب پر سوار ہے۔ وہ دیوبندی مسلک کے لوگ ہیں۔ ان کے مسلکی معاملے کو خواہ مخواہ اچھالا گیا۔ شیعہ سنی ہمیشہ پیار و محبت سے اکٹھے رہتے' چلے آئے ہیں ہندوؤں نے قیام پاکستان سے پہلے اس معاملے کو ہوا دینے کی ناپاک کوشش کی۔ طالبان کی کچھ باتوں سے اختلاف کے باوجود ان کی خوبیوں اور طرز حکومت کی سادگی نے متاثر کیا۔ وہ چاہتے تو چار پانچ برس میں ٹیکنالوجی میں بھی کمال حاصل کرتے اور اپنی عسکری طاقت بڑھاتے۔ پاک فوج اور آئی ایس آئی کے ساتھ مل کر ایک سپر پاور کو شکست دی گئی۔ دوسری اور واحد سپر پاور کو بھی شکست کا خطرہ اور خوف ہے۔ اسے بھی یہیں شکست ہو گی۔ امریکہ کی نظر میں مسلمان اگر اپنے نالائق اور بے ہنر حکمرانوں سے نجات پالیں تو سپر پاور بن سکتے ہیں۔ اس موقع پر شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید شاہ فیصل بہت یاد آتے ہیں۔ کرنل ناصر' کرنل قذافی اور صدر صدام نے اپنی آخرت خراب کی' اور مسلمانوں کی دنیا برباد کی۔ چنانچہ بھٹو اور فیصل کو امریکہ نے شہید کرا دیا۔ روس کے بعد چین سے پہلے عالم اسلام کو امریکہ بالکل بے بس کرنا چاہتا ہے۔ چین کو زیادہ مصلحت سے کام نہیں لینا چاہئے ورنہ امریکہ اس سے مصالحت نہیں کرے گا۔ اب طالبان کے مقابلے میں امریکہ شکست کھا رہا ہے۔ وہ اسے پاکستان کی شکست بنانا چاہتا ہے اور اپنے طور پر بنا چکا ہے۔ وہ دہشت گردی کی اپنی جنگ کو پاکستان کی جنگ بنا چکا ہے۔ ہمارے حکمران جو ہمارے حکمران نہیں اسے

اپنی جنگ سمجھتے ہیں۔ 9/11 کے بعد امریکہ میں کوئی دہشت گردی کا واقعہ نہیں ہوا۔ 9/11 سے پہلے ہمارے ہاں دہشت گردی نہیں ہوتی تھی۔ اب ہوتی ہی صرف ہمارے ملک میں ہے۔ ہمارا ملک میدان جنگ بن چکا ہے۔ یہ سب امریکہ کا ڈرامہ ہے۔ اور ہم اس ہولناک ڈرامے کی عبرتناک داستان ہیں۔ اس ڈرامے کے ہیرو ہمارے حکمران ہیں اور انہیں ہدایات امریکہ دیتا ہے۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق ایکٹ کرتے ہیں۔ اس کو ایکٹنگ کہتے ہیں۔ شیعہ سنی جھگڑے میں بریلوی غیر جانبدار رہے وہ شیعہ اور دیوبندی دونوں کو بے ضرر سمجھتے تھے۔ اب بریلویوں کو بھی ملوث کیا گیا۔ اور متنازعہ بنایا گیا ہے۔ دیوبندی بھی سنی ہیں۔ علمائے دیوبند باقاعدہ صوفی تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی مسند ارشاد پر فائز تھے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ان کے خلیفہ مجاز تھے۔ انہوں نے ہی قائداعظم کا جنازہ پڑھایا۔ جنازے میں شیعہ سنی دیوبندی وہابی سب شریک تھے۔ وہابی ذرا سخت ہیں۔ طالبان جب سخت رویہ اختیار کرتے ہیں تو وہابی لگتے ہیں۔ مگر جو لوگ پاک فوج سے لڑ رہے ہیں وہ طالبان نہیں نام نہاد طالبان ہیں۔ وہ امریکی اور بھارتی ایجنٹ ہیں۔ انہیں اسرائیل کی امداد بھی حاصل ہے۔ بھارتی گورکھے بھی ہیں۔ ان سے امریکن اسلحہ پکڑا گیا ہے۔ جو پکڑے گئے ان کی اکثریت کے ختنے بھی نہیں ہوئے تھے۔ نام نہاد طالبان کے خلاف پاکستان کے اندر فرقہ واریت پھیلائی گئی۔ مشائخ کانفرنس بالکل سپاہ صحابہ کے طرز پر منعقد کی گئی۔ یہ امریکہ کے کہنے پر صدر زرداری نے کروائی۔ ویسے بھی اب شیعہ سنی جھگڑے سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ مقبول شاعر محسن نقوی کی شہادت پر سنی بھی دکھی ہوئے۔ میرا تو وہ بہت دوست تھا۔ شیعہ بھی شہید سنی بھی شہید تو پھر مسئلہ کیا ہے۔ شاعر ادیب آفتاب نقوی کو شیعہ سمجھ کر شہید کیا گیا مگر وہ سنی تھا۔ مذہبی امور کے وزیر حامد سعید کاظمی اس حوالے سے استعمال ہوئے۔ وہ بہتر آدمی ہیں۔ لبرل اور کشادہ دل۔ ان کے والد احمد سعید کاظمی ایک جید عالم تھے۔ ان کی وراثت کے علاوہ قومی اسمبلی کی رکنیت حامد سعید کاظمی کو ملی۔ ایک بہت بڑی مسجد اور روحانی وراثت بھی جو حکومت میں ڈھل گئی۔ مخدوم گیلانی کو بھی یہ حکومت ایک طرح سے وراثت میں ملی ہے۔ مخدوم گیلانی اور حامد سعید کاظمی دل والے آدمی ہیں مگر وہ صدر زرداری کے پنجوں میں ہیں۔ بریلوی اور دیوبندی مکتبہ فکر میں معتدل علماء زیادہ ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کے بعد مولانا تقی عثمانی، مولانا عبدالرحمن اشرفی، مولانا شہید سرفراز نعیمی، مفتی منیب الرحمن، جامعہ اشرفیہ اور جامعہ نعیمیہ مقتدر اور غیر متنازعہ اسلامی ادارے ہیں۔ راغب نعیمی نے اپنے شہید والد کی نماز جنازہ خود پڑھا کے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔ شہید مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی سارے

مکاتب فکر کے علماء کی کانفرنس بلانا چاہتے تھے جس میں شیعہ سنی بریلوی دیو بندی شریک ہوتے۔ اتحاد امت اور پاکستان کی سالمیت کی بات ہوتی۔ مگر اس بات سے پہلے ہی انہیں شہید کر دیا گیا تو انہیں کس نے شہید کیا؟ شہید نعیمی امریکی غلامی کے بھی خلاف تھے تو یہ امریکی غلاموں کی درندگی ہے۔ یہاں تو نجانے کس کس پر امریکی غلامی کا شک ہے اور یہ شک یقین سے بڑھ کر ہے۔ جہاں شک یقین سے بڑھ جائے تو وہاں ایمان اور ارمان ڈگمگا جاتے ہیں۔ نام نہاد طالبان امریکی ایجنٹ ہیں۔ پاکستانی حکمران اور آمریت پسند سیاستدان بھی امریکی ایجنٹ ہیں آپس میں لڑ رہے ہیں اور دونوں امریکہ کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف ہیں مگر سب امریکہ کے حق میں ہیں۔ بھارت بھی امریکہ والا کردار ادا کر رہا ہے۔ وہ پاکستان اور مسلمانوں کا ازلی ابدی دشمن ہے۔ اب امریکہ کی اشیر باد اور امداد بھی اسے حاصل ہوگئی۔ دونوں پاکستان سے خوفزدہ ہیں اور ہمارے حکمران ان دونوں سے خوفزدہ ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے کہ سوات امن معاہدہ بھی ڈرامہ تھا۔ امریکی اور پاکستانی حکمرانوں کی منصوبہ بندی تھی۔ اے این پی کی سرحد حکومت اس ڈرامے میں اصل کردار ہے۔ پارلیمنٹ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ وزیر اعظم مخدوم گیلانی کو اندر کی بات پتہ ہے مگر وہ باہر سے مجبور ہے۔ پھر ملٹری ایکشن میں جلد بازی اور امریکہ سے صدر زرداری کے حکم پر پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر ہوا ہے۔ یہ حکم امریکہ سے آیا ہے۔ یہ بات بڑی معنی خیز اور شرانگیز ہے۔ ہماری پاک فوج اور آئی ایس آئی نے وہاں بڑی کامیابیاں حاصل کیں مگر 30 لاکھ سے زیادہ پاکستانی بے گھر ہوئے۔ اپنے وطن میں بے وطن لوگ مہاجر بھی نہیں بن پائے۔ صرف مسافر ہوئے ہیں۔

ایک مستقل انتشار ملک میں ہے۔ یہ کیسا ایجنڈا ہے۔ صدر زرداری اپنے منصب کا خیال کریں ورنہ قوم اور تاریخ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ نعیمی صاحب کی شہادت اس کے خلاف سب سے بڑی گواہی بن جائے گی۔ وہ ایک بار سوچیں تو سہی کہ وہ صدر پاکستان ہیں۔

نوائے وقت، لاہور 16 جون 2009ء

عقیدہ۔ حضور کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو بہ نظر حقارت دیکھے کافر ہے۔

(بہار شریعت)

ڈاکٹر محمد حسین پراچہ

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

علماء اکیڈمی کے ناظم تقریبات قاری سعید کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری تھی۔ جذبات میں رُندھی ہوئی آواز میں انہوں نے کہا کہ قاتل کو بھیجنے والے کتنے سفاک تھے کہ انہوں نے ایک ایسے عالم کی زندگی کا چراغ گل کیا کہ جس کے چراغ سے اتحاد امت کی کرنیں پھوٹ کر پاکستان کے کونے کونے اور وطن عزیز کی ہر مسجد اور ہر مدرسے کو منور کر رہی تھیں۔ قاری سعید نے کہا کہ علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی تصویر تھے۔ قاری صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی ایک انتہائی معتدل عالم دین تھے۔ آبائی طور پر ان کا تعلق بریلوی مکتب فکر سے تھا مگر انہوں نے کبھی کسی مخصوص مکتب یا کسی مخصوص فکر کی بات نہیں کی تھی۔ وہ ہر دینی مکتب فکر کی دعوت پر ان کی تقریبات میں شامل ہوتے تھے۔ وہ دیوبندی، اہلحدیث اور شیعہ علمائے کرام کی مجالس میں شامل ہوتے اور وہاں اسلام کو عالمی طور پر درپیش چیلنجز کی بات کرتے اور علماء کو اتحاد امت کی دعوت دیتے تھے۔ قاری صاحب نے بتایا کہ میں جب بھی علماء اکیڈمی ملتان روڈ لاہور میں خطاب کی دعوت دینے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی خدمت میں ان کے مدرسے جامعہ نعیمیہ میں حاضر ہوتا تو وہ بخوشی اس دعوت کو قبول کر لیتے اور جب میں عرض کرتا کہ ہم تاریخ مقررہ کو گاڑی بھیج دیں گے تو علامہ صاحب فرماتے، کیوں؟ کیا میرے پاس اپنی سواری نہیں۔ آج کے اس دور میں جب علمائے کرام کی سواری بادِ بہاریہ چلتی ہے تو ان کے جلو میں کئی گاڑیاں آگے اور کئی گاڑیاں پیچھے ہوتی ہیں۔ بندوق بردار دستے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بعض علمائے کرام کے کلاشنکوف دستے مقوقہ الجیش کے طور پر مقام تقریب یا جس شخصیت کے ساتھ ملاقات کیلئے وہ جا رہے ہوتے ہیں، ان کے گھر پہنچ کر پہلے سکیورٹی چیک کرتے ہیں پھر پوزیشنیں سنبھال لیتے ہیں۔ ان علمائے کرام کا یہ کروفر کسی صدر مملکت یا وزیر اعظم سے کم نہیں ہوتا۔ ان حالات میں جناب ڈاکٹر سرفراز نعیمی، برسوں پرانی اپنی موٹر سائیکل پر سوار ہوتے اور تن تنہا مقام تقریب پر جا پہنچتے اور منتظمین

کو حیران و پریشان کر دیتے۔ علامہ سرفراز نعیمی کی سواری یہی پرانی موٹر سائیکل تھی۔ وفات کے وقت ان کی عمر 64 سال تھی اور آخری لمحے تک ان کی اپنی موٹر سائیکل کے ساتھ رفاقت قائم رہی۔ مجھے بتائیے کہ کیا آج پاکستان میں کوئی ایک عالم دین علامہ سرفراز نعیمی کے علاوہ اس سادگی اور کفایت شعاری پر عمل پیرا ہے؟

جامعہ نعیمیہ کے بانی ناظم اعلیٰ مفتی محمد حسین نعیمی علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے والد تھے۔ مفتی محمد حسین نعیمی پاکستان کے مفتیٔ اعظم بھی رہے مگر وہ سادگی اور دلداری کا پیکر تھے۔ وہ سفید رنگ کا سادہ پاجامہ زیب تن کرتے' ان کے پاس ایک سفید رنگ کی شیروانی تھی جسے وہ سردیوں میں زیب تن کر لیتے تھے۔ علامہ سرفراز نعیمی اپنے والد کی دلنشیں شخصیت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ مفتی محمد حسین نعیمی بھی اتحاد امت کے داعی تھے۔ وہ کبھی اختلافی بات نہ کرتے اور ہر دینی مکتب فکر کی دلداری اور دلجوئی کرتے اور ہمیشہ دین کی ان باتوں کا ذکر کرتے جن پر تمام مکاتب فکر متفق اور متحد ہوتے۔ والدِ گرامی مولانا گلزار احمد مظاہری نے جب جمعیت اتحاد العلماء قائم کی تو مفتی صاحب نے اس آئیڈیئے کو بہت پسند کیا اور والد صاحب کو نصیحت کی کہ کبھی کسی مکتب فکر پر تنقید نہ کیجئے' اختلافی باتوں کو ہوا نہ دیجئے اور آغاز سفر میں دین کی ان تعلیمات کو نمایاں کیجئے جن کے بارے میں تمام مکاتب فکر یکسو اور یک جہت ہیں۔ مفتی محمد حسین نعیمی تحریک پاکستان سے لیکر تحریک نظام مصطفی تک ہر تحریک کے ہراول دستے میں شامل رہے اور علماء کے اتحاد کی قیادت کرتے رہے۔ علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی اتحاد امت' عشق رسول ﷺ اور حب وطن کے حوالے سے اپنے والد کے نقش قدم پر گامزن رہے۔ علامہ صاحب دشمنان دین کیلئے تیغ براں اور خادمان دین کیلئے بریشم کی طرح نرم تھے۔ علامہ نعیمی نے بچپن سے لاہور میں بیک وقت دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی ابتدائی تعلیم داگراں مسجد برانڈرتھ روڈ سے جبکہ میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول گڑھی شاہو سے کیا۔ درس نظامی کی تعلیم انہوں نے اپنے والد مفتی اعظم مفتی محمد حسین نعیمی اور صوفی اعجاز سے حاصل کی۔ 1972ء میں انہوں نے لاہور بورڈ سے فاضل عربی میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ بعد ازاں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات اور لاء کالج سے ایل ایل بی کیا۔ پھر جامعہ الازہر مصر سے علمائے کرام کیلئے ترتیب دیا گیا کورس شہادۃ الفراغ نمایاں کامیابی کے ساتھ مکمل کیا۔ 1992ء میں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے عربی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری

حاصل کی۔ وہ 1998ء سے لیکر 2000ء تک اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی رہے۔

علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی جہاں سادگی و درویشی کی تصویر تھے' وہاں وہ جابر حکمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق کہتے تھے۔ اس جرم کی پاداش میں انہیں ایک نہیں' کئی بار پسِ دیوارِ زنداں جانا پڑا۔ جیل کی مشقت کو انہوں نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا۔ جب 22 اپریل 2000ء کو جنرل (ر) پرویز مشرف نے اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے کہ ہم قانون رسالت ﷺ 295 (سی) کے طریقہ تفتیش میں تبدیلی کر رہے ہیں اور آئندہ ڈی سی او کی اجازت کے بغیر ایسے کیس کی ایف آئی آر درج نہیں ہوگی تو علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے اس آمرانہ ترمیم کی کھل کر مخالفت کی۔ وہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے تمام دینی جماعتوں کی ایک میٹنگ بلائی اور متفقہ طور پر ''تحفظ ناموس رسالت محاذ'' قائم کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے پرویز مشرف کے آمرانہ حکم کیخلاف ڈٹ کر تحریک چلائی۔ نہ صرف انہیں بلکہ ان کے اہل خانہ کو بھی گرفتار کیا گیا۔ اہل خانہ کو زدوکوب بھی کیا گیا مگر اس سچے عاشق رسول ﷺ کے پائے استقلال میں کوئی اضمحلال نہ آیا اور بالآخر آمر وقت جنرل (ر) پرویز مشرف کو اپنے حکم سے رجوع کرنا پڑا اور اس نے واضح طور پر اعلان کیا کہ 295 (سی) میں کوئی ترمیم نہیں کی جائیگی۔ اسی طرح علامہ صاحب نے مغربی ممالک میں شان رسالت ﷺ کے بارے میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت پر سخت احتجاج کیا اور ملک گیر تحریک چلائی۔ اس بار بھی انہیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ ان صعوبتوں کو وہ اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے۔ اس فقیر کو علامہ نعیمی کے والد گرامی کی خدمت میں حاضری دینے اور ان کی شفقت سے سرفراز ہونے کا موقع ملا۔ کئی بار ان کی دینی باتیں بڑے دلنشیں انداز میں سننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ علامہ نعیمی سے بالمشافہ ملاقات کا زیادہ موقع نہ مل سکا۔ وہ لاہور میں مسند دعوت و ارشاد سنبھالے ہوئے تھے اور خاکسار پہلے سعودی عرب مقیم رہا اور اب اسلام آباد میں سکونت پذیر ہے مگر میں دل کی اتھاہ گہرائی سے یہ شہادت ضرور دونگا کہ علامہ صاحب اتحاد امت کے داعی تھے۔ وہ سچی بات دوٹوک انداز میں کہتے تھے۔ کوئی دھونس یا لالچ ان کو اپنی راہ سے نہیں ہٹا سکتا تھا۔

پاکستان کو گزشتہ آٹھ نو برس سے جنرل (ر) پرویز مشرف نے جس دلدل میں پھنسا دیا ہے اس پر وہ رنجیدہ خاطر تھے۔ وہ بہت ملول اور بہت مضطرب تھے۔ وہ علمائے کرام کی بلائی گئی کانفرنسوں اور میٹنگوں میں شامل ہوتے اور سوئے ہوئے علمائے کرام کو جگاتے۔ وہ امریکہ پر کھلم کھلا تنقید کرتے

رہے اور انہوں نے ایک بار نہیں بار بار کہا کہ امریکہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ کر ہمارے خطے سے رخصت ہو جائے۔ وہ طالبانوں کے معتدل گروپ کو بھی پکارتے رہے اور انہیں اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ وہ چاہتے تو کوئی دوسرے علماء کی طرح مصلحت کی چادر اوڑھ کر سو جاتے اور خوابِ غفلت کے مزے لیتے۔ اس وقت علماء کی بہت بڑی تعداد...... ع

آرام خوب چیز ہے منہ ڈھک کے سویئے

کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے شہادت کی موت کو آرام کی نیند پر ترجیح دی۔ علامہ صاحب ساری عمر اس شعر پر کاربند رہے اور اسی اصول پر انہوں نے اپنی جان دی۔

نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

نوائے وقت، لاہور 15 جون 2009

عقیدہ۔ حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب معلق ہیں۔ تمام جہان حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام جہان ان کو محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے، ملکوت السمٰوٰت والارض حضور کے زیر فرمان جنت ونار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئی ہیں، رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے احکام تشریعیہ حضور کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔

عقیدہ۔ سب سے پہلے مرتبہ نبوت حضور کو ملا، روز میثاق تمام انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم ان کو دیا گیا۔ حضور نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء حضور کے امتی سب نے اپنے اپنے عہد کریم میں حضور کی نیابت میں کام کیا۔ اللہ عزوجل نے حضور کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا بایں معنی ہر گز حضور تشریف فرما ہیں۔ (بہار شریعت)

خالد احمد

مسلمان۔۔۔ مصیبت میں نہیں گھبراتا

مولانا محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے ہماری یاد اللہ ایک انتہائی محدود دائرے کے محیط کے ساتھ ساتھ رہی! ہم کبھی اس محیط کی لکیر نہیں پھاندے اور ان کے اتنے نزدیک نہیں گئے کہ ہم انہیں ''جاننے'' کا دعویٰ کر سکیں، مگر ان سے اتنی دوری پر رہ کر بھی ان کے کردار اور گفتار کے اسیر رہے! وجہ صرف ان کی سادگی اور دل بستگی تھی! الفاظ کی سادگی سے زیادہ اہم لہجے کی دل بستگی ہوتی ہے سیدھی اور سچی بات اپنا اثر رکھتی ہے مگر اس کے لئے ''صاحبِ گفتار'' کا صاحبِ کردار ہونا لازم ہوتا ہے! اور کردار ''صدق اور صفا'' کا آئینہ ہوتا ہے!

مولانا محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مفتی کے درجے پر فائز تھے مگر وہ یہ فتوے ''پجارو'' سے اتر کر صادر نہیں فرماتے! انہوں نے علماء کی زندگی اپنائی اور بسر کر دکھائی! ان کا طریق ''مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے'' کا مظہر تھا' انہوں نے خودی نہیں بیچی اور غریبی میں نام پیدا فرمایا' لہٰذا انہیں کسی عام سے غریب آدمی کی طرح موت کے گھاٹ اتار دیا گیا! یہ رتبہ بلند ملا' جس کو مل گیا! اور وہ ''شہدا'' میں سے ایک قرار پا گئے!

پاکستان' بھارتی خفیہ اداروں اور ان کے تنخواہ داروں کی تھوپی گئی جنگ کا میدان بن چکا ہے! مفتی سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ جنگ اختتام سے ہمکنار ہوگئی! اب یہ جنگ اور اس کی دہشت کا نظارہ ان کے پسماندگان کی قسمت قرار پا گیا ہے! اب ہم اسے دیکھیں گے اور اس کے خاتمے کے لئے دعائیں کریں گے!

لوگوں سے ملتے ہوئے مسکرانا' اندھوں کو راستہ دکھانا' راہ سے پتھر ہٹانا' اپنی چھوٹی سی نیکی پر سرشاری کے احساس کی بیداری اچھی لگنا اور اپنی چھوٹی سے چھوٹی غلطی بہت بری اور بڑی لگنا' مومن ہونے کی دلیل ہوا کرتی تھی۔ مولانا انہی خصائص کا مجموعہ تھے! اور یہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں جاری رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے کہ ہم سب کے ملجا اور ماویٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمارے علماء کا کردار ہوا کرتی تھیں! کیا اچھا زمانہ تھا؟ یہ زمانہ جناب مفتی محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہمارے درمیان سے

ایک دھماکے کے ساتھ اٹھ گیا!

جنابِ مفتی مولانا محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے والوں میں لاہور کینٹ سے
اسی اور جناب نواز شریف اور جناب شہباز شریف بھی شامل ہوا کرتے تھے اور نماز کے بعد ان کے دفتر
میں دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ یہ دو قائد بھی وہاں ضرور وقت گزارتے تھے! یہ خودکش دھماکہ جناب
نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے دفتر میں کیا گیا' ہم سب کے لئے ایک پیغام بھی دے گیا ہے!

ہم اس موقع پر کراچی کی ممتاز شاعرہ محترمہ حجاب عباسی کے دو شعر درج کررہے ہیں۔

چپ کھڑی ہوں' پسِ دیوار' میں کب بولتی ہوں؟
بولتا ہے' مرا پندار' میں کب بولتی ہوں؟
سرنگوں' مہر بہ لب' میں تو کھڑی ہوں کب سے!
بولتے ہیں درودیوار' میں کب بولتی ہوں؟

قوم بظاہر مہر بہ لب ہے مگر اس کا پندار مہر بہ لب نہیں! درودیوار گونج رہے ہیں اور ایوانِ
قائد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آواز آرہی ہے!

'مسلمان ں ں! مصیبت میں نہیں ں گھبراتا ہے!'

نوائے وقت، لاہور 14 جون 2009

مسئلہ ضروریہ: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں ان کا ذکر
تلاوت قرآن وروایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اوروں کو ان سرکاروں میں لب
کشائی کی کیا مجال۔ مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے۔ وہ اس
کے پیارے بندے ہیں اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں دوسرا ان کلمات کو
سند نہیں بنا سکتا اور خود ان کا اطلاق کرے گا تو مردود بارگاہ ہوگا پھر ان کے یہ افعال جن کو زلت و
لغزش سے تعبیر کیا جائے ہزار ہا حکم ومصالح پر مبنی ہزار ہا فوائد وبرکات کے مثمر ہوتے ہیں۔ ایک
لغزش ابینا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھئے اگر وہ نہ ہوتی جنت نہ اترتے دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں
اترتیں، نہ رسول آتے نہ جہاد ہوتے لاکھوں کروڑوں مثوبات کے دروازے بند رہتے ان سب
کا فتح باب ایک لغزش آدم کا نتیجہ مبارکہ وثمرہ طیبہ ہے بالجملہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی لغزش من
وتو کس شمار میں ہیں صدیقین کی حسنات سے افضل واعلیٰ ہے۔ (بہار شریعت)

اسد اللہ غالب

سپہ سالار کی شہادت

پاکستانی قوم ایک بہادر اور شیر دل سپہ سالار سے محروم ہوگئی۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی درخشندہ وتابندہ روایات پر عمل کرتے ہوئے شہادت کی موت کو قبول کرلیا ہے۔ یہ کیسا سپہ سالار تھا جو بالکل غیر مسلح تھا۔ جس کے پاس ٹینک نہیں تھے۔ بکتر بند گاڑیاں نہیں تھیں۔ توپیں اور میزائل نہیں تھے۔ ایف سولہ اور ڈرون نہیں تھے لیکن یہ سپاہی عزم سے مالا مال تھا۔ وہ باطل کو باطل اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے کی ہمت رکھتا تھا، وہ دہشت گردی کی جنگ میں نہتے پاکستانی عوام کی قیادت کر رہا تھا۔ جو بے خوف اور نڈر تھا جبکہ اس کا دشمن ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہے۔ یہ دشمن اس قدر بزدل ہے کہ اپنے چہرے پر نقاب چڑھائے رکھتا ہے۔ وہ کسی مورچے میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی سکت سے عاری ہے۔ وہ کسی اکھاڑے میں پنجہ لڑانے کی ہمت نہیں رکھتا۔ وہ چوروں کی طرح وار کرتا ہے۔ یہ کیسا دشمن ہے جو شریعت کا دعویدار ہے، جو انصاف کو رائج کرنے کا اعلان کرتا ہے لیکن شریعت کے اصولوں کو پامال کرتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کو شہید کر رہا ہے۔ جو انصاف کی بجائے ظلم کا راج قائم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ جو بچوں کے سکولوں کو بموں سے اڑاتا ہے۔ جو مسجدوں میں بم پھینکتا ہے۔ جو سرکاری دفاتر کو ملبے کا ڈھیر بنا دیتا ہے۔ جو جمہوریت، پارلیمنٹ، عدلیہ اور پاکستان کے آئین کو غیر اسلامی قرار دیتا ہے۔ جو مارکیٹوں، سڑکوں، تھانوں اور چوکیوں پر خودکش حملوں سے قیامت برپا کرتا ہے۔ اس دشمن کو مسلمان کون کہہ سکتا ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید نے بھی ان کو دہشت گرد کہا۔ ڈنکے کی چوٹ پر کہا اور یہ جانتے ہوئے کہ خدا کی ذات کے سوا ان کی جان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں۔ پنجاب حکومت ان کا دم بھرتی تھی۔ پورے ملک میں فوج کا ہائی الرٹ ہے۔ لیکن ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کو علم تھا کہ ان میں سے کوئی بھی ان کی حفاظت نہیں کرسکتا۔ بلکہ الٹا یہ تمام حفاظتی فورسز اپنی جان بچانے کی فکر میں ہیں۔ ڈاکٹر نعیمی شہید کے پاس صرف دلیل کی قوت تھی۔ ایمان کی ڈھال تھی۔ ان کا عزم و حوصلہ ہمالہ سے بلند تھا۔ وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر آئمہ کرام اور مجددین

کے پیروکار تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ جس ڈگر پر چل رہے ہیں اس میں بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی طرح انہیں تپتی ریت پر گھسیٹا جا سکتا ہے۔ وہ اس راستے پر چلتے ہوئے شہادت کے مرتبے پر سرفراز ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پاکستان میں ایک قیامت برپا ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا، اسے مملکت خداداد کہا جاتا ہے۔ لیکن بانیان پاکستان سے بدعہدی کی گئی۔ یہاں اسلام اور جمہوریت کو پامال کیا گیا۔ فرعون صفت فوجی آمروں نے اس قوم کے آدرش کو مجروح کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اب ہمارے ازلی دشمن آخری وار کیلئے چڑھ دوڑے ہیں۔ انہوں نے اسلام کے بھیس میں اور جہاد کے پردے میں اس قوم کا خون کرنا شروع کر دیا ہے۔ مگر ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ عناصر مسلمان تو کیا، انسان بھی نہیں، درندے ہیں۔ وہ را کے ایجنٹ ہو سکتے ہیں۔ انہیں بھارت سے ہلہ شیری مل سکتی ہے۔ انہیں کے جی بی، موساد اور خاد کی مدد حاصل ہو سکتی ہے۔ ان کے پاس جدید ترین اسلحہ ہے۔ وہ اسلحہ جو افغانستان اور عراق میں نیٹو اور امریکی افواج کے پاس ہے۔ نیویارک ٹائمز کی رپورٹیں گواہ ہیں کہ خودکش بمباروں کی لاشوں کی پڑتال کی جاتی ہے تو ان سے امریکی اسلحہ برآمد ہوتا ہے۔ افغانستان میں امریکی اسلحے کے ذخیرے غائب ہو رہے ہیں اور بڑی معصومیت سے کہا جا رہا ہے کہ یہ اسلحہ دہشت گردوں کے ہاتھ لگ سکتا ہے۔ ان تک کیسے یہ اسلحہ پہنچ رہا ہے۔ یہ کوئی ڈھکا چھپا راز نہیں۔ مگر پاکستانی قوم مصلحت کے تحت خاموش ہے اور اس دشمن کے سامنے سینہ سپر ہے اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت سے وہ اپنے سپہ سالار سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے۔ اب کون ہے جو آگے آئے اور ڈاکٹر نعیمی شہید کی طرح دہشت گردوں کو بے نقاب کرے اور ان کے سامنے حق وصداقت علم کا بلند کرے۔

ڈاکٹر نعیمی کی شہادت کے بعد بھی کوئی سیاسی جماعت یا مذہبی گروہ ایسا ہے جو اس جنگ کو اپنی جنگ، پاکستان کی بقا کی جنگ نہیں سمجھتا۔ میں نے لکھا تھا کہ عمران خان، قاضی حسین احمد، سید منور حسن کے ارد گرد محلوں میں لاشیں اتریں گی تو ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ وہ لوگ جو دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہونے والوں کو ہلاک یا جاں بحق لکھ رہے تھے، ان کا کفر بھی ڈاکٹر نعیمی کی شہادت پر ٹوٹ گیا ہے اور وہ اپنی شہ سرخیوں میں ڈاکٹر صاحب کو شہید لکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کیلئے قوم نے بہت بڑی قیمت ادا کی ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی موت ایک عالم کی موت ہے، ایک جہان کی موت ہے۔ ڈاکٹر صاحب محض ایک فرد نہیں، ایک ادارہ تھے، قوم کے زندہ دلوں کی روشن علامت تھے۔ وہ پاکستان کی

بقا کے ضامن تھے۔ ان کا خون یقینی طور پر ملک کی سلامتی اور تحفظ کیلئے کھاد کا کام کرے گا۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ڈاکٹر نعیمی کی شہادت ایک ٹارگٹ کلنگ ہے۔ ملک بھر میں ٹارگٹ کلنگ جاری ہے۔ ایک خاص مسلک کے لوگوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ ان کی مساجد اور ان کے مدرسوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ دوسری طرف ایک مخصوص مسلک اس دہشت گردی کی مذمت کرنے سے قاصر ہے۔ وہ مکمل طور پر گنگ دکھائی دیتا ہے۔ بلکہ ان کو موقع ملے تو وہ دہشت گردی کو کچلنے کیلئے فوجی آپریشن کی کھل کر مخالفت بھی کرے۔ اس سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ ملک میں خانہ جنگی نہ پھیل جائے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کو داد دیتا ہوں کہ وہ اس بھیانک واردات کے فوراً بعد جامعہ نعیمیہ پہنچے۔ میں شاباش کہتا ہوں نواز شریف کیلئے جو خطرات سے کھیلتے ہوئے میو ہسپتال میں ڈاکٹر نعیمی کی میت کے سرہانے پہنچے اور میں صدر آصف علی زرداری کو بھی داد دیتا ہوں جنہوں نے اپنی نشری تقریر میں فوری رد عمل کا اظہار کیا۔ اس شہادت پر افسوس کا اظہار کیا۔ دہشت گردی کی پرزور مذمت کی۔ افواج پاکستان کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا اور دہشت گردوں کے سامنے ڈٹے رہنے کے عزم کا اظہار کیا۔ قومی قیادت کے اس رد عمل نے خانہ جنگی کے ایک یقینی خطرے کو ٹال دیا، ورنہ لوگوں کے جذبات بھڑکے ہوئے تھے اور اگر جذبات کو ٹھنڈا نہ کیا جاتا تو خدانخواستہ ہر طرف آگ اور خون کا راج ہوتا اور یہی بزدل دشمن کا مقصد تھا مگر قوم اور اس کی قیادت نے دشمن کے عزائم کو ایک بار پھر ناکام بنا دیا۔

ڈاکٹر نعیمی شہید نے ایک خوفزدہ معاشرے کو نئے عزم سے سرشار کیا ہے۔ آئے روز کے خودکش دھماکوں سے لوگ سہم گئے تھے۔ سکول بند کر دیئے گئے۔ سڑکوں پر ناکے لگ گئے۔ حساس مقامات قلعوں کا منظر پیش کر رہے تھے۔ لیکن ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے خون نے عزم و ہمت کی ایک نئی شمع روشن کی ہے اور قوم کو حیات تازہ کی نوید دی ہے۔ ان کی شہادت کا ایک ہی پیغام ہے کہ دہشت گردوں کے سامنے ڈٹ کر زندگی بسر کرو، زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے، مگر ہمیں بہر صورت اس قوم کو اور اس ملک کی بقاء کو یقینی بنانا ہے۔ ڈاکٹر نعیمی کی شہادت نے پاک فوج کے جانثاروں کو بھی یہ پیغام دیا ہے کہ وہ جانیں قربان کرنے میں اکیلے نہیں ہیں۔ پوری قوم ان کی پشت پر کھڑی ہے اور اس قوم کے سپاہ سالار اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

روزنامہ ایکسپریس لاہور، 16 جون 2009ء

امجد علی شاکر

اہل صدق کی تربتیں

اب کے جمعہ کو مرگ انبوہ کا جشن تھا۔ کتنے ہی لوگ جان سے گئے۔ جو جان سے گئے، وہ مسجد کے اندر تھے یا مسجد کے قرب وجوار میں۔ مسجدیں کسی زمانے میں جائے امن تھیں اور مسجدوں میں امن پسند لوگ داخل ہوتے تھے۔ یوں تو مومن کے لفظ میں ہی امن چھپا ہوا ہے، مگر یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ مومنوں کو امن ملتا نہیں۔ اب تو ایمان والوں کے جنازے بھی محفوظ نہیں۔ مولانا سرفراز نعیمی ایک معروف عالم تھے۔ ایک معروف عالم کے بیٹے اور ایک بڑے ادارے کے سربراہ، مگر خودکش حملے کا نشانہ بن گئے۔

جمعہ کا روز اب کے بہت کٹھن پڑا ہے، جمعہ تو اپنی برکتیں ساتھ لاتا ہے مگر انسان نے اس دن میں بدامنی پھیلادی۔ ادھر ایک گاڑی ایک مسجد کی دیوار سے ٹکراتی ہے۔ ادھر ایک نوجوان ایک عالم سے ٹکرا جاتا ہے۔ جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں، کتابیں ورق ورق ہوتی ہیں۔ اس دفتر میں نوجوان تو پہلے بھی آتے تھے، مگر جیکٹ والے نہیں۔ دستار یا رومال پہنے آتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں کتاب ہوتی تھی یا یہاں آکر کتاب تھامتے تھے۔ اب کے ایک نوجوان ایسا آیا کہ جس کا ہاتھ ٹریگر پر تھا۔ جس کے ذہن میں خدا جانے کیا تھا۔ جسم پر بارود تھا اور موت کا یہ مسافر کتنے ہی لوگوں کو لے کر موت کی وادی کو چل دیا۔

ہم ایک مدت سے کہہ رہے ہیں کہ نوجوانوں کو خودکش جیکٹ نہیں، کتابوں سے بھرے بستے کی ضرورت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کا ہاتھ ٹریگر پر نہ ہو، قلم اور کتاب پر ہو۔ اس کے ذہن میں جان لینے اور جان دینے کا منصوبہ نہیں، جان بچانے اور بستیاں بسانے کا منصوبہ ہو۔ اس کے قدم موت کی وادی کی طرف نہ جائیں۔ زندگی کی شاہراہ پر گامزن ہوں۔ اس کے دل میں نفرتیں نہ ہوں۔ محبتوں کی خوشبو ہو۔ موت کا زہر اسے ناپسند ہو اور زندگی کا نور اسے اچھا لگے۔ ہم ایسے نوجوان چاہتے ہیں۔ یہی ہمارا مستقبل

ہیں۔مگر یہ ایک مارشل لاء کا زمانہ تھا جب پروین شاکر نے یہ شعر کہا تھا:

ہم وہ شب زاد کہ سورج کی عنایات میں بھی

اپنے بچوں کو فقط کور نگاہی دیں گے

پروین شاگر نے کور نگاہی کو تقسیم ہوتے دیکھا تھا۔ اب تو کور نگاہی نے روشنیوں سے بھرے سورج بجھا دیئے ہیں۔ مولانا حسن جان، مولانا سرفراز نعیمی اور کئی دوسرے، کور نگاہی کی زد میں آ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔ ان لوگوں نے خودکش حملوں کو حرام کہا تھا۔ پوری قوم ان بزرگوں کی ہم زبان ہے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ اکبر کا مضمون نہ چلا اور جوتا چل گیا۔

علماء کا فتویٰ ایک طرف، شدت پسندوں کا نظم مستقل کام کر رہا ہے، مسلسل بربادی لا رہا ہے۔ خودکش حملے ہو رہے ہیں اور مخلوق خدا مر رہی ہے۔ ہمارے بعض کالم نگار ان ساری کارروائیوں کو عالمی طاقتوں کی کارروائیوں کا ردعمل کہہ رہے ہیں۔ یہ بزرجمہر یہ بات بھول رہے ہیں کہ عالمی طاقتوں کی ہمارے ملک میں دلچسپی نئی نہیں اور ہماری قیادت کی عالمی قوتوں سے نیاز مندی بھی نئی نہیں۔ ہمارے یہ بزرجمہر دانشور ایک زمانے میں عالمی قوتوں کی جنگ کو اسلام اور پاکستان کی جنگ کہتے تھے اور یہ بھول رہے تھے کہ دنیا بھر کے مجاہدین کو اپنے وطن میں اکٹھا کرنا مستقبل میں خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ انہیں یہ بات اچھی لگے یا بری بہر حال یہ حقیقت ہے کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں، ایمان سے نہیں۔

لوگ تو ڈر رہے تھے کہ ایک روز بعد بجٹ آنے والا ہے، جانے کس کس پر بجٹ خودکش حملہ کرے۔ بجٹ کا استقبال ہم کئی برسوں سے خوف اور دہشت سے کرتے ہیں۔ بعض لوگ چیزیں سٹوروں میں رکھ کر چابیاں چند ہفتوں کیلئے گم کر دیتے ہیں۔ یہ چیزیں بجٹ کی آمد پر بیش قیمت ہو جاتی ہیں۔ ہمارے نیک دل تاجر اپنی اشیاء کو بیش قیمت نہ کریں گے تو نیکی کے کام کیسے کر سکیں گے۔ پچھلے دنوں دو خبریں ساتھ ساتھ ملی تھیں کہ ایک مشہور شاہراہ کے شیشے کے تاجروں نے لاہور دھماکے سے اگلے روز شیشے کے نرخ بڑھا دیئے ہیں۔ ان کے متعلق یہ بھی خبر نشر ہوئی تھی کہ ان نیک لوگوں نے سوات کے متاثرین کیلئے سب سے زیادہ چندہ دیا ہے۔

جمعہ کے روز رات گئے ہمارے صدر مملکت نے چھ منٹ اور کچھ سکینڈ کیلئے قوم سے خطاب کیا۔ اچھا ہوا کہ وہ قوم کے سامنے آئے، قوم سے مخاطب ہوئے، ہاں انہوں نے لاہور آنا تھا۔ نہیں آئے آخر آ کر بھی کیا کرنا ہے۔ حکومتی عہدیداروں اور افسروں سے تو وہ اسلام آباد میں بھی مل سکتے ہیں۔ رہے پارٹی

رہنما تو وہ ان دنوں اسلام آباد میں ہی رہتے ہیں لاہور ذرا کم ہی آتے ہیں۔ ایک تو انہیں اقتدار اسلام آباد میں میسر ہے، دوسرے وہاں کا موسم لاہور سے ذرا کم گرم ہوتا ہے۔ پھر لاہور آنے میں خطرہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے رہے سہے کارکن اور بچے کھچے ووٹران کے آرام میں خلل انداز ہو سکتے ہیں۔

کچھ عرصے سے ہمارے وزیر اعظم خاصے متحرک تھے اور زرداری صاحب کا نام صرف افواہوں میں گردش کرتا تھا کہ اچانک انہوں نے رات گئے چھ منٹ اور کچھ سیکنڈ کیلئے قوم سے خطاب کیا۔ خدا جانے خطاب کا یہ وقت کیوں مختص کیا گیا۔ خطاب مناسب وقت پر ہو سکتا تھا۔ عوام انہیں دیکھ بھی لیتے، سن بھی لیتے، وہ بھی دوسرے پارٹی لیڈروں کی طرح ہو گئے ہیں کہ عوام نہ انہیں دیکھ سکیں، نہ انہیں سن سکیں۔

چلو اچھا ہوا کہ جناب صدر نے خطاب تو کیا۔ سوات میں چھاؤنی بنانے کی نوید سنائی اور ملازمین کی تنخواہیں بڑھانے کی۔ انہوں نے طالبان کے خلاف جنگ کا عزم ایک بار پھر دہرایا ہے۔ ہم اس جنگ میں کامیابی کیلئے دعا گو ہیں، مگر فی الحال جو منظر ہمیں ملک بھر میں نظر آ رہا ہے وہ فیض نے کچھ یوں بیان کیا تھا۔

چلو آؤ تم کو دکھائیں ہم جو بچا ہے مقتل شہر میں
یہ مزار اہل صفا کے ہیں، یہ ہیں اہل صدق کی تربتیں

روزنامہ آج کل لاہور، 15 جون 2009ء

فرشتے اجسام نوری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ عقیدہ۔ وہ وہی کرتے ہیں جو حکم الٰہی ہے خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطاءً وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے صغائر و کبائر سے پاک ہیں۔ عقیدہ۔ ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں بعض کے ذمہ حضرات انبیائے کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا، کسی کے متعلق روزی پہنچانا، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا، کسی کے متعلق بدن انسان کے اندر تصرف کرنا، کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کر کے اس میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق انسان کے نامہ اعمال لکھنا، بہتوں کا دربار رسالت میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلاۃ و سلام پہنچانا، بعضوں کے متعلق مُردوں سے سوال کرنا، کسی کے ذمہ روح قبض کرنا، بعضوں کے ذمہ عذاب کرنا، کسی کے متعلق صور پھونکنا، اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔ (بہار شریعت)

فرید احمد پراچہ

داعی اتحاد امت
ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید

ظالموں نے اپنی درندگی و دہشت گردی کیلئے چمنستان عالم کا وہ پھول چنا جو اپنی مہک، خوبصورتی اور ظاہری و معنوی حسن کے لحاظ سے پورے چمن کا نکھار تھا۔ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی اپنے علم و فضل، تدبرو تفکر، فہم و فراست اور ایمان و تقویٰ کے لحاظ سے منفرد و ممتاز تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اتحاد امت کی بات کی۔ پوری امت کو متحد و منظم کرنے کیلئے سرگرم عمل رہے۔ جامعہ نعیمیہ ہمیشہ امت کے اتحاد کی علامت رہا ہے۔ ان کے والد گرامی نامور عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب مرحوم ایک ایسی شخصیت تھے کہ جن کا احترام ہر مکتبہ فکر اور ہر طبقہ زندگی میں یکساں موجود تھا۔ وہ ملک کی ان چند شخصیات میں شامل تھے کہ جو سب کو اکٹھا اور متحد و متحرک کر سکتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے ہمیشہ اتحاد امت کیلئے بھر پور جدوجہد کی۔ قرارداد مقاصد کا معاملہ ہو یا تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ ہو یا شہری آزادیوں کیلئے چلائی جانے والی مہم، دینی مدارس کے تحفظ کی جنگ ہو یا سوشلزم کمیونزم سیکولرزم کی یلغار کے آگے بند باندھنے کا مرحلہ، علاقائیت ولسانیت کی بنیادوں پر امت کے اتحاد کو تباہ کرنے کی سازش کو ناکام بنانے کا مقدس فریضہ ہو یا انسداد فواحش و منکرات کی تحریک، حضرت مولانا مفتی محمد حسن نعیمی صاحب ہمیشہ سالار کارواں رہے۔ انہوں نے ہمیشہ معتدل و متوازن طرز فکر اپنایا اور کبھی بھی مسالک کی بنیاد پر اختلافی فضا کو پروان نہ چڑھنے دیا۔ والد گرامی حضرت مولانا گلزار احمد ظاہری مرحوم کے ساتھ ان کے خصوصی قلبی تعلقات تھے۔ اباجی کو انہوں نے کئی بار جامعہ نعیمیہ میں مدعو کیا۔ اسی طرح وہ خود اباجی کی دعوت پر علماء اکیڈمی منصورہ میں متعدد مرتبہ لیکچر دینے کیلئے تشریف لائے۔ وہ علماء اکیڈمی کی تربیت، علماء آئمہ کلاس کے مستقل مربی تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے خود تجویز فرمایا کہ اس کلاس میں میرے لیکچر کا موضوع عقیدہ توحید ہو اور مولانا عبدالرحمن اشرفی صاحب کو آپ عشق رسالت کے موضوع پر خطاب

کی دعوت دیں۔ چنانچہ ان کی تجویز کے مطابق علماء اکیڈمی کی اس کلاس کہ جس میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث مسالک کے علمائے کرام شامل تھے انہوں نے عقیدہ توحید پر اتنا زبردست، ہر لحاظ سے مکمل جامع اور قرآن وسنت کی تعلیمات سے مکمل ہم آہنگ ایسا خطاب فرمایا کہ اہلحدیث علماء نے بھی کہا کہ ایسا خطاب تو کوئی بڑے سے بڑا اہلحدیث عالم بھی نہیں کرسکتا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب کے عشق رسالت کے موضوع پر خطاب پر یہی تبصرہ بریلوی مسلک کے علمائے کرام کا تھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کی رحلت امت کیلئے ایک بہت بڑا صدمہ اور اتحاد امت کی تحریک کیلئے ایک بہت بڑا دھچکا تھا تاہم حضرت ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب شہید نے اس خلا کو بطریق احسن پورا کیا۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ جامعہ نعیمیہ کی عظیم الشان علمی درسگاہ کے علمی وتدریسی تسلسل کو جاری رکھا بلکہ اپنے حسن انتظام سے اسے وسعت بھی دی۔ نصاب تعلیم میں بھی بہترین تبدیلیاں کیں اور ایک انتہائی خوبصورت لائبریری اور کانفرنس ہال کا اضافہ بھی کیا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے عظیم المرتبت والدگرامی کی اعلیٰ ترین روایات کی پوری پاسداری کی اور جلد ہی وہ بھی اتحاد امت کی علامت بن گئے۔ وہ ہر مکتبہ فکر کے یکساں رہنما تھے۔ انہیں دیوبندی مکتب فکر کے مدارس میں بھی بلایا جاتا۔ جماعت اسلامی کی طرف سے جب بھی اور جہاں بھی انہیں خطاب کی دعوت دی گئی وہ ضرور تشریف لائے اور اپنے بہترین علمی خطاب سے قلب وروح کی تسکین کا سامان فراہم کیا۔

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب نے ملی مجلس شرعی بھی قائم کی۔ ان کی طرف سے مجھے خط ملا کہ ہم نے جماعت اسلامی کی طرف سے آپ کا نام اس مجلس کے لیے تجویز کیا ہے۔ میں نے خط کے ذریعے ان کا شکریہ ادا کیا اور میٹنگ کے ایجنڈا میں امریکہ نواز پالیسی کے خاتمہ کے سلسلہ میں ان کی تجویز کا خیر مقدم کیا اور یہ بھی گزارش کی کہ امریکہ کے ساتھ بھارتی عزائم کی بھی مذمت کرنی چاہیے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ انہوں نے میری تجاویز سے اتفاق کیا۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت جہاں ایک بہیمانہ اور سفاکانہ اقدام ہے اور دینی اقدار پر براہ راست حملہ ہے۔ وہیں یہ ایک بڑی عالمی سازش کا بھی ایک حصہ ہے۔ ہمارے دشمنوں کو سب سے زیادہ خوف امت کے اتحاد سے ہوتا ہے اس لیے وہ ہمیشہ امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی سازش کرتے رہتے ہیں۔ الحمدللہ کہ علمائے کرام، دینی جماعتوں اور صلحائے امت نے ہمیشہ اس سازش کا مقابلہ کیا اور

اسے ناکام بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ سنی کو باہم متصادم کرنے کی ہر کوشش ناکام ہوئی۔ اب بھی ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید کو اسی لیے نشانہ بنایا گیا کہ اس کے ذریعے سے امت مسلمہ کے اتحاد کو نقصان پہنچایا جائے لیکن انشاء اللہ ہمارے دشمنوں کی یہ سازش بھی ناکام رہے گی اور ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید کا مقدس لہو اتحاد امت کے اس عظیم الشان قلعہ کی حفاظت کرے گا۔ اللہ کریم شہید کی شہادت کو قبول رمائے، انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اس شہادت کے صدقے پاکستان کو ہمیشہ سلامت و قائم کھے۔ آمین۔

روزنامہ اساس، لاہور 15 جون 2009ء

عقیدہ۔ فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت۔

عقیدہ۔ ان کو قدیم ماننا یا خالق ماننا کفر ہے۔

عقیدہ۔ ان کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اس کے بتائے سے اس کا رسول۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں، جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

عقیدہ۔ کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے۔ جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا یہ قریب بکلمہ کفر ہے۔

عقیدہ۔ فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

(بہار شریعت)

چودھری خادم حسین

ڈاکٹر سرفراز شہید، چند یادیں

ہمارے منّے والے ہیں، ماشاء اللہ نواسے نواسیوں اور پوتے پوتیوں والے ہو چکے، سنجیدہ فکر اور مدبر ہیں۔ حلقہ احباب میں سمجھدار مانے جاتے اور دوسروں کے تنازعات احسن طریقے سے نمٹا دیتے ہیں۔ یہ آج ہی کی نہیں پرانی بات ہے، وہ اپنی جوانی کے دنوں میں بھی ایسے ہی یار باش تھے (چھوٹی عمر میں شادی ہوئی اب بھی جواں سال ہیں)۔ بظاہر ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ ان کے دماغ میں فتور آئے لیکن انسان تو انسان ہی ہے جس میں حیوانی جبلت بھی پائی جاتی ہے۔ ایک بار ایسا ہی ہوا، گھر میں میاں بیوی کے درمیان تلخی ہوئی۔ بات بڑھ گئی اور حضرت صاحب اپنی اہلیہ کو بیوی کیلئے کہی جانیوالی بدترین بات کہہ گئے۔ شدید برہمی اور غصہ میں طلاق کا لفظ استعمال کر کے گھر سے باہر چلے گئے۔ گھر میں رونا دھونا شروع ہو گیا۔ خاندانی لوگوں میں یہ بہت ہی معیوب ہے۔ بہر حال کچھ بزرگ موجود تھے، انہوں نے سمجھ بوجھ سے کام لیا، خاتون کو سمجھا بجھا کر اس کے والد کے گھر بھجوا دیا، یہ احساس جڑ پکڑ گیا کہ بات ختم ہو گئی۔

چند دن گزرے، جذبات سرد ہوئے تو احساس ہوا کہ کیا کر بیٹھے، ہمیں بھی علم ہوا تو ہم نے بھی جا کر جھاڑ پونچھ کی۔ اس وقت ایوبی قانون نافذ تھا، جس کے تحت معاملہ یونین کونسل میں جاتا، مصالحت کی کوشش ہوتی ورا گر نوے روز کے اندر مصالحت ہو جاتی تو پھر سے گھر بس جاتا۔ ہم نے یہ مشورہ دیا کہ مصالحتی کونسل میں معاملہ لے جا کر مصالحت کر لی جائے۔ یہ بات یوں تسلیم نہ کی گئی کہ گھرانہ دینی اقدار کا حامل تھا۔ جب یہ ہمارے علم میں آیا تو ہم اپنے اس عزیز کو ساتھ لے کر اس وقت کے مفتی کے پاس چلے گئے۔

یہ مفتی محمد حسین نعیمی تھے جو جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو کے مہتمم اور اس دفتر میں اسی میز پر بیٹھتے جہاں بیٹھے ہوئے ان کے صاحبزادے ڈاکٹر سرفراز شہید ہوئے ہیں۔ مفتی صاحب سے ہماری نیاز مندی حضرت علامہ ابوالحسنات کے حوالے سے تھی اور وہ ہم پر مہربان بھی تھے۔ ان کے سامنے مسئلہ بیان کیا،

انہوں نے ہمیں خاموش رہنے اور وکالت سے منع کیا اور پھر ہمارے عزیز سے حالات دریافت کئے۔ جب بات چلی تو پھر مفتی نعیمی مرحوم نے جرح کے انداز میں بہت سے سوال کئے اور پھر مطمئن ہو گئے۔ آخر کار انہوں نے فرمایا: ''آپ نے شدید غصے کے عالم میں طلاق طلاق طلاق دہرایا اور ایک ہی جگہ ایک ہی مرتبہ یہ سب کہا ہے تو یہ شرعاً ایک طلاق ہوئی۔ اسے تین نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اور احکام شرعی غیر فطری نہیں ہو سکتے۔ دین کی رو سے یہ ضروری ہے کہ مرد ایک ہی بار نہیں بلکہ کچھ وقفہ سے تین بار یہ الفاظ دہرائے تاکہ یہ حتمی اندازہ ہو کہ وہ علیحدگی ہی چاہتا ہے، غصے میں اول فول نہیں بک گیا۔ تفصیل سے مسئلہ سمجھانے کے بعد انہوں نے ہم سے باقاعدہ سوال لکھوایا اور اس کے جواب میں باقاعدہ فتویٰ دیا کہ احکام شرعیہ کے مطابق یہ ایک طلاق ہوگئی۔ سوال کرنے والا رجوع کر سکتا ہے تاہم وہ محتاط رہے کہ پھر ایسی حرکت نہ کرے، فتویٰ کے بعد مصالحت ہوئی اور پھر اس مرد خدا نے آج تک ایسی غلطی نہیں دہرائی کہ سمجھانے والے کا انداز بھی دلنشین تھا۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی انہی مفتی محمد حسین نعیمی مرحوم کے صاحبزادے تھے اور ان کے اندر بھی والد والی تمام صفات موجود تھیں۔ بڑے مفتی صاحب دھیما بولتے تھے تو یہ بھی دھیمے ہی گفتگو کرتے تھے۔ مفتی صاحب مدلل تھے تو سرفراز شہید بھی دلیل ہی سے بات کرتے تھے۔ البتہ معمولی فرق بھی تھا مفتی محمد حسین نعیمی کبھی کبھار غصے میں آجاتے تو برہمی انداز بھی اپنا لیتے تھے لیکن یہاں یہ بات بھی نہیں تھی۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی اپنے والد صاحب کی نسبت اور ہمارے دینی لگاؤ کی وجہ سے ہماری عزت کرتے اور ہم بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ صاحبزادی کی شادی تھی، مولانا ابوالحسنات ان کے صاحبزادے امین الحسنات خلیل قادری اور مفتی حسین نعیمی اللہ کے حضور ہیں اس لئے خواہش ہوئی کہ نکاح ڈاکٹر سرفراز پڑھا دیں۔ داماد کی یہ خوشی تھی کہ نکاح مسجد میں ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر سرفراز سے عرض کی انہوں نے وعدہ کر لیا تاہم نکاح کے وقت کے بارے میں کنفیوژن کے باعث وہ بروقت نہ آسکے۔ تاہم پہنچ بہر حال گئے۔ اس وقت تک نکاح ہو چکا تھا، بڑے خلوص سے مبارک دی تو ہماری درخواست پر انہوں نے دعائے خیر وبرکت کرا دی۔ (ہماری بیٹی اللہ کے فضل سے اپنے گھر میں خوش ہے)۔

اسی طرح اپریل میں، ہماری اہلیہ اللہ کو پیاری ہوئیں۔ جنازے اور اگلے روز قرآن خوانی پر شہید تشریف نہ لا سکے۔ جن لوگوں کی آمد متوقع ہو وہ نہ آئیں تو خیال ضرور آتا ہے اور یہ آیا۔ ابھی چار پانچ روز ہی گزرے تھے کہ مغرب کے بعد گھنٹی بجی۔ بیٹے نے جا کر دیکھا تو ڈاکٹر سرفراز نعیمی تھے۔ گھر میں

بٹھایا تو معذرت کرنے لگے کہ وہ اسلام آباد گئے ہوئے تھے، بروقت علم نہیں ہو سکا۔ معذرت کی اور پھر دعا مغفرت کرائی۔ ہم نے ڈاکٹر شہید کو کچھ دیر روک لیا، حالات حاضرہ پر بات ہوئی تو وہ بہت زیادہ فکر مند تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ طالبان کے بھیس میں یا ان کی صفوں میں یہود و ہنود اور امریکہ کے ایجنٹ گھس آئے ہیں جو پاکستان کے اندر حالات کو خراب کر رہے ہیں۔ ان کی فکر مندی یہ بھی تھی کہ سوات میں مزارات اور ان (ڈاکٹر) کے مسلک کی مساجد کی جو بے حرمتی کی گئی ہے، وہ پریشان کن ہے اور یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ لوگ فرقہ واریت بھی پھیلانا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر سرفراز کا عزم تھا کہ وہ نہ تو دہشت گردی ہونے دیں گے اور نہ ہی پاکستان دشمنوں کے عزائم کو کامیاب ہونے دیں گے۔ ان سے حفاظتی اقدامات کے بارے میں پوچھا گیا تو درویشی انداز میں کہنے لگے "ضرورت نہیں، موت تو خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے"۔ جب جانے لگے تو باہر موٹر سائیکل کھڑی تھی دیکھا تو کچھ نئی تھی۔ ہم نے مبارک باد دی اور کہا چور کو دعا دیں کہ وہ آپ کی موٹر سائیکل چرا کے لے گیا اور آپ نے بالآخر نئی لے ہی لی۔ ہنس پڑے اور کک مار کر واپس روانہ ہو گئے۔ یہی ان کی سواری تھی اور ایسے ہی گھومتے پھرتے تھے۔ اس کے بعد آخری ملاقات ہمارے دفتر میں ہوئی جہاں ایک فورم میں تشریف لائے۔ اب تو یادیں ہی رہ گئی ہیں۔

ہم نے ابتداء میں ڈاکٹر شہید کے والد کے جس فتویٰ کا ذکر کیا، بعد میں دو تین مرتبہ ہمارے فورم پر بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا۔ اب سارے مکاتب فکر کے علماء اس رائے پر متفق ہیں۔

روزنامہ پاکستان، لاہور 15 جون 2009ء

جن

یہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔ ان کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں۔ ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں۔ یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و جسام والے ہیں۔ ان میں توالد و تناسل ہوتا ہے۔ کھاتے پیتے جیتے مرتے ہیں۔

(بہار شریعت)

افضال ریحان

ایک روشن فکر عالم چلا گیا

شہید محترم ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے اندوہناک قتل سے مجھے سخت صدمہ پہنچا ہے۔ تب سے ذہن پریشان اور دل افسردہ ہے۔ ان سے پرانا تعلق تھا، بلکہ جب سے صحافت شروع کی ہے، تب سے جب بھی کسی ایشو پر اہل سنت والجماعت کا موقف [illegible] ہوتا تھا تو میرے ذہن میں فوراً ایک ہی شخصیت آتی تھی اور وہ علامہ سرفراز نعیمی صاحب کی دل موہ لینے والی محبت بھری شخصیت تھی۔ ایسے ہر موقع پر ان سے فوری رابطہ کرتا اور فیضیاب ہوتا۔ میں نے انہیں اپنے مذہبی سفر کی پوری سٹوری سنا رکھی تھی، اس لئے وہ ایسی اپنائیت سے ملتے، جس سے [illegible]ان ہوتا کہ وہ تو میرے دوست ہیں۔

حضرت سے میری آخری ملاقات تھوڑا عرصہ قبل مجیب الرحمن شامی صاحب کے بیٹے کی شادی میں ہوئی، جس میں میں نے ان سے عہد کیا کہ میں انشاء اللہ جلد آپ سے تفصیلی ملاقات کیلئے حاضر ہوں گا۔ جناب رحمن بٹ ایڈووکیٹ بھی میرے ہمراہ تھے اور وہ ہماری ساری گفتگو بڑے انہماک سے سنتے رہے۔ ہماری ساری گفتگو مذہبی دہشت گردی کے حوالے سے ہوئی، جس میں ایک مذہبی فرقے کے منفی رول پر وہ بہت زیادہ دکھی تھے اور فرمارہے تھے کہ ہم نے ان کا حریف ہونے کے باوجود شدید اصولی اختلافات کے باوجود اسے فرقہ وارانہ جنگ نہیں بننے دیا، لیکن کسی بھی چیز کی کوئی حد ہوتی ہے۔ یہ فرقہ جس طرح دوسرے مسلمانوں کو دہشت زدہ کررہا ہے اور ماررہا ہے، خودکش حملوں کے ذریعے یہ لوگ جس طرح بے گناہ انسانوں کو مارتے ہیں۔ اس پر آخر کس طرح خاموش رہا جاسکتا ہے۔ اس سے تو اسلام جیسا پاکیزہ اور امن وسلامتی کا دین پوری دنیا میں رسوا ہورہا ہے۔

میں نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ پریشان نہ ہوں۔ ان لوگوں کے جو کرتوت ہیں، ان کے چہرے جلد عوام کے سامنے بے نقاب ہوجائیں گے۔ قوم پر یہ حقیقت واضح ہورہی ہے کہ صوفیائے کرام کا فہم اسلام اور ان کا طریق تبلیغ ہی درست تھا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ساتھ کھڑے میرے دوست نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ کئی باتیں ہم لکھ نہیں

سکتے۔ لکھ بھی دیں تو وہ چھپ نہیں سکتیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم بھی دباؤ میں ہیں، لیکن پھر بھی ایک واقعہ مختصراً محتاط انداز میں یہاں بیان کر دوں کہ اس دوران ایک اور لمبی سفید داڑھی والے بزرگ ہمارے پاس آئے اور ان کی ہم دونوں دوستوں کی موجودگی میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب سے خاصی بحث بھی ہوگئی۔ میں یہاں ان بزرگ کا یا ان کے فرقے کا نام نہیں لکھوں گا، لیکن خدا کو حاضر وناظر جان کر کہوں گا کہ ان کے تیور مجھے قطعاً اچھے نہ لگے۔

علامہ سرفراز نعیمی طالبان کے مظالم گنواتے ہوئے اپنے غم و غصے کا اظہار کر رہے تھے، جبکہ وہ بزرگ طالبان کا دفاع کرتے ہوئے امریکہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ ان کا سارا زور ڈرون حملوں کی مخالفت پر تھا اور وہ طالبان کی کارروائیوں کو ان حملوں کا جائز ردعمل قرار دے رہے تھے۔ انہوں نے افغانستان کے حوالے سے بھی کچھ اعداد وشمار پیش کیے، لیکن ڈاکٹر سرفراز نعیمی ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ پشاور میں رحمن بابا جیسے عظیم صوفی بزرگ کا کیا قصور تھا۔ طالبان نے ان کے مزار مبارک کو بموں سے کیوں توڑا ہے۔ ہمارے بزرگوں کے مزاروں کی بے حرمتی آخر طالبان کیوں کر رہے ہیں۔ ہم اسے کیسے برداشت کرلیں۔ اس گفتگو میں، میں نے اور میرے دوست نے علامہ سرفراز نعیمی صاحب کو بھرپور سپورٹ کیا اور ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ ہم امن اور شائستگی کے اس مشن میں آپ کے ساتھ ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ انہیں ایک فرقے سے سخت تلخی و ناراضگی تھی۔

افسوس صوفیائے کرام سے محبت کرنے والی یہ نرم خو اور پیاری شخصیت آج ہم میں نہیں رہی، لیکن دہشت گردی اور خودکش حملوں کے خلاف ان کی پرسوز آواز آج بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ جن لوگوں سے ڈاکٹر نعیمی صاحب دکھی تھے، اس وقت ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہیں۔ انہی کے ہمدردوں کو بار بار علامہ صاحب کے قتل کی مذمت کرتے سن رہا ہوں۔ لگتا ہے کہ ہمارے ٹی وی چینلز پر بھی زیادہ تر پڑھے لکھے جہلاء کی بھرمار ہے، جنہیں نہ تو حقائق کے پس منظر کا کچھ علم ہے اور نہ ہی حکمت و دانش ان کے پاس سے گزرے ہیں انہیں نہیں معلوم کہ کس موقع پر کس سے بات کرنی ہے۔ ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہنوز ہمارا میڈیا سنجیدہ ہے، نہ دانشور، نہ ہی حکومت رہ گئے روائتی مذہبی علماء ان کے تو کیا کہنے۔ ان میں سے بیشتر کنفیوژ ہیں یا جہادی۔ آج روشن فکر عالم چلا گیا۔

روزنامہ پاکستان، لاہور 15 جون 2009ء

نسیم شاہد

فتح کا راستہ

صد شکر کہ قوم بیدار ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں کہ دشمن ہمیں تقسیم کرنے کیلئے جو چال چلتے تھے، وہ کامیاب رہتی تھی۔ مسجدوں اور امام بارگاہوں کو نشانہ بنا کر فرقہ واریت کو ہوا دینے کی سازشیں اب کامیاب نہیں ہوسکتیں۔ یہ سازشیں پشاور میں بھی ناکام ہوئیں اور اب جامعہ نعیمیہ کو نشانہ بنانے والے بھی اتحاد بین المسلمین کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ڈاکٹر سرفراز حسین نعیمی خود اتحاد بین المسلمین کے بہت بڑے داعی تھے۔ انہیں شہادت سے ہمکنار کرنے والوں کے عزائم خواہ کچھ بھی رہے ہوں، حقیقت یہ ہے کہ قوم اب بیدار اور متحد ہو چکی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اصل دشمن کون ہے اور ہمیں یہ جنگ کس حوصلے اور ہمت سے لڑنی ہے۔ اگرچہ تحریک طالبان نے جامعہ نعیمیہ پر خودکش حملے کی ذمہ داری قبول کرلی ہے، مگر اس کے باوجود منطق یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ طالبان کی قیادت، جو کوئی بھی کر رہا ہے، ایسی احمقانہ حرکت کا فیصلہ کرسکتا ہے۔

یہ درست ہے کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی بھی کچھ عرصے سے خودکش حملوں کے خلاف مسلسل ردعمل ظاہر رہے تھے۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ انہوں نے ریاست کی شمولیت کے بغیر جہاد کو غیر شرعی قرار دیا تھا۔ پچھلے چند ہفتوں سے انہوں نے پاکستان کی سلامتی اور دہشت گردی کے خلاف آپریشن کے حق میں متعدد مرتبہ مختلف فورموں پر آواز بھی اٹھائی تھی، تاہم اس کے باوجود وہ ایسی شخصیت نہیں تھے کہ جنہیں نشانہ بنا کر طالبان یہ ثابت کر سکتے ہوں کہ وہ اعلیٰ مقصد کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں اور اس جدوجہد کی راہ میں آنے والوں کو وہ راستے سے ہٹاتے چلے جائیں گے۔ اس کے برعکس ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت سے طالبان کے بارے میں رہی سہی ہمدردیاں بھی ختم ہوگئی ہیں۔ وہ ایک ایسی جابرانہ سوچ کی علامت بن کر ابھرے ہیں، جس سے اختلاف رائے کی ذرا بھر بھی گنجائش نہیں۔ نہ صرف یہ، بلکہ اس سے یہ تاثر بھی گہرا ہوا ہے کہ طالبان شریعت کو طاقت کے تابع سمجھتے ہیں، حالانکہ حضور اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے یہ گواہی ملتی ہے کہ طاقت ہمیشہ شریعت کے تابع رہی اور اسلام حسن خلق اور محبت و رواداری سے

پھیلتا چلا گیا۔

ہاں یہ بات البتہ درست ہے کہ ڈاکٹر سرفراز حسین نعیمی جیسی بڑی اور بے ضرر شخصیات کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے سے معاشرے میں غم وغصہ بھی پیدا ہوتا ہے اور خوف کی فضا بھی۔ شاید دشمن کی یہی حکمت عملی ہے کہ پاکستانی قوم کے اعصاب شل کئے جائیں۔ شدت پسندوں کے خلاف جاری جنگ اب اعصاب شکن مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ ایک طرف بے گھر ہونے والے لاکھوں متاثرین کا بوجھ ہے اور دوسری دہشت گردی کی بڑھتی ہوئی کارروائیاں۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے درست کہا ہے کہ اگر ہم متاثرین کو حوصلہ، ہمت اور امداد نہ دے سکے تو یہ جنگ ہار جائیں گے۔ جنگ کے اس مرحلے میں قوم کو زندہ وبیدار رہنے کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

شدت پسندوں کے خلاف جاری جنگ کب ختم ہوگی؟ یہ ایسا سوال ہے، جو تقریباً ہر پاکستانی کے ذہن میں گردش کر رہا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جنگ کے اثرات نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ پشاور کی طرح لاہور اور کراچی بھی بدامنی کی آگ میں جل رہے ہیں، جبکہ باقی تمام جگہوں پر بھی ایک ہنگامی صورت حال کا دور دورہ ہے۔ ایسے میں عوام کی بے چینی اور بے کلی سمجھ میں آتی ہے۔ جس آپریشن کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ جلد ہی کامیابی سے ہمکنار ہوگا، وہ نہ صرف طویل ہو رہا ہے، بلکہ ایک علاقے سے نکل کر دوسرے علاقوں تک پھیلتا جا رہا ہے۔ ایسے میں اس سوال کا جنم لینا بعید از منطق نہیں کہ یہ آگ کب بجھے گی؟ کب متاثرین سوات سمیت ملک بھر کے عوام خوف سے مبرا نارمل زندگی کی طرف لوٹیں گے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ شمالی علاقوں میں حالات جس نہج پر پہنچ چکے تھے، ان کی وجہ سے ایک بڑی سرجری ناگزیر تھی، تاہم یہ بات بھی اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس آپریشن کیلئے جس ہوم ورک اور پیش بندی کی ضرورت تھی، اسے ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا، جس کی وجہ سے متاثرین کا ایک ایسا سیلاب آیا، جو بہت کچھ اپنے ساتھ بہا لے جانے کے امکانات رکھتا ہے...... لیکن اب پیچھے مڑ کر دیکھنے کا وقت نہیں، تیر کمان سے نکل چکا ہے اور اب ہماری صرف یہی کوشش ہونی چاہیے کہ وہ نشانے پر لگے اور جو اہداف ہم نے طے کئے ہیں، ان تک پہنچا جا سکے۔ اس آپریشن کے ردعمل میں دہشت گردی کے جو پے در پے واقعات ہمارے شہروں میں ہو رہے ہیں، وہ سب سے بڑا امتحان ہے۔ اس امتحان سے صرف فوج، پولیس یا ایجنسیاں نبرد آزما نہیں ہو سکتیں، بلکہ اس سے پوری قوم کو حوصلے، ہمت اور کھلی آنکھوں

سے گزرنا ہے۔ یہ وقت آنکھیں کھلی رکھنے کا ہے۔ دہشت گرد یا خودکش حملہ آور آسمان سے نہیں اترتے، وہ اسی زمین پر رہتے ہیں اور ہمارے اردگرد ہی موجود ہوتے ہیں۔ اسے روایتی جملہ نہیں، بلکہ حقیقت سمجھنا چاہیے کہ ہر پاکستانی اس جنگ میں اپنا کردار ادا کرے۔ آنکھیں کھلی رکھ کر اگر ہم اپنے گلی، محلے، قصبے، گاؤں، اور تحصیل وشہر میں اپنا کردار ادا کریں گے تو ان کے گرد گھیرا تنگ ہو جائے گا۔ جو ہماری صفوں میں موجود ہیں اور موقع ملنے پر جامعہ نعیمیہ جیسے سانحے کا باعث بن جاتے ہیں۔

قوم کے رہنماؤں کو بھی اس حالت جنگ کا ادراک کرنا چاہیے۔ اس گھمبیر صورتحال میں بھی سیاست چمکانے کا رویہ جاری ہے۔ دوسری طرف حکومتی زعما بھی قومی لیڈرشپ کو قومی اہمیت کے فیصلوں میں شریک نہیں کر رہے۔ یوں ایک طرح سے قومی سطح پر یکجہتی کا فقدان نظر آ رہا ہے، جس سے امریکہ سمیت وہ سب طاقتیں فائدہ اٹھا رہی ہیں، جو پاکستان کو مستحکم نہیں دیکھنا چاہتیں۔ ایک طرف جہاں یہ بات حوصلہ افزاء ہے کہ قوم دہشت گردی کے خلاف فیصلہ کن جنگ پر متفق ہے، وہاں یہ امر تکلیف دہ ہے کہ ہماری قومی قیادت اس معاملے میں یکسو نہیں ہو سکی۔ اس میں دو رائے نہیں کہ دہشت گردی کے جس عذاب میں ہم مبتلا ہیں، اس کے خلاف لڑنا ہماری مجبوری بھی ہے اور ضرورت بھی، لیکن ہمیں ان بیرونی طاقتوں کو بھی بے نقاب کرنا ہے، جو دہشت گردوں کو اسلحہ اور سپورٹ دے رہی ہیں۔ ظاہر ہے یہ کام تنہا حکمران نہیں کر سکتے، اس کیلئے ہمیں قومی سطح پر یک آواز ہو کر اپنے موقف کو دنیا کے سامنے لانا ہو گا۔ یہ کام تبھی ہو سکتا ہے، جب اہل اقتدار اور اقتدار سے باہر کی قوتیں ذاتی سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر ملک بچانے کیلئے ایک ہو جائیں۔ یہ بات ہمیں کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ جس جنگ میں ہم الجھا دیئے گئے ہیں، اس میں فتح کا راستہ سوائے قومی یکجہتی کے اور کوئی نہیں۔

روزنامہ پاکستان، لاہور 15 جون 2009ء

عقیدہ۔ ان میں مسلمان بھی ہیں کافر بھی مگر ان کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں اور ان میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی۔ سنی بھی ہیں بدمذہب بھی اور ان میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔

عقیدہ۔ ان کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔

(بہار شریعت)

ملک محبوب الرسول قادری

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے افکار وخیالات

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ وطن عزیز کے ان گنے چنے راسخ العقیدہ، باعمل علماء میں سے ایک تھے جنہوں نے اقامت دین اور وحدت امت کیلئے ان تھک جدوجہد کی وہ ہر کڑے وقت میں ملت کی رہنمائی کا فریضہ نبھاتے رہے۔ ذاتی طور پر ہر طرح کے تکلف اور رکھ رکھاؤ سے لے کر مبرا اور پاک شخصیت تھے۔ انہوں نے سرکاری سطح پر اسلامی نظریاتی کونسل کے پلیٹ فارم سے قوم کی فکری ونظری رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ قدرت نے ان کو بیک وقت متعدد خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ مسند تدریس کی آبرو تھے۔ ایک پختہ قلم کار اور مصلح مبلغ کی حیثیت سے ایک منفرد اور مثالی مقام رکھتے تھے۔

مسئلہ افغانستان کیلئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے انہوں نے پانچوں وفاق کے علماء کے ساتھ مل کر علوم اسلامیہ کی اسناد کو سرکاری سطح پر تسلیم کروانے اور علوم اسلامیہ کے فروغ وابلاغ کیلئے بھرپور اور نتیجہ خیز کردار ادا کیا۔ انہوں نے پورے ملک کے چاروں صوبوں بشمول آزاد کشمیر اور قبائلی وشمالی علاقہ جات میں اہلسنت کی درس گاہوں میں پہنچ کر تعلیمی وتدریسی نظام کا جائزہ لیا اور ان کی اصلاح وبہتری کیلئے احکامات جاری کیے۔ 18 مارچ 1999ء کو استاذ العلماء حضرت مولانا ملک عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ختم چہلم کے موقع پر ملک بھر سے آئے ہزاروں علماء اور مشائخ سے خطاب کرتے ہوئے اس امر کیلئے تیار کیا کہ وہ ملک میں جہالت اور بدی کے خاتمے کیلئے اپنے حصے کا کردار ادا کریں اور علوم اسلامیہ کیلئے مدرسین کی جماعت تیار کی جائے۔ 3 مئی 2009ء جمعیت علمائے پاکستان کے صدر مولانا محمد عبد الستار خان نیازی کی نماز جنازہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے اسلام اور پاکستان کیلئے ان تھک قربانیاں دینے کے عزم کا اعادہ کیا۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ''ہم قائد اعظم کے پاکستان اور مجاہد ملت کی یادگار کی حفاظت کریں گے'' اس پروگرام سے واپسی پر جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف اور انوار رضا لائبریری جوہر آباد میں بھی انہوں نے علماء کے اجلاسوں سے خطاب کرتے ہوئے ایسے ہی عزم کا اظہار کیا۔

12 دسمبر 2003ء کو نشتر پارک کراچی میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کے جنازہ کے فقید

الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے کہا تھا" ہماری زندگیاں ناموس رسالت ﷺ کی امانت ہیں۔ قائد اہلسنت نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس مشن کیلئے وقف کیا تھا۔ آج ان کے نماز جنازہ کے اجتماع میں ہم اپنے رب سے اپنی زندگیاں وقف کرنے کے عہد کی تجدید کرتے ہیں"۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے عالمی سطح پر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے خلاف نہایت موثر احتجاج ریکارڈ کرایا اور ملک کی سب سے بڑی اور قدیم دینی درسگاہ دارالعلوم نعیمیہ میں عالمگیری مسجد سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نعلین مبارک کے سرقہ کے سانحہ پر تاریخی احتجاج ریکارڈ کروایا۔ وہ وحدت امت کے علامتی نشان تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مکاتب فکر کے ہاں انہیں یکساں طور پر مقبولیت حاصل تھی وہ اپنے والد حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صدر الافاضل مولانا مفتی نعیم الدین مرادآبادی کی فکر کے پیروکار تھے۔

اخلاص وللہیت، سادگی ومتانت اور انتھک جدوجہد ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ تنظیمی وتحریکی اجلاسوں میں وہ اختلاف رائے کو نہایت خندہ پیشانی سے سنتے اور قبول کرتے تھے۔ ان کی اچانک شہادت اسلامیان پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری ملت وامت کے لیے بڑا نقصان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے سانحہ ارتحال کے دو اڑھائی گھنٹوں کے دوران دنیا بھر سے مقتدر علماء اور مشائخ نے رابطے کر کے گہرے صدمے اور دکھ کا اظہار کیا ہے۔ افریقہ کے مولانا قاری محمد رفیق اشرفی النورانی، ابوظہبی سے علامہ مفتی حافظ محمد عارف گولڑوی، جامعہ امدادیہ بندیال شریف سے پروفیسر صاحبزادہ ظفر الحق بندیالوی، کاروان اسلام کے مفتی محمد خان قادری، مرکزی جماعت اہلسنت کے سربراہ پیر میاں عبدالخالق قادری، جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر الوری، قاری محمد زوار بہادر، علامہ اقبال احمد اظہری، ڈاکٹر جاوید اعوان سلسلہ سیفیہ کے معروف شیخ طریقت پیر محمد حنفی سیفی، حاجی محمد اسلم خاں روکھڑی، علامہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی، علامہ ساجد نوری، مہر اختر سرگانہ، علامہ محمد خلیل الرحمن قادری، سید محمد اویس سہروردی، محمد عاطف جاوید، صوفی غلام مرتضیٰ سیفی، مولانا محمد سیف سیالوی اور حضرت مفتی اعظم ہند کے خلیفہ مجاز حضرت ابوالرضا گلزار حسین قادری نے گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر سرفراز نعیمی جیسی شخصیات قوموں کو انعام کے طور پر عطا کرتا ہے اور سزا کے طور پر واپس اٹھا لیتا ہے۔ وہ جہالت اور مفاد پرستی کے دور میں مینارۂ نور تھے۔ میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی روح کو یہ شعر نذر کر کے اپنی یہ تحریر سمیٹتا ہوں۔

تیری آواز کہیں روشنی بن جاتی تھی
تیرا لہجہ کہیں مہکار سے جا ملتا تھا

روزنامہ جنگ، 13 جون 2009ء

علی مسعود سید

شہید سرفراز نعیمی کی سرفرازی

ڈاکٹر علامہ سرفراز احمد نعیمی شہید نے خود کش حملوں کو حرام قرار دیا تھا۔ پاکستان میں بسنے والے کروڑوں لوگوں کے لئے آپ کے فتوے کی بہت اہمیت تھی۔ قاتل اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو ختم کر کے ان کا نظریہ ختم کر دیا ہے تو وہ جان لیں کہ اس فتوے کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے، کیونکہ اب اس پر ڈاکٹر صاحب کے خون کی مہر بھی ثبت ہو چکی۔ ظالموں نے ایک ایسے جلیل قدر، درویش صفت جید عالم کو شہید کر دیا ہے جس کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ پردے کے پیچھے چھپا قاتل اب رسوا ہو کر رہے گا، مگر افسوس کہ آلہ کار اندھا قاتل نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے، راہ چلتے بے گناہ شہریوں کو ہلاک کرنا کہاں کی انسانیت ہے۔ جید علماء کو شہید کرنا کہاں اسلام کی خیر خواہی ہے۔ مسجدوں کو شہید کرنا اور پھر اس میں موجود قرآن پاک کی بے حرمتی ہونا کس مسلمان کو گوارا ہے؟ ان سوالوں کا جواب بہت واضح ہے کہ قاتل سوچ چاہتی ہے کہ مسجدیں ویران ہو جائیں اور پاکستان کو کئی حصوں میں کاٹ دیا جائے، یہ وہی سوچ ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں پر حملہ آور ہے جو کبھی بھی ایک مضبوط اسلامی ریاست کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اپنی جنگ دوسروں کے گھر چھیڑ کر تباہی کا تماشا دیکھنے والا یہ دشمن درحقیقت تیسرا مقصد حاصل کرنے کے ایجنڈے پر کام کرنے کا ماہر ہے، دوسری قاتل سوچ وہی سوچ ہے جس نے پاکستان کے وجود کو پہلے دن سے ہی تسلیم نہیں کیا، جس نے ہم پر جنگیں مسلط کیں، جس نے ہمارے پاکستان کو دولخت کیا، جس نے بڑی ڈھٹائی سے کشمیر پر آج تک غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے، ہم کیسے بھول سکتے ہیں ایسے دشمن کو۔ دشمن کے آلہ کاروں کو کہاں سے کمک ملتی ہے، پیسہ، اسلحہ وافر مقدار میں بارود کہاں سے آتا ہے، جب تک اس کی ترسیل ختم نہیں کی جائے گی ہم اس جنگ کو سمیٹ نہیں سکتے۔ جب تک مین سپلائی لائین نہیں کاٹی جائے گی اور جب تک آلہ کاروں اور حقیقی دشمنوں کے رابطے کو ختم نہیں کیا جائے گا یہ جنگ ختم نہیں ہو گی۔ قاتل ہاتھ کو مروڑ کر اسے ایسی اذیت میں مبتلا کرنا ہو گا کہ جس کی وجہ سے اس کی توجہ بٹ جائے۔ یہ پوری پاکستانی قوم کی آواز ہے۔ ہم امن چاہتے ہیں مگر ہم پر جنگ مسلط کر دی گئی ہے، تو پھر ہم یہ جنگ مردانہ وار لڑیں گے اور اصلی

دشمن کے خلاف لڑیں گے، بھارت، افغانستان میں اپنے اڈے ختم کرے ورنہ پاکستان کی سترہ کروڑ عوام اٹھ کھڑی ہوئی تو دنیا بھر میں اس کا ہر اڈا بند ہو جائے گا۔ ہم ملک کی حفاظت کرنا جانتے ہیں تم اچھی طرح جانتے ہو جب ہم ڈٹ جاتے ہیں تو ایک میجر عزیز بھٹی شہید اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ تمہارے ارادے ملیا میٹ کر دیتا ہے، آج بھی لاہور کے بہادر شہریوں کا جذبہ وہی ہے جو اس وقت تھا کہ ہر شخص اپنے سپاہیوں کے شانہ بشانہ دشمن سے لڑنا چاہتا تھا۔ آج بھی ہمارا ہر شہری پورے حوصلے سے ہے اور حقیقی دشمن کے خلاف اٹھا بیٹھا ہے گویا شہر لاہور پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہم اپنی لاشیں اٹھائیں گے ضرور مگر دفن کریں گے دشمن کے ناپاک ارادوں کو۔ اب تک جنگ دشمن نے ہم پر مسلط کر رکھی مگر جب پاکستان کا ہر پیرو جوان سربکف ہو کر میدان جنگ میں اترا تو اصلی جنگ تب شروع ہو گی اور وقت آنے والا ہے ہم چپ چاپ یہ منظر نہیں دیکھیں گے۔ عالمی درندو! ہمیں ہماری ماؤں، بہنوں کی چادر کی قسم ہم تمہارے ناپاک ارادے خاک میں ملا دیں گے، پاکستان کبھی ختم نہیں ہو گا۔ ہمارے خون کے آخری قطرے تک تم پاکستان کے وجود کو ختم نہیں کر سکتے۔ شہیدوں کا خون ضرور رنگ لائے گا۔ وطن کے عظیم سپوت شہید مفتی سرفراز نعیمی نے بلاشبہ وطن کی حفاظت کیلئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ان کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی، شہادت مسلمان کیلئے بہت بڑی سرفرازی ہے۔ شہید سرفراز نعیمی کی سرفرازی پر پوری قوم انہیں سلام پیش کرتی ہے۔

روزنامہ جنگ، لاہور 15 جون 2009ء

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے۔ اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو۔ برزخ میں کسی کو آرام اور کسی کو تکلیف۔

عقیدہ۔ ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اس میں نہ زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی۔ جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کے لئے آتے ہیں اور اس شخص کے دہنے بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے دہنے بائیں عذاب کے۔ اس وقت ہر شخص پر اسلام کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے مگر اس وقت کا ایمان معتبر نہیں اس لئے کہ حکم ایمان بالغیب کا ہے اور اب غیب نہ رہا بلکہ یہ چیزیں مشاہد ہو گئیں۔ (بہار شریعت)

علامہ اصغر علی کوثر وڑائچ

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی
پر خودکش حملے کے خلاف مظاہرے

جامعہ نعیمیہ کے سربراہ اور پاکستان میں مسلمانانِ اہل سنت والجماعت کے عظیم عالم دین ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی پر 12 جون 2009ء کو جامعہ نعیمیہ کے اندران کے دفتر میں ایک نوجوان نے خودکش حملہ کر دیا تھا۔ بنابریں ڈاکٹر نعیمی اور اس کمرے میں موجود ان کے دیگر چار رفقاء جام شہادت نوش کر گئے تھے اور ملت پاکستان پر غم الم کی ظلمت چھا گئی۔ 8 روز گزر جانے کے بعد بھی لوگوں کے دکھ اور قلق میں کوئی کمی نہ آئی لاہور میں دہشت گردی کے کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ مگر اتنی احتیاط کسی واقعہ کے بعد بھی اختیار نہ کی گئی جتنی احتیاط ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی پر خودکش حملے کے بعد اختیار کی جارہی ہے، دراصل بین الاقوامی سطح پر اسلحہ کے عام ہو جانے اور پاکستان کے اندر پاکستان کے دشمنوں کی مداخلت اور اس کی اور اسلحہ کی فراوانی بڑھ جانے کے تناظر میں اب سیاسی جدوجہد کا انداز بھی بدل دینے کی ضرورت ہے، بڑے جلسے، جلوس اور ریلیاں نکالنے کے پروگرام پر نظر ثانی کیجانی چاہئے اور جدوجہد کا کوئی محفوظ انداز اپنانا چاہئے کیونکہ قوم بھی اپنی عظیم سیاسی، مذہبی، ادبی اور صحافتی شخصیات کو غیر محفوظ انداز میں سڑکوں پر لے آنے یا جلسوں اور جلوسوں کا حصہ بنادینے کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے اگرچہ اپنے دفتر میں جام شہادت نوش کیا مگر انہوں نے 10 جون 2009ء میں ایوان اقبال لاہور میں ایک عظیم کنونشن منعقد کرنے کے بعد نہ تو خود اپنے حفاظتی انتظامات کا جائزہ لیا اور نہ ہی حکومتی سطح پر ان کے تحفظ کے انتظامات کئے گئے۔ حالانکہ اس وقت پنجاب میں شہید کے بہترین دوست حکمران ہیں اور وہ آہنی ہاتھوں کے ساتھ دہشت گردوں سے نمٹنے کا عزم بھی رکھتے ہیں۔ مگر عملی طور پر انتظامات میں کوئی ایسی خرابی یا کوتاہی یا غفلت ضرور موجود ہے۔ کہ مہلک سے مہلک واقعات ہوتے ہی چلے جارہے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت کے بعد آٹھویں روز یعنی 19 جون 2009ء بروز جمعۃ المبارک کو ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کی

یاد میں اور دہشت گردی کے واقعات کے خلاف پاکستان بھر میں سنی اتحاد کونسل کی کال پر جو احتجاجی مظاہرے کئے گئے ان میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ علمائے اہلسنت والجماعت کو تحفظ فراہم کیا جائے، ہمارا نقطہ نظریہ ہے کہ ممکن ہے کہ حکومت دہشت گردوں سے نمٹ لینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کررہی ہو مگر پاکستان کے ہر شعبے کی شخصیات خود بھی اپنے انتظامات کے تحت اپنا پورا تحفظ کرنے کا اہتمام کریں، کیونکہ 19 جون 2009ء کو لاہور پریس کلب کے باہر جو مظاہرہ کیا گیا اس میں موجود تمام شخصیات اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی ٹیمیں اور ان کا نہایت قیمتی ساز وسامان اصولی طور پر غیر محفوظ تھا جبکہ مظاہرین نہایت بروقت پہنچ گئے تھے۔5 بجے شام مظاہرین نے وہاں پہنچنا تھا اور ٹھیک 5 بجے شام مظاہرین وہاں پہنچ چکے تھے۔نصف گھنٹہ پہلے وہاں موجود تھے اور محسوس کررہے تھے کہ تمام لوگوں کے حوصلے نہایت بلند تھے اور فضا میں خوف وتخویف کے اثرات موجود نہیں تھے، ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کی بڑی تصاویر والے بینرز بھی نصب کردیئے گئے تھے، جامعہ کریمیہ حسن پارک روڈ بلال گنج لاہور کے طلباء واساتذہ نے اس مظاہرے میں نمایاں طور پر حصہ لیا، مرگ بر امریکہ اور گو طالبان گو اور ڈاکٹر تیرے جاں نثار بے شمار بے شمار، کے نعرے بھی لگائے جارہے تھے، قاری خان محمد قادری، پیر اطہر القادری، نعیم عارف نوری، سید خرم ریاض، مولانا محمد علی نقشبندی اور انجینئر سلیم اللہ بھی موجود تھے، اس مظاہرے میں "نعیمین ایسوسی ایشن" پاکستان نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ مقررین نے ابتدا لاؤڈ سپیکر کے بغیر اور پھر لاؤڈ سپیکر کی مدد سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے واضح کیا دہشت گردوں کا مکمل صفایا کردیا جائے گا اور پاکستان کی مساجد، مدارس اور دیگر اداروں کو مکمل طور پر محفوظ کردینے کی کاوش جاری رکھی جائے گی۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور 20 جون 2009ء

عقیدہ۔مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے اگرچہ روح بدن سے جدا ہوگئی مگر بدن پر جو گزرے گی روح ضرور اس سے آگاہ متاثر ہوگی جس طرح حیات دنیا میں ہوتی ہے بلکہ اس سے زائد۔ دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں۔ مگر راحت ولذت روح کو پہنچتی ہے اور ان کے عکس بھی جسم ہی پر وارد ہوتے ہیں۔ اور کلفت واذیت روح پاتی ہے اور روح کے لئے خاص اپنی راحت والم کے الگ اسباب ہیں جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے بعینہٖ یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔ (بہار شریعت)

اسرار بخاری

ایک عالی وقار تھا نہ رہا

شرافت، دیانتداری، رواداری، بردباری، علمیت اور قناعت کو اگر انسانی شکل دے دی جائے تو بلاشبہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شخصیت سامنے آ جائے گی ان کی ذات ان چھ عناصر کا زندہ نمونہ تھی دس بارہ سال قبل ایک انٹرویو ان سے تعلق کی بنیاد بنا توہین رسالت ﷺ کے حوالے سے دیوبندی اور اہلحدیث علماء کے بعد میں ایک بریلوی عالم دین کا انٹرویو کرنے گیا تھا ان کی مرنجان مرنج شخصیت نے گویا اسیر کر لیا اور پھر یہ ہوا کہ وہ میرے لئے ''بوقت ضرورت کی چیز'' بن گئے۔

مجھے کسی بھی مسئلے یا موضوع پر ایڈیٹر کی جانب سے دو تین گھنٹے کے اندر ہنگامی انٹرویو کی ہدایت ملتی تو میری انگلیاں بے اختیار ان کا موبائل فون نمبر پش کرنے لگتیں حالانکہ رات دس گیارہ بجے کا وقت ہوتا اور اگر دن کا وقت ہوتا تو میں بغیر کسی اطلاع کے جامعہ نعیمیہ پہنچ جاتا مصروفیت کے باوجود انہوں نے کبھی کوئی عذر کیا اور نہ کبھی اچانک آ دھمکنے پر ناگواری کا اظہار کیا۔ ہاں یہ ضرور ہوتا کہ یہ انٹرویو کئی وقفوں میں ہوتا اس دوران وہ فون کالیں وصول کرتے، آنے والے افراد سے گفتگو کرتے، آفس کے ذمہ داروں کو ہدایات جاری کرتے رہتے ان کی یادداشت کی خوبی تھی کہ اکثر میرے ذہن سے نکل جاتا کہ بات کس فقرہ پر رکی تھی مگر وہ سلسلہ کلام وہیں سے شروع کرتے ان سے پہلے نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم میرے لئے اسی طرح ''بوقت ضرورت کی چیز'' ہوا کرتے تھے۔ سرفراز نعیمی کا تعلق اگرچہ بریلوی مکتب فکر سے تھا، مگر ان کی ذات دیوبندی اور اہلحدیث ہی نہیں جو سنیوں کے ہی فرقے ہیں شیعوں کے لئے بھی محترم اور قابل شخصیت تھے۔ حضرت شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلا کو انہوں نے کافی حد تک پورا کیا تھا دیوبندیوں کی بڑی درسگاہ جامعہ اشرفیہ میں ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی درخواست خود مولانا فضل رحیم نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی سے ہی کی تھی۔ جنرل مشرف کے دور میں ان پر 13 مقدمات بنائے گئے اور وہ قید و بند کے مرحلوں سے بھی گزرے۔ میں نے ان کا آخری انٹرویو'' ہفت روزہ ندائے ملت'' شمارہ 18، 6 مئی کو کیا جس میں انہوں نے اتفاق کیا کہ مالاکنڈ میں نظامِ شریعت کی نگرانی اور رہنمائی کے لئے بریلوی اور دیوبندی علماء کا مشترکہ بورڈ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

نہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ بریلوی اور دیوبندی مسلک میں نماز ایک، کلمہ ایک، قرآن حکیم اور رسول کریم ﷺ ایک بلکہ فقہ حنفیہ بھی ایک ہے۔ بس بعض اعتقادات میں فرق ہے اس لئے وہ مل کر چل سکتے ہیں ان کی ذات کے مختلف پہلوؤں کے لئے پوری کتاب چاہئے یہ چند ذاتی تجربات ہیں انکی ذات اہل دین ہوں یا اہل دنیا ایک کھلا پیغام ہے، عزت مال ومنال سے نہیں کردار سے ملتی ہے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور، 19 جون 2009ء

عقیدہ۔ یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں۔ محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔

عقیدہ۔ موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں نہ یہ کہ روح مر جاتی ہو۔ جو روح کو فنا مانے بدمذہب ہے۔

عقیدہ۔ مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اس کے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔

عقیدہ۔ جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت اس کو قبر دباتی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ہے ۔ اور اگر کافر ہے تو اس کو اس زور سے دباتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔

عقیدہ۔ مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسب مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے ۔ بعض کی قبر پر، بعض کی چاہ زمزم شریف میں، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، بعض کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں مگر کہیں ہوں اپنے جسم سے ان کو تعلق بدستور رہتا ہے جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتے پہچانتے اس کی بات سنتے ہیں بلکہ روح کا دیکھنا قرب قبر ہی سے مخصوص نہیں۔ اس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے کہ ایک طاہر پہلے قفس میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔

(بہار شریعت)

رانا شفیق پسروری

آہ! ڈاکٹر سرفراز نعیمی!

ڈاکٹر سرفراز نعیمی درجہ شہادت پر فائز ہو گئے ہیں ان کی زندگی تمام تر علم و آگہی اور دین و نیک نیتی کے لئے وقف تھی، ان کے اخلاص و تحرک، صلح جوئی اور تحمل کا تقاضا تھا کہ جس طرح دنیا میں وہ ہر ایک کے ہاں عزت و اکرام کا مقام رکھتے ہیں، اسی طرح ان کا سفر آخرت بھی شاندار ہو۔ سو آج وہ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں تو ہر آنکھ اُن کے لئے اشک بار اور ہر زبان پر اُن کی مدحت و مقام کے الفاظ و کلمات ہیں، ہر طبقہ فکر سے سنجیدہ فکر لوگ اُن کی اس طرح رخصتی پر غمگین، افسوس زدہ اور فکر مند ہیں۔ وہ سوچ رہے ہیں کہ صلح جو اور معتدل مزاج ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو اگر خون میں نہلایا جا سکتا ہے تو پھر کون ہے جو زندگی کا حق دار ٹھہرے؟

ڈاکٹر سرفراز نعیمی جتنی بڑی شخصیت کے مالک تھے۔ اتنی ہی ان میں انکساری اور تواضع تھی۔ سادہ و پروقار اور متانت سے لبریز، کسی بات پر اختلاف ہوتا تو مسکراتے ہوئے اختلاف رائے کا اظہار کرتے۔ اُن کی مجلس میں ہر ایک کو راہ تھی۔ ان کے مدرسہ و مکتب میں بند ہونے کے لئے دروازے موجود نہ تھے۔ جامعہ نعیمیہ کے "کلاس روم" بھی "کھلے تھے" فرش نشین طلبہ جہاں علم و آگہی حاصل کرتے اور بصیرت کے رمز آشنا بنتے تھے، ان کے لئے یہ روشن راہیں کھولنے والا متین و سنجیدہ شخص یہی ڈاکٹر سرفراز نعیمی تھا۔ جو آج ہر ایک کو غم زدہ و رنجیدہ کر کے آخرت کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے۔

یوں تو اُن کی علمی شخصیت ہر ایک کے ہاں مقبول تھی، ذرائع ابلاغ ان کی روشن فکر و خیال سے رہنمائی حاصل کرتے ہی رہتے تھے، مگر روزنامہ پاکستان سے ان کا ایک خاص تعلق بن چکا تھا۔ جناب مجیب الرحمن شامی سے بھی بہت اچھے تعلقات تھے، اور ہم جیسے طالب علموں سے بھی وہ محبت و شفقت کا سلوک کرتے رہتے تھے۔ "پاکستان فورم" مستقل طور پر ان کی "فکر گاہ" تھا۔ جہاں وہ روزمرہ مسائل و معاملات پر روشنی بکھیرتے رہتے۔ دینی و معاشرتی حوالے سے (شاید ہی) کوئی ایسا فورم ہو، جہاں وہ تشریف نہ لائے ہوں وہ بروقت آتے اور موضوع کی مناسبت سے جچے تلے انداز میں مدلل گفتگو کرتے، کسی کی بات سے اگر اختلاف ہوتا، تو مسکراتے ہوئے کوئی علمی یا لفظی چٹکلہ چھوڑتے اور پھر

مسکراتے مسکراتے اپنی اختلافی رائے کا اظہار کر جاتے۔ میں نے ان کو ہر ایک سے ہنس کر ملتے اور ہر ایک کو ان سے مسکرا کر ملتے دیکھا ہے۔ ہر ایک کے ہاں ان کے لئے احترام تھا۔ وہ واقعتاً ایک علمی شخصیت کے مالک تھے جن کے ہاں اختلاف رائے مخالفت اور بلاوجہ کی تلخی کا باعث کبھی نہیں بنتا۔ ان سے اختلاف رکھنے والے بھی اُن سے مخالفت کا سوچ نہیں سکتے تھے۔ وہ ایسے بالکل نہ تھے کہ جن کے حوالے سے اس طرح کی خونی واردات کا سوچا بھی جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس سانحہ کی خبر ملی تو دل ودماغ ماننے کو تیار نہ تھے، ہم کیا کوئی بھی اُن کے بارے میں اس طرح کی خبر سننے اور ماننے کو تیار نہ تھا، جن ظالموں نے یہ مذموم ترین کاروائی کی ہے۔ ان کو کیا خبر کہ انہوں نے اسلامیان پاکستان کا کتنا بڑا نقصان کیا ہے۔ اس طرح کے معتدل اور روشن فکر علماء کرام بہت کم ہیں کہ جن کے پاس بیٹھ کر مختلف فرقوں کے درمیان اختلافی معاملات کو نمٹایا جا سکے۔ ملک وقوم کے دشمن اور اسلام و مسلمانوں کے مخالف تو چاہتے ہیں کہ فرقہ واریت کو پھیلا کر مسلم معاشرے میں ایسا زہر گھول دیا جائے کہ پھر کسی بیرونی دشمن کی ضرورت ہی نہ رہے۔ ایسے میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شخصیت ایک تریاق کی حیثیت رکھتی تھی کہ جن کے پاس بیٹھ کر دشمنوں کی کاروائیوں کو ناکام اور فرقہ وایت کا علاج کیا جا سکتا تھا۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی سربراہی میں قائم کئی تنظیمیں اور فورم تھے، مگر ''مجلس شرعی علمی'' محض اسی غرض سے تھی کہ مختلف مکاتب فکر کے جید علماء کرام ومقتدر زعماء، عظام مل بیٹھ کر اُمت مسلمہ کے مسائل کا حل ڈھونڈ سکیں۔ گزشتہ تھوڑے عرصے میں اس مجلس کے کئی اجلاس یکے بعد دیگرے ہو چکے تھے۔ اُن کی روشنی میں میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ''ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو اگر سوات آپریشن کی حمایت کی وجہ سے ٹارگٹ بنایا گیا ہے تو غلط بنایا گیا ہے۔''

یہ ٹھیک ہے کہ پاکستان میں کھل کر بریلوی مکتب فکر کے علماء سوات کے فوجی آپریشن کی حمایت کر رہے ہیں۔ مگر ڈاکٹر سرفراز نعیمی اس معاملے میں اتنے آگے نہ تھے، وہ سوات آپریشن پر جس اعتدال سے بات کرتے تھے، اس میں دیگر مکاتب فکر کے لوگ بھی شامل تھے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اپنے ہم مسلک لوگوں میں ڈاکٹر صاحب ہی ایسے تھے جو سب سے زیادہ قابل احترام اور متفقہ شخصیت کے مالک تھے۔ اور شاید اسی لئے اُن کو نشانہ بنایا گیا ہے تا کہ اُن کے سانحے کے حوالے سے پاکستان کو فرقہ وارَیت کے حوالے کر دیا جائے۔ واقعتاً دشمن نے بڑا گہرا اور خطرناک وار کیا ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کے ورثاء نے غم واندوہ کے باوجود اس پر بصیرت کا مظاہرہ کر کے ایک بار تو دشمنوں کو ناکام کر دیا ہے۔ ویسے بھی ڈاکٹر صاحب کی شخصیت سے کسی مروجہ مسلک کو ایسا اختلاف قطعاً نہ تھا کہ کوئی اتنے غلط اور بھیانک اقدام کے متعلق سوچ بھی سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے سانحے کا سن کر ہر ایک دکھی ہو گیا اور بے شمار افراد

بے ساختہ جامعہ نعیمیہ کی طرف چل دیئے تھے۔

جانے والا، غم زدہ کر کے اپنے سفر پر چلا گیا، پیچھے باتیں اور دکھ رہ گیا ہے یا فکر مندی بچی ہے کہ کوئی اور ایسا، اس طرح کے سانحے کے حوالے نہ ہو جائے۔ ہاتھ دعاؤں کے لئے اٹھ رہے ہیں۔ بار الٰہ اس ملک وقوم کی حفاظت فرما، جو گم کردہ راہ ہیں اُن کی ہدایت دے اور ڈاکٹر نعیمی صاحب کی ذات کو ہمارے لئے حوصلہ وہمت اور استقامت کا ذریعہ بنادے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافیہ واعف عنہ (آمین)۔

روزنامہ پاکستان لاہور، 14 جون 2009ء

ائمہ کرام فرماتے ہیں۔ (اِنَّ النُّفُوسَ الْقُدسِیَہ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِیَّۃ اِتَّصَلَتْ بِالْمَلَاءِ لَا عَلٰی وَتَرٰی وَ تَسْمَعُ الْکُلَّ کَالْمُشَاھِد) بیشک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے حاضر ہیں حدیث میں فرمایا (اِذَامَاتَ الْمُؤمِنُ یُخَلّٰی سِرْبُہٗ یَسْرَحُ حَیْثُ شَاءَ) جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔ شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں "روح را قرب وبعد مکانی یکسان است" کافروں کی خبیث روحیں بعض کی ان کے مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہ برہوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک بعض کی اس کے بھی نیچے سجین میں اور وہ بھی ہیں ہو جو اس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اسے دیکھتے پہچانتے بات سنتے ہیں مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں کہ قید ہیں۔

عقیدہ۔ یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں۔ محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔

عقیدہ۔ موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں نہ یہ کہ روح مرجاتی ہو۔ جو روح کو فنا مانے بدمذہب ہے۔

(بہار شریعت)

عباس اطہر

اصل سوالات

ایوب خان کے زمانے میں مزدوروں اور طلبا کے تقریباً ہر مظاہرے میں ایک شعر بینروں کی زینت ضرور بنا کرتا تھا۔

ستون دار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
جہاں تک یہ ستم کی سیاہ رات چلے

جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو میں نماز جمعہ کے بعد ایک خودکش حملہ میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر مجھے بے ساختہ یہ شعر یاد آ گیا۔ ایوب دور سے مشرف دور تک پاکستان پر مسلط رہنے والی ستم کی سیاہ رات کی نوعیت اور تھی اور موجودہ سیاہ رات کی نوعیت بالکل اور وہ دور جمہوریت کی جدوجہد کے دوران آمریت کے اندھیرے میں سروں کے چراغ جلانے کا تھا۔ یہ سیاہ رات 9/11 کے بعد ہمارا مقدر بنی۔ ہم دباؤ میں آ کر افغانستان میں امریکی جنگ کا حصہ بنے اور پھر ہمارے اپنے گناہ ہمارے گلے کا ہار بن گئے۔

افغان جہاد میں ہم اور ہمارے مرحوم فوجی آمر جنرل ضیاء الحق رضا کارانہ طور پر روس کے خلاف جنگ میں کودے تھے۔ انہوں نے امریکہ سے پیسہ اور اسلحہ لیا۔ لاکھوں افغان مہاجرین کو اپنے ملک میں عارضی پناہ اور مستقل رہنے کی رعایت دے کر ملک کو ہیروئن اور کلاشنکوف کلچر سے مالا مال کیا اور پھر ہم نے اپنی ''اوقات'' کا اندازہ لگائے بغیر یہ سمجھ لیا کہ چین سے چیچنیا تک ''مجاہدین'' بھیج کر ہم دنیا کی فتح کا سلسلہ شروع کر سکتے ہیں۔ ہم نے ''سٹرٹیجک ڈیپتھ'' کا لالچ اپنے دل ودماغ میں پالا، افغانستان میں ایک اجڈ اور بے عقل ٹولے کی حکومت کو قائم کرنے اور اس کے پھلنے پھولنے میں بھرپور حصہ لیا۔ مذہبی انتہا پسندوں کی یہ حکومت مہذب دنیا کا حصہ بننے کے بجائے اس کے لئے خطرہ بنی۔ اسامہ بن لادن اور القاعدہ کے جنگجوؤں کو پناہ دے کر امریکہ اور یورپ کے نشانے پر آئی اور اپنا ''تورا بورا'' کروا بیٹھی۔

9/11 کے بعد پاکستان امریکہ کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیتا تو اسے ایک اور طرح کی

تباہی کا سامنا کرنا پڑتا۔ یہ تباہی کسی بھی صورت میں اتنی خوفناک نہ ہوتی جس کا آج سامنا ہے لیکن ہماری مجبوریوں کے علاوہ جنرل پرویز مشرف کی ہوس اقتدار نے ہمیں تباہی کی موجود جنگ میں دھکیل دیا۔ جنرل موصوف کا خیال تھا کہ ''امریکی مجاہد'' بن کر وہ بھی جنرل ضیاء الحق کی طرح تاحیات ملک پر قبضہ برقرار رکھ سکتے ہیں اور اپنے پیشرو کے مقابلے میں اتنے دانشمند ہیں کہ کوئی ایسا وقت بھی نہیں آنے دینگے۔ جب وہ امریکیوں کے لئے اتنا بڑا بوجھ بن جائیں کہ وہ انہیں بھسم کرنے پر تل جائے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں جنرل مشرف کی دوغلی دانشمندی کا نتیجہ یہ نکلا کہ قبائلی علاقے پر ہماری عملداری ختم ہوئی۔ وہاں خودکش بمبار بنانے والی فیکٹریاں قائم ہوئیں اور پاکستان کے دشمنوں کی طرف سے اتنا اسلحہ اور پیسہ آیا کہ قبائلی علاقہ عملی طور پر پاکستان دشمن مسلح سلطنت میں تبدیل ہو گیا۔ اس سلطنت کے کئی حکمران ہیں اور ان کے ایجنڈے اور نظریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ کوئی امریکہ کو شکست دینا چاہتا ہے اور کسی کا خیال ہے کہ دنیا میں اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے پاکستان کو تباہ کرنا اور افغانستان جیسا کھنڈر بنانا ضروری ہے۔ غیر ملکی اسلحہ اور پیسہ نہ مل رہا ہو تو دہشت گردوں کے یہ گروہ چند دنوں میں تتر بتر ہو سکتے ہیں لیکن حیرت کی بات ہے کہ امریکہ ان کے سپلائی روٹ بند کر سکا ہے نہ ہی پاکستان کو خاص کامیابی ہوئی ہے۔ سیٹلائٹ ٹیکنالوجی سمیت امریکہ کا انٹیلی جنس نیٹ ورک پوری دنیا پر محیط ہے۔ پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے بارے میں یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ بھارت کی ''را'' اور اسرائیل کی ''موساد'' سے برتر ہیں لیکن عملی صورتحال یہ ہے کہ دونوں ملکوں کی انٹیلی جنس اب تک یہ پتہ نہیں چلا سکی کہ دہشت گردوں کو اسلحہ اور پیسہ کن ممالک کی طرف سے آتا ہے۔ اس کا روٹ کیا ہے اور ان کی سپلائی لائن کیسے منقطع کی جا سکتی ہے۔

دہشت گرد تباہ کن بارود کی گاڑیاں تیار کر کے آسانی سے پاکستان کے ہر شہر میں اپنی پسند کے ٹارگٹ پر پہنچ رہے ہیں۔ خودکش بمباروں کو کسی بھی عمارت یا ہجوم میں آسانی سے داخل کروا لیتے ہیں ہر سانحہ کے بعد ہمارے تفتیشی ادارے اس طرح کی کوئی نہ کوئی خوشخبری ضروری چھوڑتے ہیں کہ ایک یا ایک سے زیادہ ملزم پکڑ لئے گئے ہیں۔ لیکن آج تک یہ پتہ چلانے میں کامیاب نہیں ہو سکے کہ حملہ میں استعمال ہونے والا خودکش بمبار یا گاڑی کہاں پر تیار ہوئی۔ کس راستے سے اپنے ٹارگٹ تک پہنچی اور اسے مقامی طور پر کس قسم کے لوگوں یا گروہوں سے رہنمائی ملی۔

پچھلے دو تین ہفتوں میں لاہور، پشاور اور دوسرے شہروں پر خودکش حملوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ دن کے وقت ٹریفک کم کم اور ڈری ڈری سی لگتی ہے بازار سر شام بند ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف ایک سناٹا اور خوف طاری ہے۔ دہشت گردوں نے اپنی یہ طاقت منوا لی ہے کہ وہ جسے چاہیں ہٹ لسٹ پر رکھ سکتے

ہیں۔ اور جب چاہیں اس کا کام تمام کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی مالاکنڈ میں فوجی کاروائی کے اعلانیہ حامی تھے۔ حکومت کہتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے سیکورٹی نہیں مانگی۔ کیا حکومت کو علم نہیں تھا کہ وہ طالبان کے کھلے مخالف ہونے کے سبب دہشت گردوں کا ٹارگٹ بن سکتے ہیں؟ اگر سچ مچ حکومت ان کی زندگی کو لاحق خطرات سے بے خبر تھی تو اسے شاباش دینی چاہئے۔ پچھلے چند ماہ میں دہشت گردوں نے اتنی کامیابی سے اپنے ٹارگٹ ہٹ کئے ہیں کہ حکمرانوں کو اپنے علاوہ ہر اس مذہبی یا سیاسی لیڈر کی سیکورٹی کا بندوبست کرنا چاہئے جو دہشت گردوں کی کھلی مخالفت کر کے خطرات مول لے رہا ہے۔ یہ تھیوری اپنی جگہ کہ خودکش حملوں کو نہیں روکا جا سکتا لیکن اس نااہلی کا کیا جواز ہے کہ درجنوں خودکش حملوں کے باوجود ابھی تک یہ سراغ نہیں ملا کہ حملہ آور کون ہیں۔ وہ کہاں سے چلتے اور کس طرح ٹھیک اپنے ٹارگٹ پر آ پہنچتے ہیں جو بظاہر ان کے لئے اجنبی شہروں کے ایسے مقامات ہوتے ہیں جو انہوں نے پہلے کبھی دیکھے تک نہیں ہوتے۔ کہیں معاملہ یہ تو نہیں کہ دہشت گردی کے خفیہ اڈے ہمارے شہروں کے اندر موجود ہیں اور حملہ آور باہر سے نہیں اندر سے ہی آتے ہیں۔ کیا ہماری انٹیلی جنس ایجنسیاں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ایک دوسرے سے جھگڑنے کے بجائے اصلی سوالوں کے جواب تلاش کر سکتے ہیں؟

روزنامہ ایکسپریس لاہور، 14 جون 2009ء

عقیدہ۔ مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اس کے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔

عقیدہ۔ جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت اس کو قبر دباتی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ہے۔ اور اگر کافر ہے تو اس کو اس زور سے دباتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔

(بہار شریعت)

تنویر قیصر شاہد

نعتِ کبریٰ کی شہادت

ہمارے ہاں کتنے علمائے دین اور مفتیانِ کرام ہوں گے جو ڈاکٹریٹ کی ڈگری رکھتے ہیں؟ ڈا
مفتی محمد سرفراز نعیمی علیہ الرحمہ ایسے ہی خوش قسمت علماء میں سرفراز تھے۔ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب
بلند مرتبت صاحبزادے وہ مفتی محمد حسین نعیمی جنہوں نے مفتی نعیم الدین مرادآبادی ایسے استاذ الاسا
اور صوفی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے۔ ان کے ہم جماعتوں میں پیر کرم شاہ الازہری بھی تھے اور
نوراللہ صاحب بصیرپوری بھی۔ اپنے استاذ اور مرشد کے نام سے لاہور میں جامعہ نعیمیہ ایسا مستند د
ادارہ قائم کیا۔ میاں نواز شریف کے سارے خاندان نے اُن سے قرآنِ مجید پڑھا اور قرأت اور تجو
علم بھی حاصل کیا۔ مفتی محمد حسین نعیمی اور میاں شریف مرحوم کے درمیان محبتوں اور عقیدتوں کا یہ سفر لا
کے چوک دالگراں سے لے کر گڑھی شاہو کی جامعہ نعیمیہ اور وہاں سے ماڈل ٹاؤن میں شریف برادر
کے دولت کدوں تک پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ اس پس منظر میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ میاں محمد نواز شری
13 جون کو اپنے استاذ کے جید شہید بیٹے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی میت کے سرہانے غم زدہ کھڑے ہیں
ڈبڈبائی آنکھوں سے اُن کے ہاتھوں نے شہید کی خون سے تر داڑھی تھام رکھی ہے تو عقیدتوں کے ا
سفر کی داستان سمجھ میں آتی ہے۔ اللہ نے علم محنت، سادگی اور استغنا کی جو دولت مفتی محمد حسین نعی
عنایت فرما رکھی تھی۔ عظیم والد نے یہ دولت بطورِ میراث ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو منتقل کر دی۔ وہ قاری
تھے اور حافظِ قرآن بھی۔ ایل ایل بی اور ایم اے بھی کیا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کی تھی مگر
زعمِ علم کا شکار ہوئے۔ نہ تقویٰ پر نازاں ہوئے ثمر دار شاخ کی طرح بس جھکے ہی رہے۔ اسی۔۔۔۔
و اسلوب میں اپنے خالق کے حضور پیش ہو گئے۔

اُن کی شہادت کے بعد جتنے بھی مضامین اور کالم شائع ہوئے ہیں، بعض میں یہ بات خصوصی
پر کہی گئی کہ شہید ڈاکٹر سرفراز نعیمی فرقہ پرستی کے تعصبات سے پاک تھے۔ یہ سچ ہے، ڈاکٹر نعیمی صاح
کی زندگی اتحاد بین المسلمین کے جذبات سے عبارت رہی لیکن گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران دیوبن
مسلک رکھنے والے طالبان نے جس طرح بریلوی مکتب فکر کے دینی مدارس، شخصیات اور عام لوگو

ری نفرت کا ہدف بنایا۔ اس نے علامہ سرفراز نعیمی صاحب کی زندگی میں جوہری تبدیلیاں پیدا کر دی تھیں۔ گزشتہ چھ ماہ کے دوران مری ان سے جتنی بھی ملاقاتیں ہوئیں (جن میں حضرت مولانا ضیاء الحق علی پوری صاحب اور دانشور نواز کھرل صاحب خصوصی طور پر موجود رہے) راقم نے بطورِ خاص اس تبدیلی کو محسوس کیا۔ وہ بار بار فرماتے تھے۔

"ہم نے ہمیشہ صلح جوئی اور محبت گوئی کا مظاہرہ کیا لیکن طالبان کے پُشتی بان علماء کی طرف سے ہمیں تعاون و محبت اور برابری کا احساس کبھی نہ دلایا گیا۔"

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مولانا سرفراز نعیمی صاحب نے طالبان رویے کے خلاف جتنے بھی جلسے جلوس لے اور کنونشن منعقد کئے، مخالف مسلک کے علماء کو مدعو کرنے سے گریز اور پرہیز ہی کیا۔ شہادت سے دو روز قبل 10 جون 2009ء کو آپ نے ایوان اقبال میں طالبان رویوں کے خلاف جو شاندار کنونشن منعقد کروایا، اُس میں دیوبندی مکتبِ فکر کے کسی بھی عالم دین کو مدعو نہیں کیا گیا تھا۔

اسی طرح کے دو واقعات اور بھی پیش آئے تھے۔ دیوبندی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین پیر سیف اللہ صاحب نے لاہور کینٹ میں واقع اپنے شاندار مدرسے جامعہ منظور الاسلامیہ میں ایک کنونشن کے سلسلے میں جب ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو شرکت کی دعوت دی تو مولانا مرحوم نے شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ بعد ازاں جماعت الدعوۃ کے مرکزی رہنما اور ہمارے دوست امیر حمزہ نے اپنی اور حافظ محمد سعید صاحب کی دو کتابوں کی تقریب رونمائی کے لئے مقامی ہوٹل میں منعقد ہونے والی ایک تقریب میں نعیمی صاحب کو شرکت کی دعوت دی لیکن مولانا سرفراز صاحب نے اس میں بھی شریک ہونے سے معذرت کر لی تھی۔ ڈاکٹر نعیمی نے حتمی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ کسی بھی ایسی دینی جماعت کے جلسے جلوس، اجتماع اور کنونشن میں شریک نہیں ہو گے جو گولی کی زبان میں بات کرنا اپنا شعار سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور جو طالبان کی پُشتی بانی کر کے مملکتِ خُداداد کے وجود کے درپے ہیں۔ مخالف مسلک کو بھی اس تبدیلی کا احساس و ادراک ہو گیا تھا اور انہیں اس تبدیلی کا رنج بھی تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر نعیمی صاحب کی نماز جنازہ میں دوسرے دیوبندی مکتب فکر کی کسی بھی اہم شخصیت نے شریک ہونے کا تکلف گوارا نہ کیا۔ یہ ہے وہ خطرناک تقسیم جو دونوں مسالک کے درمیان پیدا ہو چکی ہے۔ مولانا فضل الرحمن صاحب نے بھی اس تقسیم کو ہوا دینے کی کوشش کی ہے۔ 14 اور 15 جون 2009ء کی درمیانی رات ایک نجی ٹی وی چینل پر مولانا فضل الرحمن کا انٹرویو نشر ہوا۔ اس میں آنجناب نے بریلوی علماء کو "فرقہ پرست" قرار دیا۔ اُن کا کہنا 17 مئی 2009ء کو اسلام آباد کے کنونشن سنٹر میں صاحبزادہ فضل کریم کی زیر قیادت ہونے والے

طالبان مخالف ایک اجتماع کی طرف تھا، جس میں پورے پاکستان سے کسی ایک بھی دیوبندی عالم
دعوت نہیں دی گئی تھی۔ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ دیوبندی مسلک کے قائد مولانا فضل الرحمٰن
سے مذکورہ انٹرویو میں جب پوچھا گیا کہ کیا آپ خودکش حملوں کو حرام سمجھتے ہیں تو انہوں نے واضح جواب
دینے سے انکار کر دیا تھا۔

غلامی رسول ﷺ میں موت کو بھی قبول کر لینے کا عملی ثبوت فراہم کرنے والے ڈاکٹر سرفراز نعیمی
شہادت کا تاج زیب سر کر کے ہم سے بظاہر جدا ہو چکے ہیں لیکن دل و دماغ اسے قبول نہیں کرتا۔ رفتی
لے نہ از دلِ ما۔ کہا جا رہا ہے کہ اُن کی شہادت کے بعد صوفیوں کے نام لیوا طالب کے ڈر سے گھر
کے دروازے بند کر کے خاموش ہو گئے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اب طالبان کی جارحیت اور بربر
کے خلاف بریلوی مکتب فکر کی زبانوں پر قفل پڑ جائے گا؟ کیا ایسا ہی ہے؟ سرفراز نعیمی صاحب
شہادت کے بعد اُن کے اکلوتے صاحبزادے راغب حسین نعیمی صاحب کی طرف سے تحریک طالبان
پاکستان کے رہنما بیت اللہ محسود کے خلاف قتل کی جو ایف آئی آر درج کرائی گئی ہے۔ وہ اس بات کا
ہے کہ طالبان کا خوف مردانِ وفا کو چھو کر بھی نہیں گزرا۔ جناب راغب نعیمی کی دستار بندی کی تقریب
میں مذہبی امور کے وفاقی وزیر جناب حامد سعید کاظمی بھی بنفسِ نفیس موجود تھے۔ سے خطاب کر
ہوئے راغب صاحب نے صاحبزادہ فضل کریم سمیت بریلویوں کے دیگر جید علمائے کرام نے
اپنے خطاب میں جس طرح طالبان کی مذمت اور طالبان کے خلاف فوجی آپریشن کی حمایت میں بر
بلند ہوئے۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ مسلک طالبان کے خلاف ڈٹا رہے گا اور طالبانائزیشن
خلاف اُٹھے قدم واپس نہیں مڑیں گے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کی نماز جنازہ کے موقع پر لا
انتظامیہ نے راغب نعیمی اور بریلویوں کی اعلیٰ ترین قیادت سے کہا تھا کہ آپ ناصر باغ کی بجائے
نعیمیہ کے اندر ہی یہ فریضہ انجام دے لیں کیونکہ طالبان کی دہشت گردی کا شدید خطرہ ہے۔
جماعتِ اہلسنت والجماعت کے قائدین نے کہا کہ نماز جنازہ ناصر باغ ہی میں ادا ہوگی خواہ ہم
طالبان کے ہاتھوں مارے جائیں۔ پھر بہت سی رکاوٹوں کے باوجود جس طرح ہزاروں لوگ پاپیا
جنازہ میں شریک ہوئے، یہ منظر بھی اس امر کا غماز ہے کہ سوادِ اعظم کے وابستگان قطعی طور پر
ظالمان سے خوفزدہ نہیں ہیں۔ سنی اتحاد کونسل کے زیر اہتمام سانحہ جامعہ نعیمیہ کی مذمت میں 19
ملک گیر احتجاج بھی ہو رہا ہے۔ 14 جون 2009ء کو لاہور میں جامعہ نعیمیہ سے ملحق "تنظیم المدارس
دفتر میں سُنی اتحاد کونسل، جس میں بریلویوں کی آٹھ بڑی جماعتیں شامل ہیں۔ کا اجلاس ہوا۔
صدارت مسلم لیگ نواز کے رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ فضل کریم نے کی۔ اس میں فیصلہ کیا گیا

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی یاد میں پشاور کے نشتر ہال میں ایک کنونشن منعقد ہوگا۔ بعض بریلوی علماء کی طرف سے تحفظات کا اظہار کیا گیا کہ پشاور میں شہید نعیمی صاحب کے بارے میں کنونشن نہ کروایا جائے کیونکہ یہ تو طالبان کو مشتعل کرنے کے مترادف ہوگا۔ لیکن ایسے تحفظات کو مسترد کر دیا گیا اور اب یہ کنونشن 12 جولائی کو وہیں منعقد ہوگا۔ کیا یہ مثالیں ایسی ہیں کہ علامہ سرفراز نعیمی کی شہادت نے اہلِ سنت والجماعت کے علماء کو خوفزدہ کر دیا ہے اور زبانیں طالبان کے خوف سے گنگ ہوگئی ہیں۔؟ پروفیسر ناصر بشیر صاحب کا شعر کس وقت یاد آیا ہے۔

گو قتل ہو گیا ہوں میں ظالم کے ہاتھ سے
اک بیج خودسری کا بو گیا ہوں میں!

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے۔ اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ کسی (ا) آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔ جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لئے ہے ورنہ دنیا کی اعلیٰ (۲) سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے۔ اور اس کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے بہتر۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر حور اپنی ہتھیلی زمین و آسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حسن کی وجہ سے خلائق فتنہ میں پڑ جائیں اور اگر اپنا دوپٹا ظاہر کرے تو اس کی خوبصورتی کے آگے آفتاب ایسا ہو جائے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ اور اگر جنت کی کوئی ناخن بھر چیز دنیا میں ظاہر ہو تو تمام آسمان و زمین اس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتی کا کنگن ظاہر ہو تو آفتاب کی روشنی مٹا دے جیسے آفتاب ستاروں کی روشنی مٹا دیتا ہے۔ جنت کی اتنی جگہ جس میں کوڑا رکھ سکیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ جنت کتنی وسیع ہے اس کو اللہ و رسول ہی جانیں۔

(بہار شریعت)

خواجہ جمشید امام

عشق کی شہادت

عشق مصطفی ﷺ سے لبریز اور فکر مصطفی ﷺ کا عملی نمونہ ہونا یقیناً اس اسوۂ حسنہ کی حقیقی پیروی ہے جو رب کائنات صرف اپنے منتخب بندوں کو عطا کرتا ہے۔ وہ جو معشوق اعظم ﷺ کے عاشق حقیقی ہوں انہیں محبوب رکھنا سعادت بھی ہے اور فرض عین بھی۔ میرا ایمان ہے کہ عشق مصطفی ﷺ کے بحر بیکراں کے شناوروں کو موت کبھی نہیں چھوتی۔ وہ صرف شہید ہوتے ہیں جو عارضی زندگی سے حقیقی زندگی کی طرف سفر کا پہلا اور آخری پڑاؤ ہوتا ہے۔ صرف روح کو لباس جسم سے آزاد کرنے کے مرحلے سے گزرنا ہوتا ہے اور وہ حقیقت منتظر اپنے شاہد کو آغوش رحمت میں لے کر ابدی، اعلیٰ اور افضل زندگی کے بلند ترین مقام پر فائز کرنے کے لئے مچل رہی ہوتی ہے۔

سچ کے لئے جان دے دینا یقیناً آخری سچ ہوتا ہے۔ قول، عمل کے وجود میں اتر کر اس حرف حرف کی گواہی دے دیتا ہے جس کا دعویٰ منبر پر بیٹھ کر کیا جاتا ہے اور دار کو انعام مصطفی ﷺ سمجھ کر گردن میں ڈالتے ہوئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ مصطفوی طوق غلامی ہے جس پر کائنات کی ہر آزادی قربان کی جا سکتی ہے۔ فکر مصطفی ﷺ کے رکھوالوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ جان عزرائیل کے نہیں عشق مصطفی ﷺ کے سپرد کرتے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک وہ ہستی واحد ہیں جن کی زندگی کے ہر لمحے کو خیر کثیر نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کیا ہے۔ وجہ کائنات ﷺ کا دین امن، محبت، اخوت اور ریشم کی طرح نرم ہے اللہ کی واحدانیت اور مقام مصطفی ﷺ پر مصلحت اندیشی کفر نہیں، بدترین کفر ہے۔ مصلحت کا وہ ہمہ رنگ زمیں جال جو عقابی آنکھوں کو بھی نظر نہیں آتا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ فرما کر آخرت کی ذلت سے بچائے۔ وہ جو اپنی ہر خواہش کو معشوق اعظم ﷺ کی رضا پر قربان کر دیتے ہیں ان کے نزدیک اس دنیا کی تو کیا اس کے بعد کی دنیا بھی بازیچہ اطفال سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

12 جون بروز جمعۃ المبارک مفتی اعظم ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی جو حدت عشق مصطفی ﷺ میں مانند شمع قطرہ قطرہ پگھل رہے تھے۔ شمع رسالت پر نثار ہوئے۔ انہوں نے عشق مصطفی ﷺ کے دعوے کو سچ

کر دکھانے کے لئے اس راہ میں آنے والے صراط کے تمام پل جس شان سے طے کئے اس نے فرشتوں کو بھی ورطہ حیرت میں مبتلا کر دیا۔ عشق کی راہ میں جان دے دینا تقاضہ عشق بھی ہے اور رسم عاشقی بھی اور جس دھج سے مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے اس رسم کو ادا کیا ہے اسے تو سوچنے کے لئے بھی خیالات کا وضو ہونا ضروری ہے۔ اس دنیا میں آنا انسان کا اختیاری فعل نہیں لیکن اس دنیا میں کسی عظیم مؤقف کے ساتھ باوقار انداز سے زندہ رہنا پھر اپنے موقف کے لئے جان دے دینا انسان کا اختیاری فعل ہے۔ وہ لوگ جو زندگی بارے اپنا موقف رکھتے ہیں وہ عظیم ہوتے ہیں اور وہ جو اپنے مؤقف کے لئے جان دے دیں عظمتیں ان کے در پر سجدہ ریز ہو جاتی ہیں۔ مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی بھی ایسی ہی بابرکت ہستی تھیں جنہوں نے جسم کے لباس کو اس مادی دنیا کے سپرد کیا اور ہمیں زندگی گزارنے کا بنیادی فلسفہ عطا کر کے دیار محبوب کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو حضور کے مؤذن خاص تھے آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کبھی اذان نہیں دی تھی کیونکہ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے دل بھر آتا تھا۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے اصرار سے مجبور ہو گئے اور اذان دینی شروع کی۔ ان کی آواز سن کر حاضرین پر عجب کیفیت طاری ہوئی۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد کا نقشہ آنکھوں کے آگے پھر گیا دل بے چین ہو گئے، سب کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تو ہچکی بندھ گئی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو اللہ کی توحید کے اقرار اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کے جرم کی پاداش میں قتل کیا جا رہا تھا ایک شقی القلب نے ان کے جگر کو چھیدا اور پوچھا کہو اب تو تم پسند کرو گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھنس جائیں اور اس کے عوض میں چھوٹ جاؤں۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے پرجوش لہجے میں کہا خدا جانتا ہے میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جائے اور اس کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔ یہ چند مختصر ترین واقعات ہیں ان عشاق کے جن کے وارث ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور عشق کا یہ مکتب ہے۔

میں نے اپنی زندگی میں مفتی سرفراز ڈاکٹر نعیمی شہید کو بارہا دیکھا۔ پریس کانفرنسوں میں بھی، علماء ومشائخ کے درمیان بھی لیکن اس مرد قلندر کے جسم پر میں نے کبھی قیمتی عباء، دستار یا کوئی خلعت نہیں دیکھی۔ وہ سادگی اور درویشی کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ وہ اہل لاہور کے بہلول تھے جن کے نزدیک زندگی کا واحد مقصد رضائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصول تھا۔ مذہب کی قوت احتساب تمام چیزوں سے بالاتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع فرض کر کے ہم کو پوری دنیا کی مادی واخلاقی غلامی سے آزاد کر دیا۔ مفتی سرفراز نعیمی شہید نے اتباع سنت کا صرف اعلان ہی نہیں کیا بلکہ جب من گھڑت واقعات کو (نعوذ باللہ) شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نافذ کرنے کے لئے وطن عزیز کے گلی

کوچوں میں چنگیزیت کا راج قائم ہوا تو انہوں نے اعلیٰ الاعلان کہا کہ یہ وہ دین نہیں جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور نہ ہی ان لوگوں کا تعلق عشاق کے اس قافلے سے ہے جو قرآن وسنت کا پرچم دنیا بھر میں نبی برحق ﷺ کے طریقہ اخلاق اور درگزر اور صلہ رحمی کے بنیادی اصولوں کو اپناتے ہوئے سربلند کرنا چاہتے ہیں۔ خودکش حملوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کا قتل، فتحِ مکہ کے اس عظیم واقعہ کی نفی کر رہا تھا جب بدترین مخالفین کو رحمت مصطفی ﷺ نے اپنی آغوش میں لے لیا، معصوم لوگوں کا اغوا اور بے رحمانہ قتل، بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کو تاریخ کے آئینے کو دھندلا رہا تھا۔ عاشقان مصطفی ﷺ کے مزارات کو نہ صرف مسمار کیا جا رہا تھا بلکہ ان کے مقدس اجسام کو نکال کر سولیوں پر چڑھایا جا رہا تھا۔ ایسا کرنے والوں کا موقف یہ تھا کہ ان مزارات پر شرک ہوتا ہے۔ یہی وہ لمحہ تھا جب عاشقان مصطفی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر خدانخواستہ ان کا مدینے پر قبضہ ہو جائے تو پھر۔۔۔؟؟؟

ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے خودکش حملوں کو نہ صرف حرام قرار دیا بلکہ طالبان کے ہر غیر شرعی فعل کے مذمت بھی کی۔ وہ جانتے تھے کہ اس اقدام کا منطقی انجام کیا ہوگا لیکن جنگی متاع حیات وصال یار سے زیادہ نہ ہو وہ بھلا کب موت سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے نہ تو دولت کے انبار لگائے اور نہ ہی پر آسائش زندگی کی خواہش۔ ناروے سے چھپنے والے گستاخ خاکوں پر جب پاکستان بھر سے ناموس مصطفی ﷺ کے رکھوالے جوق در جوق نکل رہے تھے مجھے یہ سعادت ہمیشہ رہے گی کہ میں بھی اس احتجاج میں گرفتار ہوا لیکن جلد رہائی نصیب ہوئی مفتی سرفراز نعیمی شہید کئی ماہ تک قید و بند کی صعوبتیں جھیلتے رہے میرے لئے یہ سعادت ہی کافی ہے کہ میں اس احتجاج میں موجود تھا جس میں مفتی سرفراز ڈاکٹر نعیمی شہید بھی شریک تھے۔ روز محشر شاید زندگی کے وہ چند لمحے ہی شفاعت مصطفی ﷺ کے لئے کافی ہوں جو میں نے اس عاشق رسول ﷺ کے ہم رکاب ہو کر چند قدم کا فاصلہ طے کیا۔ مفتی سرفراز نعیمی کی علمی اور مذہبی خدمات لکھنے کے لئے تو میری تحریر اس قابل نہیں۔ میں نے صرف ان احساسات کو تحریر کرنے کی کوشش کی ہے جو خالصتاً میرے اپنے ہیں۔ انہوں نے جس جنگ کے لئے جان دی ہے وہ جنگ اس بچے کی بھی ہے جس نے ابھی رحم مادر میں پرورش پائی ہے۔ دکھ اور قرب میں ڈوبا میں تو صرف یہی لکھوں گا کہ:

میرے رسول ﷺ کہ نسبت تجھے اجالوں سے
میں تیرا ذکر کروں صبح کے حوالوں سے
میرے ضمیر نے قابیل کو نہیں بخشا
میں کیسے صلح کروں قتل کرنے والوں سے

مفتی سرفراز نعیمی نے جان دے کر وہ جنگ جیت لی جسے ابھی اسلام دشمن قوتیں شروع کرنا چاہتی تھیں۔ مفتی سرفراز نعیمی اس پرندے کی طرح جو شام ہوتے ہی اپنے نشیمن کی طرف محو پرواز ہو جاتا ہے زندگی کی شام ہوتے ہی، راہ مدینہ کی جانب رواں دواں ہو گئے۔ عاشقوں کے لئے یہی عیش و دوام اور نشہ سرمدی ہے۔ حیات جاوداں ہے۔

روزنامہ دن لاہور، 11 جولائی 2009ء

اجمال بیان یہ ہے کہ اس میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں میں وہ مسافت ہے جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ رہا یہ کہ خود اس درجہ کی کیا مسافت ہے اس کے متعلق کوئی بھی روایت خیال نہیں۔ البتہ ایک حدیث ترمذی کی یہ ہے کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہو تو سب کے لئے وسیع ہے۔ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سو برس تک تیز گھوڑے پر سوار چلتا رہے اور ختم نہ ہو۔ جنت کے دروازے اتنے وسیع ہوں گے کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستر برس کی راہ ہوگی پھر بھی جانے والوں کی وہ کثرت ہوگی کہ مونڈھے سے مونڈھا چلتا ہوگا بلکہ بھیڑ کی وجہ سے دروازہ چرچرانے لگے گا۔ اس میں قسم قسم کے جواہر کے محل ہیں ایسے صاف و شفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا اندر سے دکھائی دے۔ جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنی ہیں۔ ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، زمین زعفران کی، کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت عدن کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے، ایک یاقوت سرخ کی، ایک زبرجد سبز کی، اور مشک کا گارا ہے اور گھاس کی جگہ زعفران ہے۔ موتی کی کنکریاں، عنبر کی مٹی، جنت میں ایک ایک موتی کا خیمہ ہوگا جس کی بلندی ساٹھ میل۔ جنت میں چار دریا ہیں ایک پانی کا دوسرا دودھ کا تیسرا شہد کا، چوتھا شراب کا، پھر ان سے نہریں نکل کر ہر ایک کے مکان میں جاری ہیں وہاں کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں بلکہ زمین کے اوپر اوپر رواں ہیں۔ نہروں کا ایک کنارہ موتی کا دوسرا یاقوت کا، اور نہروں کی زمین خالص مشک کی۔ وہاں کی شراب دنیا کی سی نہیں جس میں بدبو اور کڑواہٹ اور نشہ ہوتا ہے اور پینے والے بے عقل ہو جاتے ہیں۔ آپے سے باہر ہو کر بیہودہ بکتے ہیں وہ پاک شراب ان سب باتوں سے پاک و منزہ ہے۔ (بہار شریعت)

قاری خان محمد قادری۔ جنرل سیکرٹری تحفظ ناموس رسالت محاذ

شہید ریاست کردار کے آئینہ میں

شہید پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم المرتبہ انسان تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے شہادت کا عظیم رتبہ عطا فرمایا۔ جرات و بہادری کے علم بردار عاجزی وانکساری کے پیکر بناوٹ و تصنع سے محفوظ انسان خلق خدا کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے جن کی ساری زندگی دین کی سربلندی کے لئے وقف تھی حافظ قرآن قاری قرآن عالم مفتی ڈاکٹر وکیل سب علوم وفنون اور اتنی ڈگریاں ہونے کے باوجود انتہائی سادہ مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ڈاکٹر صاحب نے جامعہ نعیمیہ جیسے ادارے کو چلانے کے ساتھ ساتھ ملک وملت کی بہتری کے لئے عملی کوششیں کی 10 اکتوبر 2001ء کو لاہور میں ایک اجلاس بلا کر دفاع اسلام محاذ قائم کیا اس پلیٹ فارم سے کام کا آغاز کیا ان دنوں امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا ڈاکٹر صاحب نے احتجاجی مظاہرے ریلیاں اور سیمینار منعقد کر کے قوم کی راہنمائی کی اور افغانی بھائیوں کے لئے فنڈ قائم کیا محاذ کے پلیٹ فارم سے بڑی تحریکیں چلائیں۔ مجھے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ دس سال کام کرنے کا اعزاز حاصل ہے ڈاکٹر صاحب محاذ کے صدر تھے اور میں نے بطور جنرل سیکرٹری کام کیا آپ نے کبھی مایوسی کا اظہار نہ فرمایا ہمیشہ پر عزم رہتے تھے کسی جلسے یا مظاہرے یا ریلی کا اعلان کر دیا پھر اس پر عمل کر کے دکھایا نعلین شریف کی بازیابی کی تحریک زندگی بھری جاری رکھی 295C میں تبدیلی حدود آرڈیننس پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ قرآن بورڈ پنجاب جس میں دیوبندیوں کی بالادستی کے خلاف آواز اٹھائی امریکی فوجیوں کے ہاتھوں قرآن پاک کی بے حرمتی پر بڑی جرأت کے ساتھ داتا صاحب سے اسمبلی ہال تک ریلی کی قیادت فرمائی گستاخانہ خاکوں کے خلاف 14 فروری 2006ء کو لاہور میں تاریخ ساز جلوس کی قیادت فرمائی اس پر حکومت وقت نے چھ دہشت گردی کے مقدمات کر کے ڈاکٹر صاحب کی گرفتاری کی کوشش حکومت کی ناکامی پر از خود گرفتاری دی اور یہ ثابت کیا کہ غلامان محمد جان دینے سے ڈرتے نہیں پھر کئی ماہ جیل میں گزارنے کے بعد باعزت رہائی ہوئی۔ دین اور وطن کی محبت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی امریکہ اور اس کے ایجنٹوں نے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازشیں شروع کیں تو ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عملی جہاد کا اعلان کیا سب سے پہلا کنونشن

پاکستان بچاؤ کنونشن کے نام 20 اپریل کو تحفظ ناموس رسالت محاذِ کے زیر اہتمام جامعہ نعیمیہ میں منعقد کیا اہلسنت جامعوں کے قائدین کو دعوت دی۔ تمام جماعتوں کے بڑے لیڈر تشریف لائے اس کے بعد ملک بھر میں سلسلہ شروع ہو گیا ڈاکٹر صاحب نے یہود و ہنود اور اُن کے ایجنٹوں کو بے نقاب کیا اس پر آپ کو دھمکی آمیز فون آنے شروع ہو گئے آپ نے اس کی فکر کئے بغیر وطن کی سالمیت کا مشن جاری رکھا۔ 2 جون 2009ء کو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ریگل چوک تک پاکستان بچاؤ ریلی نکالی حکومت کی منت سماجت کے باوجود کہ حالات بہت خراب ہیں۔ آپ ریلی نہ نکالیں یا روٹ مختصر رکھیں ڈاکٹر صاحب اپنے اعلان پر قائم رہے۔ 10 جون کو ایوانِ اقبال میں پاکستان بچاؤ کنونشن جو کہ آپ کی زندگی کا آخری بڑا پروگرام تھا منعقد کیا۔ آپ نے اعلانیہ بھی بڑی سخت تقریر فرمائی۔ اکثر آپ پر تنقید ہوتی تھی۔ کہ آپ میاں صاحب کے آدمی ہیں انھی کی وجہ سے اکثر پروگرام کرتے ہیں۔ جبکہ میں نے دس سالہ زندگی میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی۔ اس کی مثال قرآن آگہی کتاب پر گستاخانہ عبارت جس پر محاذ نے جلوس نکالا میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے فون کر کے جلوس نہ نکالنے کا کہا ڈاکٹر صاحب نے فرمایا جلوس کا فیصلہ محاذ کا ہے ملتوی نہیں ہو سکتا جلوس کی قیادت خود فرمائی اور حکومت پنجاب کے خلاف سخت تقریر فرمائی اللہ تبارک وتعالیٰ ڈاکٹر صاحب کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کے جانشین علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی صاحب کو استقامت عطا فرمائے کہ ڈاکٹر صاحب کے مشن کو آگے بڑھا سکیں۔ آمین۔

ایک روایت میں ہے کہ مرد اپنا ہاتھ اس کے شانوں کے درمیان رکھے گا تو سینہ کی طرف سے کپڑے اور جلد اور گوشت کے باہر دکھائی دے گا۔ اگر جنت کا کپڑا دنیا میں پہنا جائے تو جو دیکھے بے ہوش ہو جائے اور لوگوں کی نگاہیں اس کا تحمل نہ کر سکیں۔ مرد جب اس کے پاس جائے گا اسے ہر بار کنواری پائے گا مگر اس کی وجہ سے مرد و عورت کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اگر کوئی حور سمندر میں تھوک دے تو اس کے تھوک کی شیرینی کی وجہ سے سمندر شیریں ہو جائے۔ اور ایک روایت ہے کہ اگر جنت کی عورت سات سمندروں میں تھوکے تو وہ شہد سے زیادہ شیریں ہو جائیں۔ جب کوئی بندہ جنت میں جائے گا تو اس کے سرہانے اور پائنتی میں دو حوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی مگر ان کا گانا یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی حمد و پاکی ہوگا۔ (بہار شریعت)

قومی اخبارات و رسائل و جرائد کے

اداریے

روزنامہ جنگ، لاہور 13 جون 2009ء

خودکش بم دھماکے میں
ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید

ممتاز عالم دین اور جامعہ نعیمیہ رضویہ لاہور کے بانی مفتی محمد حسین نعیمی کے صاحبزادے ڈاکٹر سرفراز نعیمی خودکش بم دھماکے میں اس وقت شہید ہوئے جب نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنے حجرے میں بیٹھے بعض علما کے ساتھ ملکی حالات پر بات چیت کر رہے تھے۔ بم دھماکے میں ان کے دو ساتھی بھی شہید ہوئے جبکہ متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ اس المناک سانحہ پر ملک کے مذہبی و سیاسی حلقوں نے گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے اور اسے دہشت گردوں کے خلاف سکیورٹی اقدامات کی ناکامی قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے یونیورسٹی کی سطح پر تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جامعہ نعیمیہ میں درس و تدریس کی خدمات انجام دینے کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور وہ اپنے والد گرامی کی زندگی میں جامعہ کو ایک معیاری دینی درسگاہ بنانے میں مصروف عمل رہے۔ وہ ایک عظیم خطیب، عالم دین اور نہایت صحت مند سیاسی شعور کے مالک تھے۔ تمام مذہبی و سیاسی حلقوں میں انہیں بے حد احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ مذہبی رواداری اور قومی اتحاد و یکجہتی کے زبردست داعی تھے۔ ملک کے ممتاز اخبارات و جرائد میں ان کے مذہبی و سیاسی مضامین شائع ہوتے رہے۔ اس سے ان کی وسعت علمی اور دینی و ادبی حلقوں میں مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

روزنامہ نوائے وقت، لاہور 13 جون 2009ء

لاہور اور نوشہرہ میں خودکش دھماکے

پنجاب کے دارالحکومت لاہور کی معروف دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو میں ہونے والے خودکش دھماکے میں اہلسنت والجماعت کے سربرآوردہ عالم دین ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور ان کے ساتھی مولانا خلیل الرحمن سمیت چار افراد شہید اور ایک سو افراد زخمی ہو گئے جبکہ نوشہرہ میں جامع مسجد سپلائی ڈپو میں بھی خودکش حملہ ہوا جس میں اب تک آٹھ افراد کی شہادت اور پچاس کے زخمی ہونے کی اطلاع ہے۔

حکومت کی طرف سے حفاظتی انتظامات اور عسکریت پسندوں کا نیٹ ورک توڑ دینے کے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود لاہور، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان میں دہشت گردی کی وارداتیں تسلسل سے جاری ہیں اور لاہور و نوشہرہ کے واقعات سے ثابت ہو رہا ہے کہ حکومت نے جمعہ کے اجتماعات کی سکیورٹی کیلئے فول پروف انتظامات نہیں کئے تھے۔ فوجی آپریشن کا فیصلہ کرتے وقت اگر ممکنہ ردعمل کو پیش نظر رکھا جاتا اور ان اداروں، مقامات، شخصیات اور طبقات کی حفاظت کیلئے قرار واقعی انتظامات کئے جاتے جو آپریشن کو نشانہ بننے والوں کا یقینی ہدف ہو سکتے تھے تو کسی نہ کسی حد تک ان نقصانات سے بچا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ ملک میں مذہبی منافرت اور مسلکی اختلافات کو بڑھانے کے لئے بھارت اور دیگر اسلام دشمن قوتیں بھی سرگرم عمل ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان اور دیگر مقامات پر ایک خاص مسالک کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنایا گیا جبکہ لاہور میں ملک کے سواد اعظم سے تعلق رکھنے والے ایک ایسے عالم دین کو نشانہ بنایا گیا ہے جو اپنے والد حضرت مفتی محمد حسین نعیمی کی طرح زندگی بھر اتحاد بین المسلمین اور مختلف مسالک کے مابین ہم آہنگی کیلئے جدوجہد اور افغانستان میں امریکی جارحیت کی ہمیشہ مذمت کرتے رہے۔ ڈاکٹر علامہ سرفراز نعیمی نے ہمیشہ مسلکی تعصبات سے بالاتر ہو کر اسلام کی سربلندی اور پاکستان کی سلامتی کو اپنا نصب العین بنائے رکھا جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ فوجی آپریشن کے بعد ففتھ کالمسٹوں اور بھارت کے فرستادہ عناصر کو اپنی کارروائیوں کا موقع مل گیا ہے اور انہوں نے جماعت اہلسنت کے اہم

رہنما اور صلح کل عالم دین کی شہادت کے ذریعے فرقہ ورانہ لڑائی کو بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ملک بھر میں دہشت گردی کی تازہ لہر کے بعد بھی ایک ایسے عالم دین کی حفاظت کے لئے حکومتی سطح پر اقدامات نہیں کیئے گئے جو خودکش دھماکوں کی مخالفت کی وجہ سے ان کا ہدف تھا۔ سی سی پی او لاہور کے بقول ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی سکیورٹی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ لاہور کے سانحہ کے بعد جماعت اہلسنت کے ارکان اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت کے غم سے نڈھال کارکنوں کی دلجوئی کیلئے فوری تحقیقات کا آغاز کیا جائے تاکہ ان کا غم وغصہ ٹھنڈا ہو۔ نوشہرہ اور لاہور کے افسوسناک سانحہ کے بعد حکومت کو نہ صرف موجودہ پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہئے بلکہ مساجد، مدارس اور مذہبی شخصیات کی سکیورٹی کے بھی خصوصی انتظامات کرنے چاہئیں تاکہ اس طرح کے سانحات رونما نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر علامہ سرفراز نعیمی کے درجات بلند کرے اور ان کے متوسلین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

یہ ایک مکان ہے کہ اس قہار جبار کے جلال وقہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اس کی رحمت ونعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات وتصورات جہاں تک پہنچیں۔ وہ ایک شمہ ہیا اس کے بے شمار نعمتوں سے، اسی طرح اس کے غضب وقہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف واذیت کہ ادراک کی جائے ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا۔ قرآن مجید واحادیث میں جو اس کی سختیاں مذکور ہیں ان میں سے کچھ اجمالاً بیان کرتا ہوں کہ مسلمان دیکھیں اور اسے پناہ مانگیں اور ان اعمال سے بچیں جن کی جزا جہنم ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے جہنم کہتا ہے اے رب یہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو اس کو پناہ دے۔ قرآن مجید میں بکثرت ارشاد ہوا کہ جہنم سے بچو۔ دوزخ سے ڈرو ہمارے آقا ﷺ ہم کو سکھانے کے لئے کثرت کیساتھ اس سے پناہ مانگتے، جہنم کے شرارے (پھول) اونچے اونچے محلوں کی برابر اڑیں گے گویا زرد اونٹوں کی قطار کہ پیہم آتے رہیں گے آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے۔ یہ جو دیا کی آگ ہے اس آگ کے ستر جزوں میں سے جز ہے۔ جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے۔ وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے۔ (بہار شریعت)

روز نامہ نوائے وقت، 13 جون 2009ء

سرِ راہے

کل بعد از نماز جمعہ مولانا سرفراز نعیمی ایک خودکش حملے میں شہید ہو گئے۔ یہ ایک ہی دن میں دو واقعات اور دونوں مساجد میں رونما ہوئے جوں جوں آپریشن بڑھتے جا رہے ہیں، رد عمل میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اگر ابتداء ہی سے مذاکرات اور معاہدوں کا راستہ اختیار کیا جاتا تو یہ دردناک واقعات نہ ہوتے جن کا تناسب بڑھتا جا رہا ہے۔ اسی طرح بڑھتے جائیں گے۔ مولانا شہید مرنجاں مرنج شخصیت کے حامل تھے، وہ معتدل انسان تھے، وہ مشرف دور میں حکومت کے مخالف رہے اور اب بھی وہ یہ موقف رکھتے تھے کہ یہ طالبان اصل نہیں۔ یہ انسانیت کے دشمن ہیں، وہ ایک معتدل باعمل عالم دین تھے، پاکستان کے بڑے شہروں میں افراتفری پھیلانے کے لیے یہ خودکش حملے کئے جا رہے ہیں اور یہ طالبان کی کوئی نئی قسم ہے جو اس طرح کی المناک کارروائیاں کر رہی ہے۔ حکومتی فورسز کی حالت یہ ہے کہ وہ کسی طرح بھی اس طرح کی دہشت گردی پر قابو نہیں پا سکیں۔ مولانا سرفراز نعیمی شہید کو اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، ان کی شہادت سے علماء کی صف میں ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں۔ اور کسی ایک ضروری دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں۔ اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریات دین و مسائل دینہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں۔ جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت انبیاء کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر وغیرہا۔ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقہ علماء میں نہ شمار کئے جاتے ہوں مگر علماء کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں۔ نہ وہ کہ کوردواور جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے کہ ایسے لوگوں کا ضروریات دین سے ناواقف ہونا اس ضروری کو غیر ضروری نہ کر دے گا۔ البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریات دین کے منکر نہ ہوں۔ اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے۔ ان سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔ (بہار شریعت)

روز نامہ ایکسپریس، لاہور 13 جون 2009ء

لاہور اور نوشہرہ میں دہشت گردی کی وارداتیں

دہشت گردوں نے پورے ملک میں حالت جنگ کی کیفیت پیدا کردی ہے۔ اپر دیر کی مسجد میں ہونے والے خودکش دھماکے سے دہشت گردی کی کارروائیوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ سانحہ اپر دیر کے بعد تواتر سے مساجد کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ گزشتہ روز لاہور اور نوشہرہ میں بیک وقت دو مساجد کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ لاہور میں گڑھی شاہو کے علاقے میں واقع جامعہ نعیمیہ مسجد میں خودکش دھماکہ میں مسجد کے مہتمم ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید ہوگئے۔ نوشہرہ میں رونما ہونے والے واقعہ میں حملہ آور نے بارود سے بھری گاڑی مسجد کے ساتھ ٹکرادی جس کے نتیجے میں پانچ افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہوگئے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے کچھ عرصہ قبل مختلف مکاتب فکر کے علما کا ایک اجتماع کیا تھا جس میں خودکش دھماکوں کو خلاف اسلام قرار دیا گیا تھا۔ دو ماہ قبل سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کو ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے مدعو کیا تھا اور مختلف جید علما کی ایک کانفرنس ہوئی تھی، میاں صاحب مہمان خصوصی تھے۔ اس کانفرنس میں پہلی بار خودکش حملوں کی مذمت کی گئی تھی۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی، مفتی محمد حسین نعیمی کے صاحبزادے تھے، ان کے والد مرحوم کے میاں نواز شریف کے مرحوم والد میاں محمد شریف کے ساتھ قریبی تعلقات تھے۔ میاں نواز شریف ڈاکٹر صاحب کو اپنا بڑا بھائی کہتے تھے، دونوں میں بہت قریبی تعلقات تھے۔ ایک جید عالم کی شہادت نے پوری قوم کو سوگوار کردیا ہے اور میاں نواز شریف بھی ان کی شہادت پر بہت دکھی ہیں۔ میاں صاحب شدت پسندوں کی کارروائیوں کی کھل کر مذمت کررہے ہیں اس سانحہ کے بعد ان کے موقف میں مزید سختی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی ایک اعتدال پسند دینی شخصیت تھے، تمام مسالک اور مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کے دل میں ان کے لئے انتہائی احترام کے جذبات پائے جاتے تھے۔ جامعہ نعیمیہ مسجد کے ساتھ جدید خطوط پر ایک مدرسہ بھی قائم ہے جو دین کی خدمت کررہا ہے اور یہاں سے فارغ التحصیل طالب علم معاشرے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی آخری وقت تک اپنے اس موقف پر قائم رہے کہ خودکش دھماکے حرام ہیں۔ ان کو اس بات کا احساس تھا کہ شدت پسندوں کے خلاف علماء کرام کو متحد کرنے کی وجہ سے ان کی جان کو خطرہ ہے مگر ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

جامعہ نعیمیہ میں ہونے والے خودکش دھماکے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دہشت گردوں کا ہدف ڈاکٹر سرفراز نعیمی ہی تھے اور اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ شدت پسند اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کارروائی سے ظاہر ہو گیا ہے کہ شدت پسندوں کی کارروائیوں کی مذمت کرنے والے تمام علماء کرام کی زندگی خطرے میں ہے۔ شدت پسند ایسے تمام علما کو نشانہ بنانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ ان کا ٹارگٹ اس ملک کی ان تمام آوازوں کو خاموش کرنا ہے جو ان کے خلاف اٹھتی ہیں۔ ہمارے حکمران اس ملک کو بچانا چاہتے ہیں تو انہیں ہنگامی بنیادوں پر ایسے تمام علماء کرام کی حفاظت کے لئے سکیورٹی کے انتہائی کڑے انتظامات کرنا ہوں گے۔ شدت پسندوں کو نہ روکا گیا تو ایک ایک کر کے وہ ساری آوازیں خاموش ہوتی چلی جائیں گی۔ جو دین اسلام کی سربلندی اور اس ملک کی بقا کے لئے اٹھ رہی ہیں۔ شدت پسندوں نے پاک فوج کے کامیاب آپریشن کے بعد اپنی بزدلانہ کارروائیوں کا سلسلہ پورے ملک میں پھیلانے کی کوششوں کا آغاز کر دیا ہے۔ ہم اپر دیر کے ان لوگوں کو سلام پیش کرتے ہیں جنہوں نے مسجد میں خودکش دھماکے کے بعد شدت پسندوں کا تعاقب کیا اور متعدد کو ہلاک کر کے سرزمین وطن کو ان کس پاک کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ پوری پاکستانی قوم کو یہ سمجھنا ہوگا کہ شدت پسندوں نے ہمارے لئے جنگ کے حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ مساجد اور دیگر اہم مقامات کی حفاظت کے لئے قانون نافذ کرنے والے اداروں پر انحصار کے بجائے شہریوں کو اپنی حفاظت آپ کے تحت انتظامات کا آغاز کرنا ہوگا۔

ملک بھر میں جو سانحات رونما ہو رہے ہیں' ان کو سامنے رکھا جائے تو قوم ان مذہبی وسیاسی رہنماؤں سے یہ پوچھنے کا حق رکھتی ہے کہ وہ شدت پسندوں کے خلاف کارروائی بند کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ پے در پے ہونے والے گھناؤنے واقعات کے بعد ان شدت پسندوں سے مذاکرات کا کوئی امکان نہیں رہا۔ یہ لوگ اس ملک میں جنگل کا قانون چاہتے ہیں۔ بے گناہ مسلمانوں کی جان لے کر یہ اسلام کا نام پوری دنیا میں بدنام کر رہے ہیں۔ مساجد کو نشانہ بنانے کا ایک مقصد ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دینا بھی ہو سکتا ہے۔ خدانخواستہ شدت پسند اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو گئے تو پھر حالات پر قابو پانا کسی کے بس میں نہیں رہے گا۔ اس موقع پر ہم تمام مکاتب فکر کے علماء سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے پیروکاروں کو صبر کی تلقین کریں۔ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنا نہیں چاہئے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت سے اہل قوم کے حوصلے پست نہیں ہوں گے' شدت پسندوں کے خلاف نفرت میں مزید اضافہ ہوگا اور ان کے خلاف آپریشن میں نہ صرف تیزی آئے گی بلکہ یہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ان کا اس ملک سے مکمل خاتمہ نہیں ہو جاتا۔

روزنامہ دن، لاہور 13 جون 2009ء

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی ٹارگٹ شہادت
مسلکی تصادم ابھارنے کی کوشش

دہشت گردوں کا تازہ ترین ہدف عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ لاہور ٹھہری۔ ابتدا
رپورٹس کے ساتھ رنج غم میں لپٹی خبر بھی تھی کہ نامور مذہبی سکالر "ڈاکٹر سرفراز نعیمی" شہید ہو گئے۔ جا
نعیمیہ مسلک اہل سنت کی مثالی درسگاہ ہے جو لگ بھگ چھ عشروں سے ایسے نوجوان تیار کر رہی ہے جو
میں جبر اور مسلمانوں کے درمیان متشددانہ تعلقات سے انکار کرتے ہیں۔ جامعہ نعیمیہ صلح جو اللہ سے ڈر
اور نبی کریم ﷺ سے عشق کرنے والوں کا مرکز ہے۔ اس مرکز پر حملہ کرنے والوں کی ایمانی کیفیت
کہا جائے البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ لوگ بیرونی قوتوں کے آلہ کار بن رہے ہیں جو پاکستان میں سنی ش
تصادم کی طرح بریلوی، دیوبندی جھگڑے کو ہوا دے کر ہمیں کمزور کرنا چاہتی ہیں۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ مسلمانوں کی خدمت کرتے ہوئے گزارا۔ ایک ج
القدر عالم دین اور ہزاروں طلبہ کی درسگاہ کے پرنسپل ہونے کے باوجود درویشی اور قناعت ان کے
سے ٹپکتی تھی۔ متشددانہ طرز فکر رکھنے والے نام نہاد صوفی محمد جہاں سو ساتھیوں کی مدد سے ایک کروڑ ق
کی گاڑیوں میں گھومتے ہیں وہاں سرفراز نعیمی جیسا عالم باعمل سیکنڈ ہینڈ موٹر سائیکل پر شہر بھر آتا جاتا د
دیتا تو مسلمانوں کو یہ احساس رہتا کہ ابھی دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو وہی کہتے ہیں جو وہ خود کر
ہیں۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے فوجی آمر پرویز مشرف کے خلاف آواز بلند کی جس پر انہیں قید اور د
صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ صوفی محمد نے کچھ عرصہ قبل جب پاکستان، آئین پاکستان، پا
پارلیمنٹ اور مذہبی قیادت پر اپنی غیر دانشمندانہ فکر کے تیر چلائے تو ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے طالبان
پر اکٹھے ہونے والے قاتلوں کے خلاف مسلمان علماء کرام کو متحد کرنے کی کوشش کی۔ ان کی یہ
بار آور ثابت ہوئی اور پاکستان بھر کے علماء کرام نے صوفی محمد اور اس کے ہم فکر افراد کو مسترد کر دیا۔

سرفراز نعیمی سوات اور مالا کنڈ کے علاقوں میں بزرگان دین کے مزارات پر طالبان کے قبضے کی اطلاعات پر خاصے رنجیدہ تھے۔ وہ طالبان کو عہد حاضر کا فتنہ قرار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے ان علاقوں میں فوجی آپریشن کی حمایت کی۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور ان کی درسگاہ جامعہ نعیمیہ سچے علم اور بہترین تعلیم کی شہادت تھے۔ دہشت گرد عناصر نے ہماری دینی یکجہتی پر حملہ کر کے ایک مثالی عالم دین کو اس وقت شہید کیا جب تقسیم شدہ پاکستانی معاشرے کو ان کی زیادہ ضرورت تھی۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی آبروئے عمل تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

عقیدہ۔ اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے۔ اعمال بدن تو اصلاً جز ایمان نہیں۔ رہا اقرار اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کو موقع نہ ملا تو عنداللہ مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے۔ اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکام دنیا میں کافر سمجھا جائے گا۔ نہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے، مگر عنداللہ مومن ہے۔ اگر کوئی امر خلاف اسلام ظاہر نہ کیا گیا ہو۔

عقیدہ۔ مسلمان ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے انکار ہے۔ دل میں انکار نہیں۔ کہ بلا اکراہ شرعی مسلمان کلمہ کفر صادر نہیں کر سکتا وہی شخص ایسی بات مونھ پر لائے گا جس کے دل میں اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا انکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔

مسئلہ۔ اگر معاذاللہ کلمہ کفر جاری کرنے پر کوئی شخص مجبور کیا گیا یعنی اسے مار ڈالنے یا اس کا عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی کہ یہ دھمکانے والے کو اس بات کے کرنے پر قادر سمجھے تو ایسی حالت میں اس کو رخصت دی گئی ہے مگر شرط یہ ہے کہ دل میں وہی اطمینان ایمانی ہو جو پیشتر تھا مگر افضل جب بھی یہی ہے کہ قتل ہو جائے اور کلمہ کفر نہ کہے۔ عمل جوارح داخل ایمان نہیں البتہ بعض اعمال جو قطعاً منافی ایمان ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا جیسے بت، یا چاند، سورج کو سجدہ کرنا اور قتل نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا یہ باتیں کفر ہیں۔ یوہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنار بدھنا، سر پر چوٹیاں رکھنا، قشقہ لگانا، ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔ تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو اس سرنو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدید نکاح کا حکم دیا جائیگا۔ (بہار شریعت)

روزنامہ اساس۔ 13 جون 2009ء

لاہور اور نوشہرہ کی مساجد پر حملے

مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت

لاہور اور نوشہرہ میں جمعہ کے روز دہشت گردی کے رونما ہونے والے واقعات نے ملک بھر میں غم
اندوہ کی لہر پیدا کر دی ہے ان دونوں واقعات میں مساجد کو نشانہ بنایا گیا نوشہرہ کے واقعہ میں دہشت
گردوں نے بارود سے بھری گاڑی مسجد کی دیوار سے ٹکرا دی جبکہ لاہور کے جامعہ نعیمیہ میں مو
ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے دفتر پر خودکش حملہ کیا گیا جس سے ڈاکٹر سرفراز نعیمی سمیت چار افراد شہید ہو گئے' ڈاک
سرفراز نعیمی کی شہادت پر ملک بھر میں ان کے لاکھوں مداح شدید غم اور غصہ کے عالم میں ہیں تاہم حالا
کا تقاضا یہی ہے کہ امن و تحمل کے ساتھ اس صدمہ کو برداشت کیا جائے' ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے علماء و مشا
کانفرنسوں کے ذریعے ہمیشہ امن و محبت کا پیغام دیا اور خودکش حملوں کو حرام قرار دیا انہیں خراج عقید
پیش کرنے کا اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ دہشت گردی کے خلاف ان کے عظیم مشن کو نہ صر
جاری رکھا جائے بلکہ اس میں حکومت کی اعانت کی جائے نوشہرہ میں سپلائی ڈپو کی مسجد میں ہونے والے
کش حملہ میں بھی چار افراد شہید ہوئے ہیں جبکہ زخمیوں کی تعداد ایک سو سے تجاوز کر چکی ہے یہ حملہ عین ا
وقت کیا گیا جب نماز جمعہ ادا کی جا رہی تھی۔ جامعہ نعیمیہ میں خودکش حملہ اس وقت ہوا جب نماز جمعہ کے
مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی اپنے دفتر میں معمول کی ملاقاتوں میں مصروف تھے۔

گزشتہ چند روز میں دہشت گردی کے واقعات میں جس تیزی سے اضافہ ہوا اس سے بظاہر طو
عیاں ہوتا ہے کہ جنوبی وزیرستان میں موجود شدت پسندوں نے سوات کے شدت پسندوں کی ہلاکتو
اور تباہی کا بدلہ لینے کے لئے اپنی وارداتوں میں تیزی پیدا کی ہے انہیں یہ اچھی طرح معلوم ہے
سوات اور مالاکنڈ میں کامیابی کے بعد فوجی آپریشن نے جس طرح بنوں کا حال کیا ہے اس کے پیش
آئندہ چند روز میں اس کا دائرہ کار مزید پھیل سکتا ہے جو ان کے وجود کے لئے ایک چیلنج سے کم نہیں
لئے ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ حکومت آپریشن روکنے پر مجبور ہو جائے دوسرے لفظوں

دہشت گرد جنہوں نے اس سے قبل حکومت کے خلاف دباؤ بڑھا رکھا ہے اب اپنی بقاء اور سلامتی کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، یہ صورت حال یقیناً حکومت کے لئے بڑا چیلنج اور سوالیہ نشان ہے اسے اپنی آئندہ کی حکمت عملی کا تعین کرنا ہے اور پاکستان کے عوام اور اداروں کو بھی تحفظ فراہم کرنا ہے، ایک لحاظ سے حکومت اور دہشت گردوں کے درمیان اعصاب کی جنگ بھی ہے ملک کے حالات جس تشویشناک رخ پر جا رہے ہیں اس کا مقابلہ قومی یکجہتی اور شدت پسندی کے خلاف عزم سے ہی ممکن ہے جتنی زیادہ یکجہتی ہوگی اور شدت پسندی کے خلاف بھرپور عزم کا مظاہرہ کرے گی قومی سلامتی کو یقینی بنانے کے

مسئلہ۔ جو کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی کہے وہ خود کافر ہے۔ عقیدہ۔ مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے، اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا۔ تاوقتیکہ اس کے خاتم کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو۔ مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہوا ہے اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے خاتم پر بنا روز قیامت اور ظاہر پر مدار حکم شرع ہے۔ اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً یہودی یا نصرانی یا بت پرست مر گیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کفر پر مرا مگر ہم کو اللہ و رسول کا حکم یہی ہے کہ اسے کافر ہی جانیں۔ اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لئے ہیں۔ مثلاً میل جول، شادی، بیاہ، نماز، جنازہ، کفن دفن، جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمہ کا حال علم الٰہی پر چھوڑیں۔ جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اس سے کوئی قول و فعل خلاف ایمان نہ ہو، فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا ابھی حال معلوم نہیں۔ اس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں جتنی دیر اسے کافر کہو گے اتنی دیر اللہ اللہ کرو یہ ثواب کی بات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کر لو مقصود یہ ہے کہ اسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً کافر نہ کہو۔ نہ یہ کہ اپنی صلح کل سے اس کے کفر پر پردہ ڈالو۔ (بہار شریعت)

مقاصد کے حصول میں مدد ملے گی۔

روزنامہ پاکستان لاہور، 13 جون 2009ء

مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت

پاکستان کی ممتاز دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ لاہور کے سرپرست اعلیٰ اور اتحادِ تنظیمات مدارس دینیہ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مولانا سرفراز نعیمی ایک خودکش حملے میں شہید ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحوم کے رفیق کار ڈاکٹر خلیل سمیت 4 افراد اس حملے میں شہید اور درجنوں زخمی ہوئے جو نمازِ جمعہ کے بعد مولانا سرفراز نعیمی کے دفتر میں موجود تھے یا اس کے باہر کھڑے تھے۔ پولیس کے ایک اعلیٰ افسر کے جائزے کے مطابق خودکش حملہ آور 14، 15 سال کا لڑکا تھا جس کی داڑھی مونچھ بھی نہیں آئی تھی۔ مولانا مرحوم حسبِ معمول نمازِ جمعہ کے بعد نمازیوں سے ملاقات کے لئے اپنے دفتر کے کمرے میں پہنچے تو مبینہ نوعمر لڑکا بھی ان کے پیچھے دفتر میں داخل ہوا اور اس نے خود کو دھماکے سے اڑا لیا۔ نوشہرہ میں صوبہ سرحد کی جامع مسجد سپلائی ڈپو میں بھی خطبہ جمعہ کے دوران بارود سے بھری گاڑی کے ذریعہ نمازیوں پر حملہ کیا گیا جس سے 8 نمازی شہید اور 50 شدید زخمی ہو گئے۔ زخمیوں میں سے کئی ایک کی حالت مخدوش بتائی جاتی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ 3 ہفتے قبل مولانا سرفراز نعیمی کی سرپرستی میں علماء کے گروپ نے فتویٰ جاری کیا جس میں یہ مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ خودکش حملے قطعاً ناجائز اور حرام ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ مولانا مرحوم کو موت کی دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی مرحوم پر حملے کا ایک مقصد اہلسنت کے 2 مکاتب فکر کو لڑانے کی کوشش بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن انشاء اللہ یہ اسی طرح ناکام ثابت ہو گی جیسے وہ بیسیوں حملے ناکام ہوئے جن کا ہدف شیعہ سنی فساد کرانا اور اتحاد امت میں دراڑ ڈالنا تھا۔ تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے ان حملوں کی شدید مذمت کی ہے۔ لیکن یہ بات حیرت کا باعث ہے کہ رہنماؤں کو طالبان وغیرہ کے نام سے جنگی تیاریاں کرنے اور تشدد کی سرگرمیوں میں ملوث ہونے والوں کے بارے میں عرصہ دراز تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے مذہبی تصورات کیا ہیں اور وہ کون لوگ ہیں جو انہیں بھاری مالی وسائل فراہم کر رہے اور انہیں منظم کر رہے ہیں۔ خودکش حملوں کے حوالے سے اس بات کی نشاندہی دلچسپی سے خالی نہ ہو گی کہ ایسے بیشتر حملوں میں ان لوگوں کا خون بہایا گیا جو مساجد میں نماز پڑھ رہے تھے یا کسی امام بارگاہ میں مذہبی مجلس میں وعظ سن

رہے تھے۔ گویا ان کا قصور یہ تھا کہ وہ پابند مذہب ہیں یا مذہبی رجحان رکھتے ہیں۔ قاتلوں کے نزدیک ایسے سب لوگ قابل نفرت ہیں۔ اس حد تک قابل نفرت کہ ان کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کو بھی معاف نہیں کیا جاسکتا۔ بیسیوں مواقع پر خودکش حملوں میں ناحق مارے جانے والوں کے جنازے میں شریک مسلمانوں پر بھی اچانک خودکش حملے کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ پاکستان کے لوگوں کی 95 فیصد اکثریت مبینہ طالبان اور انہی جیسے دوسرے عسکریت پسندوں کو ایسے نادان لوگ سمجھتی ہے جو محمد الرسول اللہ ﷺ کی امت کے دشمنوں کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کا فرض ہے کہ وہ مسلمانانِ پاکستان کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں طالبان پاکستان اور سوات کے طالبان وغیرہ اور ان کے حملوں کے بارے میں متفقہ فتوئی جاری کریں۔

مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم سے بھی گہرا شغف رکھتے تھے۔ وہ درویش صفت اور منکسر المزاج عالم دین تھے۔ قومی زندگی میں ان کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلا عرصہ دراز تک پُر نہیں ہو سکے گا۔ ہم ان کے عقیدت مندوں کے دکھ کو دل کی گہرائیوں سے محسوس کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ ان کی شہادت قبول فرما ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور امت مسلمہ کو مسلمانوں کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ۔ آمین۔ ثم آمین۔

امامت دو قسم ہے صغریٰ۔ کبریٰ امامت صغریٰ امامت نماز ہے اس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب الصلوٰۃ میں آئے گا۔ امامت کبریٰ نبی ﷺ کی نیابت مطلقہ کہ حضور کی نیابت سے سلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھے اور غیر معصیت یں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو اس امام کے لئے مسلمان۔ آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ ان کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا یہ مقصد ہے کہ برحق امرائے مومنین خلفائے ثلٰثہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت سے جدا کریں حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔ مولیٰ علی علوی کیسے ہو سکتے ہیں رہی عصمت یہ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے جس کو ہم پہلے بیان کر آئے۔ امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ (بہار شریعت)

اداریہ روزنامہ خبریں لاہور، 13 جون 2009ء

عوامی جان و مال کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے

صوبائی دارالحکومت لاہور میں نماز جمعہ کے بعد معروف تعلیمی ادارے دارالعلوم نعیمیہ میں خودکش حملہ ہوا جس میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم اور ممتاز مذہبی سکالر ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی سمیت پانچ افراد جاں بحق ہو گئے۔ دریں اثناء نوشہرہ کینٹ میں فوج کے سپلائی ڈپو کی مسجد پر بھی خودکش حملہ ہوا جس میں 5 افراد جاں بحق اور 105 افراد زخمی ہوئے۔ اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنے دفتر واپس آ رہے تھے کہ ایک خودکش حملہ آور نے ان پر حملہ کر دیا جبکہ نوشہرہ میں دہشت گردوں نے بارود سے بھری گاڑی مسجد کی دیوار سے ٹکرا دی۔

اپنے رب کے حضور کھڑے مسلمانوں پر حملہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ کوئی مسلمان چاہے وہ جس فرقہ سے بھی تعلق رکھتا ہو اور چاہے اس کے جو بھی خیالات ہوں وہ اتنا نہیں کر سکتا کہ وہ مساجد کو نشانہ بنائے اور حالت نماز میں مسلمانوں کو شہید کرتا پھرے۔ اس سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ کچھ عناصر طالبان کی آڑ میں اپنی شرپسندانہ کاروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مفتی سرفراز نعیمی مولانا محمد حسین نعیمی کے صاحبزادے ہیں، مولانا محمد حسین نعیمی علمی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی شخصیت بھی تھے اور تحریک پاکستان میں ان کا کردار نمایاں تھا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی وہ ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔ بالخصوص 77ء کے الیکشن میں جو دائیں بازو کے اتحاد بنے ان کی روح رواں مولانا محمد حسین نعیمی ہی تھے۔ اپنے سیاسی نظریات کے باوجود انہیں ہر مکتبہ فکر میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ انکے بعد مولانا سرفراز احمد نعیمی نے ان کی جانشینی کا حق ادا کیا۔ آپ کا شمار (ن) لیگ کے قائد میاں نواز شریف کے قریبی رفقائے کار میں ہوتا تھا بلکہ میاں نواز شریف ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کو اپنا بڑا بھائی کہتے تھے۔ شریف برادران کی جلاوطنی کے دوران بھی انہوں نے صدر مشرف کی مخالفت کا علم بلند کئے رکھا اور 2 سال قید رہے۔ دہشت گردی کے خلاف

جنگ میں انہوں نے بڑا واضح مؤقف اپنایا تھا اور عام طور پر یہی خیال کیا جارہا ہے کہ انہیں اسی وجہ سے نشانہ بنایا گیا ہے۔ کانفرنسز، سیمینار اور اخباری مضامین کے ذریعے انہوں نے خودکش حملوں کے خلاف تحریک شروع کر رکھی تھی اور اس سلسلہ میں ان کا مؤقف تھا کہ خودکش حملے حرام ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جاری آپریشن سے متعلق ان کی رائے واضح تھی کہ مذہب کی غلط تشریح کی جارہی ہے جس سے دنیا بھر میں اسلام کا تشخص مجروح ہوا، لہٰذا مذہب کی من چاہی تشریح اور تشدد کے ذریعے اپنے مقاصد پورے کرنے والوں کے خلاف آپریشن درست ہے۔

ملک بھر میں جاری بم دھماکوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ اسلام کی جنگ نہیں ہے، دہشت گرد اب شکست وریخت کا شکار ہو چکے ہیں اور مسجدوں میں خودکش حملے ان کی بوکھلاہٹ کا شکار ہیں یہ امر بھی باعث غور ہے کہ اب ان لوگوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے جو خودکش حملوں کے مخالف یا جو دہشت گردوں کے خلاف جاری آپریشن کی حمایت کررہے ہیں۔ اس سے قبل صوبہ سرحد کے ممتاز عالم دین مولانا حسن جان کو بھی اسی وجہ سے شہید کیا گیا تھا کہ انہوں نے خودکش حملوں کو حرام قرار دیا تھا۔

مفتی سرفراز احمد نعیمی کی شہادت کے حوالے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ انہیں ایک عرصہ سے دہشت گردوں کی جانب سے دھمکیاں دی جارہی تھیں سوال یہ ہے کہ حکومت نے ان کے لئے سیکورٹی کا انتظام کیوں نہیں کیا۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ حکومت سیکورٹی کے فول پروف انتظامات کرے اگرچہ صدر، وزیراعظم، میاں نوازشریف اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے دہشت گردی کے ان واقعات کی پرزور مذمت کی ہے مگر فقط مذمت کافی نہیں۔ حکومت کو عوام کے جان و مال کا تحفظ یقینی بنانا چاہئے، بصورت دیگر ان کا استحقاق حکمرانی ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۔ محض مستحق امامت ہونا امام ہونے کے لئے کافی ہے جب کہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو۔ خلاف شریعت میں کسی کی اطاعت نہیں۔

مسئلہ۔ امام ایسا شخص مقرر کیا جائے جو شجاع اور عالم ہو یا علماء کی مدد سے کام کرسکے۔

مسئلہ۔ عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں اگر نابالغ کو امام سابق نے امام مقرر کردیا ہو تو اس کے بلوغ تک کے لئے لوگ ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رسمی امام ہوگا اور حقیقۃً اس وقت تک وہ والی امام ہے۔

(بہار شریعت)

روزنامہ اوصاف، لاہور 13 جون 2009ء

مفتی سرفراز نعیمی کی المناک شہادت

گڑھی شاہو لاہور میں واقع جامعہ نعیمیہ اور نوشہرہ کی ایک جامع مسجد میں نماز جمعہ کے فوراً بعد دو خود کش دھماکے ہوئے جس کے نتیجے میں متعدد افراد شہید اور کئی زخمی ہوئے۔ شہید ہونے والوں میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر سرفراز نعیمی بھی شامل ہیں جو ایک جید عالم تھے۔ اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر سرفراز نعیمی حسب معمول نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنے دفتر چلے گئے جہاں ایک خودکش بمبار نے دھماکہ کر دیا اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی شدید زخمی ہو گئے۔ انہیں فوری طور پر قریبی ہسپتال لے جایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسے۔ ڈاکٹر نعیمی کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا تھا جو مالاکنڈ ڈویژن میں فوجی آپریشن کی حمایت کر رہے تھے اور ان کا تعلق بریلوی مسلک سے تھا۔

جامعہ نعیمیہ بریلوی مسلک کا ایک اہم مرکز سمجھا جاتا ہے اور اس کے سربراہ مفتی سرفراز نعیمی نے ماضی میں ہونے والے خودکش دھماکوں کو حرام قرار دینے کا فتویٰ بھی جاری کیا تھا۔ اس ادارے کے طلبہ سوات میں جاری آپریشن کے حق میں ریلیاں بھی نکالتے رہے ہیں۔

ہم نے انہی سطور میں بہت عرصہ پہلے خبردار کیا تھا کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان میں دیوبندی، بریلوی فسادات کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ اس خیال کے تحت ہم نے اپنے اداریوں میں دونوں مسالک سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام سے بار بار استدعا کی کہ وہ صبر کا دامن تھامے رکھیں اور اس سازش کو ناکام بنا دیں۔ ہماری استدعا کے باوجود لاوا اندر ہی پکتا رہا اور وہ ہو گیا جو نہیں ہونا چاہئے تھا۔

مولانا سرفراز نعیمی کا شمار اعتدال پسند علمائے کرام اور مفتیان عظام میں ہوتا تھا۔ شہید شریف فیملی کے بہت قریب تھے اور نواز شریف نے ماضی میں کئی بار جامعہ نعیمیہ میں جا کر خطاب بھی کیا۔

مولانا سرفراز خان نعیمی کا قتل ایک بھیانک واردات ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اس قتل سے دیوبندی، بریلوی فسادات کی راہ مزید ہموار ہو گئی ہے، لیکن ہم ایک بار پھر دونوں مسالک سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے استدعا کریں گے کہ وہ صبر اور ہوش کا دامن تھامے رکھیں اور دہشت

گردی کی روک تھام کے لئے ایک ہو جائیں اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں، مسجدوں اور نمازیوں کو نشانہ بنانے والے لوگ اسلام اور پاکستان دونوں کے دشمن ہیں اور ان کا مقابلہ کرنے کے لیے قومی یکجہتی کی جتنی ضرورت آج ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جائیں اور اسلام دشمنوں کے عزائم خاک میں ملا دیں۔ تمام مسالک کے سرکردہ علمائے کرام ایک چھت تلے اکٹھے ہوں اور سوچ بچار کریں کہ اس مصیبت کا کیسے مقابلہ کیا جائے۔ اگر ہم اس وقت بھی تقسیم کا شکار رہیں گے اور فرقہ واریت کے خلاف اکٹھے نہیں ہوں گے تو ایک ایک کر کے سب مارے جائیں گے۔

مفتی سرفراز نعیمی کا قتل انتہائی قابل مذمت ہے اور پوری قوم کے لئے صدمہ جانکاہ ہے۔ ہم ''اوصاف'' کی جانب سے اس قتل کی پرزور مذمت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ہر طرح کے شر سے محفوظ رکھیں، آمین یارب العالمین۔

عقیدہ۔ بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الٰہی انس و جن ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل بتائے گمراہ و بدمذہب ہے۔ ۔ افضل کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہو۔ اسی کو کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں نہ کثرت اجر کہ بارہا مفضول کے لئے ہوتی ہے۔ حدیث میں ہمراہیان سید نا امام مہدی کی نسبت آیا کہ ان میں ایک کے لئے پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کی ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے فرمایا بلکہ تم میں کے۔ تو اجر ان کا زائد ہوا مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے زیادت درکنار۔ کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور سید عالم ﷺ کی صحابیت۔ اس کی نظیر بلا تشبیہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا۔ اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا تو انعام انہیں کو زائد ملا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر اعظم کا اعزاز۔

(بہار شریعت)

روزنامہ آواز لاہور 14 جون 2009ء

سانحہ لاہور۔۔

ذمہ داروں کو انجام تک پہنچایا جائے

پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں واقع معروف دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ میں خودکش حملے کے نتیجے میں مدرسے کے مہتمم اعلیٰ، اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن اور ممتاز عالم دین ڈاکٹر سرفراز نعیمی سمیت 5 افراد شہید اور 15 زخمی ہو گئے۔ یہ سانحہ اس وقت پیش آیا جب ڈاکٹر سرفراز نعیمی نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنے دفتر میں موجود تھے۔ ایک نوجوان حملہ آور کمرے میں داخل ہوا اور خود کو دھماکے سے اُڑا لیا۔ بعض اطلاعات اور عینی شاہدین کے مطابق مدرسے کی سیکیورٹی نہ ہونے کے برابر تھی اس لئے حملہ آور بڑی آسانی سے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے قریب پہنچ گیا۔ صدر آصف علی زرداری، وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور دیگر حکومتی شخصیات نے ڈاکٹر صاحب کی شہادت پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف واقعہ کے فوراً بعد ہسپتال پہنچ گئے جہاں انہوں نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی میت کا دیدار کیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے خود جامعہ نعیمیہ جا کر لواحقین سے تعزیت کی۔

اس المناک سانحہ سے کچھ دیر قبل صوبہ سرحد کے شہر نوشہرہ میں نماز جمعہ کے وقت ایک حملہ آور نے بارود سے بھری گاڑی جامع مسجد سے ٹکرا دی۔ اس حملے میں 12 نمازی شہید اور 105 زخمی ہو گئے۔ دھماکہ اتنا زوردار تھا کہ مسجد کی چھت زمین بوس ہو گئی اور بیشتر نمازی ملبے تلے دب گئے۔ قریب ہی ایک مکان میں آگ بھڑک اُٹھی۔ اس سے قبل گزشتہ جمعہ کے روز یعنی 5 مئی کو صوبہ سرحد کے علاقے دیر بالا کی مسجد میں خودکش حملے میں 12 بچوں سمیت 40 نمازی شہید اور 80 زخمی ہو گئے تھے۔ تین دن بعد ہی پشاور کے حساس علاقے میں واقع ایک فائیو سٹار ہوٹل کو نشانہ بنایا گیا جس میں غیر ملکیوں سمیت 18 افراد لقمہ اجل بن گئے جبکہ ہوٹل کی عمارت کا ایک حصہ مکمل طور پر منہدم ہو گیا تھا۔ مالاکنڈ ڈویژن میں آپریشن شروع کئے جانے کے بعد شدت پسندوں اور دہشت گردوں کی جانب سے لاہور، اسلام آباد، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں، دیر بالا اور دیگر مقامات پر یکے بعد دیگرے خودکش بم دھماکوں اور دہشت گردی کی دیگر وارداتوں کی ذمہ داری قبول کرنے اور مزید حملوں کی دھمکیوں سے جہاں حالات کی سنگینی کا پتہ چلتا

ہے وہیں اسلام کے نام پر بے گناہ لوگوں کو شہید کرنے والے عناصر کا اصل چہرہ بھی بے نقاب ہو گیا ہے۔ سوات اور ملحقہ علاقوں میں دہشت گردوں کے گرد گھیرا تنگ ہونے کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے پاؤں اکھڑ چکے ہیں اور وہ بوکھلاہٹ کے عالم میں معصوم شہریوں اور املاک کو اپنی بزدلانہ کارروائیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں جبکہ ان کے غیر ملکی سرپرست پاکستان کی سلامتی کو خطرات سے دوچار کرنے پر مبنی مذموم ایجنڈے کو جلد سے جلد آگے بڑھانے کی تگ ودو میں ہیں۔ ملک کے مختلف حصوں میں دہشت گردی کے واقعات تو ایک عرصہ سے ہو رہے ہیں لیکن جامعہ نعیمیہ' نوشہرہ اور دیر بالا کے حالیہ سانحات اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ خون کی ہولی کھیلنے والے ان عناصر کا اصل ہدف غیر ملکی ایجنڈے کی تکمیل ہے چاہے اس کے لئے انہیں کچھ بھی کرنا پڑے۔ لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیمات سے بہرہ ور کرنے' مذہبی رواداری اور قومی اتحاد و یکجہتی کا درس دینے اور خودکش حملوں کو حرام قرار دینے والی شخصیات کی ٹارگٹ کلنگ انتہائی تشویشناک اور قابل مذمت تو یقیناً ہے تاہم دہشت گردی کی وارداتوں کا یہ نیا انداز نہ صرف لمحہ فکریہ بلکہ اس امر کا متقاضی ہے کہ پوری قوم دہشت گردی کے قلع قمع کیلئے اپنا کردار ادا کرے اور اپنی صفوں سے ایسے عناصر کو ڈھونڈ نکالے جو مذہب کی آڑ لے کر اس ملک کا امن تباہ کرنے پر تل گئے ہیں۔ دوسری جانب حکومت کو بھی چاہئے کہ وہ دہشت گردی کے واقعات کی روک تھام کے لئے ٹھوس اور مربوط منصوبہ بندی کے تحت سکیورٹی کے فول پروف اقدامات کرے کیونکہ کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ کب اور کسی جگہ کیا واردات ہو جائے۔

یہ امر حوصلہ افزاء ہے کہ صدر آصف علی زرداری نے ملک میں پھیلی بدامنی اور عدم تحفظ کی فضا کے تناظر میں قوم سے اپنے خطاب میں نہ صرف دہشت گردوں کے خلاف جنگ جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ بلکہ سکیورٹی اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے مزید اقدامات کا اعلان بھی کیا ہے۔ انکا یہ کہنا درست ہے کہ طالبان دہشت پھیلا کر قومی اداروں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ملک کی بہادر فوج قوم کی بقاء کی جنگ لڑ رہی ہے۔ یہ جنگ ان لوگوں کے خلاف لڑی جا رہی ہے جو بے گناہ لوگوں کو ذبح اور سکولوں اور مساجد کو تباہ کر رہے ہیں۔ انہی عناصر نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو شہید کیا لیکن قوم کی قربانیاں رنگ لائیں گی اور فتح عوام کی ہوگی۔ صدر مملکت کا انسداد دہشت گردی کے حوالے سے عزم بجا تاہم ملک کے حالات جس نہج پر پہنچ چکے ہیں ان کا تقاضا ہے کہ سیاسی اور عسکری قیادت ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر دہشت گردوں کو گرفت میں لانے کی منظم حکمت عملی وضع کرے۔ انٹیلی جنس نیٹ ورک کو مزید فعال بنایا جائے۔ دہشت گردوں کی سپلائی لائن مکمل طور پر منقطع کرنے کے اقدامات کئے جائیں اور خودکش حملوں کے نیٹ ورک کو ہر صورت میں توڑا جائے۔ اس طرح دہشت گردی کی وارداتوں میں فوری طور پر بڑی حد تک کمی لائی جا سکتی ہے۔

روزنامہ وقت، لاہور 14 جون 2009ء

لاہور اور نوشہرہ میں خودکش حملے اور وقت کے تقاضے

دہشت گردی کے خاتمے کی جنگ میں پاکستان کے جرأت مندانہ کردار و کارکردگی کے باوجود شرپسندوں کی وحشیانہ کارروائیوں کا دائرہ سمٹنے میں نہیں آرہا۔ پشاور، لاہور، اسلام آباد اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بم دھماکوں کے بعد گزشتہ روز دہشت گردوں نے کم و بیش ایک ہی وقت میں لاہور اور نوشہرہ میں دو اہداف کو نشانہ بنایا۔ شرپسندوں نے نوشہرہ کی مسجد اور لاہور میں عالم اسلام کی معروف درسگاہ میں خودکش دھماکے کیے۔ واقعات کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں معروف درسگاہ جامعہ نعیمیہ میں نماز جمعہ کے فوراً بعد ایک خودکش بمبار نے جامعہ کے مہتمم اعلیٰ کے دفتر میں خودکو دھماکے سے اڑالیا جس کے نتیجے میں مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی سمیت 6 افراد جاں بحق جبکہ درجن بھر افراد زخمی ہو گئے۔ دھماکہ سے نزدیکی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ جامعہ کی پوری عمارت لرز کے رہ گئی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ دھماکے میں 20 کلو دھماکہ خیز مواد استعمال کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا زخمی حالت میں اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہے۔

صدر، وزیراعظم اور وزیراعلیٰ پنجاب نے اعلیٰ سطحی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ حکومت پنجاب نے جامعہ کے سانحہ پر تعطیل کا اعلان کیا اور کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی تدفین سرکاری اعزاز کے ساتھ کی جائے گی۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر اہلسنت کی جماعتوں نے 3 روزہ سوگ اور ملک بھر میں ہڑتال کا اعلان کردیا ہے۔ ملک کے ممتاز علمائے کرام نے مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت کو ملک و ملت کا عظیم نقصان قرار دیا ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی علما کو متحد کرنے میں گزار دی اور دین مبین کی سربلندی اور وطن کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کردیا۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے اپنی شہادت سے 24 گھنٹے قبل ایک معاصر کو اپنے آخری انٹرویو میں بتایا تھا دہشت گرد میری جان کے درپے ہیں وہ مجھ سے سوات آپریشن کی حمایت نہ کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں کہتا ہوں

کہ خودکش حملے حرام ہیں۔ لاہور میں جامعہ نعیمیہ کے سانحہ سے چند منٹ پہلے نوشہرہ کینٹ کی مسجد میں خودکش حملے میں 8 نمازیوں کی شہادت اور 105 افراد کے زخمی ہونے کی بھی اطلاع ملی۔ آرمی سپلائی ڈپو کی مسجد کو بارودی گاڑی سے نشانہ بنایا گیا۔ نوشہرہ کے خودکش حملے میں جاں بحق ہونے والوں میں حساس ادارے کے جوان بھی شامل ہیں۔ تحریک طالبان نے لاہور اور نوشہرہ کے حملوں کی ذمہ داری قبول کرلی ہے اور اپنی مذموم کارروائیاں جاری رکھنے کا اعلان بھی کیا ہے۔

امر واقع یہ ہے کہ لاہور اور نوشہرہ میں ہونے والے خودکش حملوں نے ملک بھر میں غم وغصہ کی لہر دوڑادی ہے۔ اس سوگوار فضا میں ملک بھر کے مذہبی رہنماؤں نے کہا ہے کہ علماء کرام متحد ہوجائیں مولانا سرفراز نعیمی کا قتل دین حق کے خلاف ملک دشمنوں کی سوچی سمجھی سازش ہے۔ شرپسند چاہتے ہیں کہ ملک میں فرقہ ورانہ فسادات پھوٹ پڑیں جس سے ملک ناکام ہوجائے اور وحدت ملی کو پارہ پارہ کردیا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ ملک میں دہشت گردی کی بڑھتی ہوئی لہر نے ایک بار پھر اس امر کا احساس اجاگر کردیا ہے کہ سوات' مالاکنڈ اور بنوں میں جاری آپریشن اگرچہ کامیاب جارہا ہے مگر ان آپریشنل کارروائیوں کے "ردعمل" میں دہشت گردوں کی وحشیانہ کارروائیاں بھی بڑھ رہی ہیں۔ حالیہ خودکش حملوں سے یہ واضح ہورہا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کو مزید استقامت اور جرأت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ ملک میں دہشت گردی کے واقعات اور حالیہ خودکش حملوں سے پولیس کی ناقص کارکردگی اور ہمارے سکیورٹی سسٹم کی خامیاں بھی واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے پشاور میں سینما کی تباہی اور لاہور میں ریسکیو 15 کے دفاتر پر حملے سے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے حفاظتی نظام کا پول کھل چکا ہے۔ گزشتہ روز جامعہ نعیمیہ کی درسگاہ میں خودکش حملے کے وقت سکیورٹی کے ناقص انتظام کے شواہد بھی سامنے آئے ہیں حالانکہ خود مولانا سرفراز نعیمی شہید کے انٹرویوز سے یہ بات سامنے آچکی تھی کہ انہیں طالبان کی طرف سے دھمکیاں موصول ہورہی ہیں۔ گزشتہ ماہ ہمارے سکیورٹی نظام کو بیرونی سطح پر بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور تشویش کا اظہار کیا گیا تھا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے سکیورٹی سسٹم کو مضبوط بنائے بغیر حالات کا مقابلہ ممکن نہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے ان مراحل میں ملکی قیادت ملک کے

مذہبی سیاسی سماجی رہنما اور عوام اپنے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے دیں۔ ملک دشمنوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے یکجہتی وہم آہنگی کے ساتھ ڈٹ جائیں۔ ملک میں اتحاد اتفاق اور یکجہتی کی فضا قائم رکھتے ہوئے ملت اسلامیہ کے دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ قوم سے یہ توقع بے جا نہیں ہوگی کہ وہ سانحہ جامعہ نعیمیہ کے زیر اثر جذبات کی رو میں نہیں بہیں گے، حوصلے، صبر اور برداشت سے کام لے کر ملک میں شرپسندوں کے خاتمے کے لئے متحد ہو جائیں ورنہ شرپسند اور ملک کے بدخواہ عناصر ان کے جذبات سے فائدہ اٹھا کر ملک میں افراتفری پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ سکیورٹی سے وابستہ اداروں کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ انتظامی امور کے سلسلے میں کسی کوتاہی اور اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی میں کسی تساہل اور لاپروائی کو روا نہ رکھیں اور اس بات کو اہمیت دیں کہ ان کی معمولی سی فروگزاشت سے ملک وقوم کو ناقابلِ برداشت نقصان ہونے کا بھی احتمال ہے۔

•

عقیدہ۔ ان کی خلافت بہ ترتیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل واعلیٰ واکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت یعنی افضل یہ کہ ملک داری وملک گیری میں زیادہ سلیقہ جیسا آج کل سنی بننے والے تفضلیئے کہتے ہیں یوں ہوتا تو فاروق اعظم سب سے افضل ہوتے کہ ان کی خلافت کو فرمایا (لم ار عبقریا یفری کفریہ حتی ضرب الناس بعطن) اور صدیق اکبر کی خلافت کو فرمایا (فی نزعہ ضعف واللہ یغفرلہ)۔

عقیدہ۔ خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ حضرات حسنین واصحاب بدر واصحاب بیعۃ الرضوان کے لئے افضلیت ہے اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔

عقیدہ۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہل خیر وصلاح ہیں اور عادل۔ ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔

عقیدہ۔ کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ مسئلہ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام حرام سخت حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار اور سچے غلام ہیں۔

(بہار شریعت)

روزنامہ نوائے وقت، لاہور 15 جون 2009ء

خودکش حملہ اور پولیس کی روایتی غفلت

جامعہ نعیمیہ میں دو روز قبل ہونے والے خودکش حملے سے انکشاف ہوا ہے کہ ایک حساس ادارے نے اس دھماکے سے دو اڑھائی گھنٹے قبل گڑھی شاہو کے علاقے میں خودکش بمبار کی موجودگی کی نشاندہی کر دی تھی مگر پولیس کی غیر سنجیدگی کے باعث حساس ادارے کی اس رپورٹ پر کوئی توجہ نہ دی گئی جو جامعہ نعیمیہ میں خودکش دھماکے اور اس میں ملک کے معروف عالم دین مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر منتج ہوئی۔

یہ انتہائی افسوسناک صورت حال ہے کہ پولیس حکام صرف اپنی ذات کے تحفظ کے لئے اپنے دفاتر سے ملحقہ علاقوں کو نو گو ایریا میں تبدیل کر کے شہریوں کو عذاب میں مبتلا کر رہے ہیں جبکہ فوجی آپریشن کے ردعمل میں ہونیوالے خودکش دھماکوں اور دہشت گردی کی وارداتوں سے جن شخصیات کی زندگیوں کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے ان کی حفاظت کی جانب کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی چونکہ خودکش حملوں کے خلاف ایک واضح رائے رکھتے تھے اور فوجی آپریشن کی حمایت کر رہے تھے۔ اس لئے پولیس کو اس پس منظر میں ان کی خصوصی حفاظت کا انتظام کرنا چاہئے تھا مگر لاہور میں ون فائیو اور آئی ایس آئی کی عمارت پر دہشت گردی کے بعد ساری توجہ صرف سی سی پی او کے آفس کی حفاظت پر مامور کر دی اور ایجنسیوں کی اس اطلاع پر بھی کہ 23 خودکش بمبار لاہور میں داخل ہو چکے ہیں، پولیس نے اپنی روایتی غفلت ترک نہ کی۔ حتیٰ کہ جامعہ نعیمیہ کے سانحہ سے دو گھنٹے قبل گڑھی شاہو کے علاقہ میں خودکش بمبار کی موجودگی کی اطلاع کو بھی درخور اعتناء نہ سمجھا نتیجتاً ملک کے مایہ ناز عالم دین جامعہ نعیمیہ میں خودکش بمباری کی بھینٹ چڑھ گئے جو پہلے ہی خودکش حملہ آوروں کے ماسٹر مائنڈز کی ہٹ لسٹ پر تھے اگر پولیس کی روایتی غفلت اسی طرح برقرار رہی تو کوئی بعید نہیں کہ دہشت گردی اور خودکش حملوں کے منصوبہ سازوں کے حوصلے مزید بلند ہوں گے اور مزید قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوں گی جیسا کہ ڈیرہ اسماعیل خان کے تجارت بازار میں بم دھماکے سے آٹھ بے گناہ انسانوں کی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی طرز تماشہ ہے کہ حکومت نے ایسے آلات تو درآمد کر لئے ہیں جو کسی خاص علاقے میں خودکش بمبار کی موجودگی کی قبل از وقت نشاندہی کرتے ہیں مگر ایسے دہشت گرد کی بروقت گرفتاری کے انتظامات کرنے سے قاصر ہے حکومت اس طرف بھی توجہ دے۔

شذرہ۔ ماہنامہ نورالاسلام شرقپور شریف، جولائی 2009ء

آہ! ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ

(موت العالم، موت العالم)

مؤرخہ 12 جون 2009ء جمعۃ المبارک کی نماز سے ابھی فارغ ہی ہوئے تھے کہ یہ جانکاہ خبر کہ ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی مہتمم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ لاہور و سرپرستِ اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان جمعۃ المبارک کی نماز کے فوراً بعد جامعہ نعیمیہ کے دفتر میں ایک خودکش حملہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ یقین نہیں آ تھا کہ اتنا بڑا سانحہ ایک دم کیسے ہو گیا؟؟؟ پھر میڈیا ٹیلی فونک رابطوں سے اس جان لیوا خبر کی تصدیق گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

پچھلے دنوں تنظیم المدارس کے کسی کام کے سلسلہ میں قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری جامعہ نعیمیہ گڑ شاہو لاہور میں تشریف لے گئے تھے اور جناب ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات ہوئی اثنائے گفتگو میں ڈاکٹر صاحب نے قبلہ میاں صاحب سے اس عندیہ کا اظہار کیا کہ میں آستانہ عالیہ ربانی شرقپور شریف پر حاضری کی تمنا رکھتا ہوں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ پیشگی اطلاع دے تشریف لائیں۔ پھر یہ بات تکلفات کے اہتمام نہ کرنے کی "تاکیدیات" کے گرد گھوم کر آ گئی ہو کسے خبر تھی کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو اتنی جلدی بلاوا آنے والا ہے۔

ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں اہل سنت و جماعت کی نمائندہ شخصیت تھے اور اپنے والد گر جناب مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی کا صحیح طور پر حق ادا کر رہے تھے۔ نہایت سادہ، خوش مزا خوش گفتار، ملنسار اور ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ آپ پاکستان میں اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ اس اتحاد کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے اس سلسلے میں کبھی بھی حق بات کہنے سے نہ ہچکچاتے "کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان" کے سرپرست اعلیٰ ہونے کے ناطہ سے اہل سنت کے پلیٹ فا سے شائع ہونے والے رسائل و جرائد کے ایڈیٹرز کے ساتھ بھی مسلسل رابطہ رکھتے تھے اور وقتاً فوقتاً جا نعیمیہ میں تمام ایڈیٹرز کو مدعو کرتے اور ان کی رہنمائی کے لئے ورکشاپس کا اہتمام کرتے جس کے تما اخراجات وہ خود برداشت کرتے تھے۔

حضور فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی نے ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں اہتمام فرمایا نیز آپ نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے نیز آپ کے جانشین علامہ راغب نعیمی اور آپ کے شاگردوں کو ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) حضور فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی اور ادارہ نور اسلام کے جملہ اراکین ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ پسماندگان کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

عقیدہ۔ امیر معاویہ مجتہد تھے ان کا مجتہد ہونا حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث صحیح بخاری میں بیان فرمایا ہے۔ مجتہد سے صواب و خطاء دونوں صادر ہوتے ہیں۔ خطاء دو قسم ہے "خطا عنادی" یہ مجتہد کی شان نہیں اور "خطا اجتہادی" یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس میں اس پر عنداللہ اصلاً مواخذہ نہیں مگر احکام دنیا میں وہ دو قسم ہے۔ "خطاء مقرر" کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ دوسری "خطا منکر"۔ یہ دونوں خطاء اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا کہ اس کی خطاء باعث فتنہ ہے۔ حضرت امیر معاویہ کا حضرت سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطاء کو تھا اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری اور امیر معاویہ کی مغفرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مسئلہ۔ یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ نہ کہا جائے محض باطل و بے اصل ہے۔ علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا حکم دیا ہے۔ یہ استثناء نئی شریعت گڑھنا ہے۔

(بہار شریعت)

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور۔ جولائی 2009ء

ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز خان نعیمی شہید کردیئے گئے

چوں بگذرو نعیمی خونی کفن بہ حشر

خلقے فغاں کنند کہ اینِ داد خواہ کیست

میدان حشر میں جب علامہ محمد سرفراز نعیمی خونی کفن پہنے آئیں گے تو ساری مخلوق پکار اٹھے گی کہ انہیں کس گناہ پر شہید کیا گیا ہے؟ اے اللہ! یہ کس سے انصاف مانگتا ہے؟

ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز نعیمی نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد اپنے دفتر میں آئے تو ایک دہشت گرد نے زبردست دھماکہ کر کے شہید کر دیا آپ کی شہادت کی خبر چند لمحوں میں سارے پاکستان میں پھیل گئی چند لمحوں بعد آپ کی شہادت پر دنیا دنگ رہ گئی ملتِ اسلامیہ اپنے سارے کاروبار چھوڑ کر غم میں ڈوب گئی۔

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقتدر عالم دیں اور دار العلوم نعیمیہ لاہور کے ناظم اعلیٰ تھے۔ مفتی دین متین تھے۔ سربراہِ اہلسنت اور ایک نڈر دینی رہنما تھے۔ آپ دار العلوم نعیمیہ کے بانی مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند تھے۔ آپ نے ساری زندگی درس وتدریس میں گزاری اور ہزاروں دینی طلباء کو علوم دینیہ سے سرفراز کیا۔ تدریسی امور کے ساتھ ساتھ آپ نے امت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے دن رات ایک کر دیا تھا۔ وہ ہر دینی تحریک کی صف اوّل میں نظر آتے تھے۔ بے دین قوتوں نے جب پاکستان میں اسلامی شعائر کو مٹانا شروع کیا اور ملک کے اندر دینی فتنے سر اٹھانے لگے تو ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے سینہ تان کر ان کا مقابلہ کیا۔ وہ نہ تو حکمرانوں سے ڈرے نہ دہشت گردوں سے خائف ہوئے۔ اہلسنت کی ہر تحریک میں پیش پیش رہے۔ اور ہر باطل قوت کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے میدان عمل میں نکلے۔ وہ ایک متحرک رہنما ایک مقتدر دینی رہنما اور سنیوں کو یکجا کرنے میں سرگرم علم رہے۔ ان کی شہادت سے یوں معلوم ہوا جیسے

اب سنیوں کے ہاتھ سے تلوار گر گئی

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی واقعی اہلسنت کی تلوار بے نیام تھے۔ وہ ہر محاذ پر لڑے، ہر دشمن دین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میدان میں نکلے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، بے دین قوتوں کا مقابلہ کیا، پھر فوجی آمریت کے مظالم اور دہشت گردوں کی للکار کے سامنے سینہ سپر رہے۔

وہ کہ سوزِ غم کو سانچے میں خوشی کے ڈھال کر
مسکرایا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کو اللہ نے شہادت سے سرفراز فرمایا۔ سارا پاکستان ان کی شہادت کے غم میں ڈوب گیا۔ پاکستان کا بچہ بچہ ان کی شہادت پر رویا۔ سارے پاکستان نے آپ کا سوگ منایا۔ سب کچھ چھوڑ کر خیبر سے لے کر سمندر کے ساحل تک فرزندان پاکستان نے دلی دکھ کا اظہار کیا۔ ہر آنکھ نے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر کے ان کی شہادت کو ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

عوام الناس اور اہلسنت و جماعت کے علاوہ حکومت پنجاب نے سرکاری اعزاز کے ساتھ اس شہید دین مصطفی کی تجہیز و تکفین میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ پاکستان کے اعیانِ اقتدار نے آپ کی خدمات کو سراہا۔ عالم اسلام کے سربراہوں نے آپ کی شہادت کو دہشت گردی کا بدترین نشانہ قرار دیا۔ میڈیا، اخبارات، مساجد، مدارس اور اجتماعات میں آپ کی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ اور آپ کی شہادت کو امت مسلمہ کی سرفرازی کا پہلا قدم قرار دیا۔

آپ کا جنازہ عوام کے غم و الم کا زبردست اجتماع تھا۔ ہم نے حد نگاہ تک اشکبار آنکھیں لئے ہوئے ہزاروں افراد کو صف بستہ دیکھا۔ ہم نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا جنازہ کبھی نہیں دیکھا تھا اور اتنے سوگوار کبھی جمع نہیں ہوئے تھے۔

چوں بگذرو نعیمی خونی کفن بہ حشر
خلقے فغاں کنند کہ ایںِ داد خواہ کیست

علمائے کرام، مشائخ عظام اور عوم نے شہادت کے بڑے بڑے اجتماعات میں شہید اہلسنت کی دینی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ وہ اہلسنت کا سرمایہ تھے۔ وہ سنیوں کے ست عناصر کے درمیان ایک متحرک عالم دین کا کردار ادا کر رہے تھے۔ وہ سنیوں کی انتشاری اور افتراقی قوتوں کے درمیان صلح و آشتی کا چراغ لے کر دن رات کام کر رہے تھے وہ بکھرے ہوئے علمائے کرام، اور ملت اسلامیہ سے کٹے ہوئے پیرزادگان کو یکجا کرنے کے لئے دن رات کوشاں تھے۔ ان کوششیں دہشت گردوں اور بے دین طبقوں کے لئے موت کا پیغام تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہی پاکستان دشمن قوتوں کے دہشت گرد عناصر نے انہیں اپنا نشانہ بنایا۔

شہید اہلسنت ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ایک عظیم الشان انسان تھے۔ علماء کرام نے ان کی خدمات کو بجا طور پر ہدیہ تحسین پیش کیا۔ ہم ذاتی طور پر "خانوادہ نعیمیہ" کے ساری زندگی نیاز مند رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کے والد محترم مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمۃ نے چوک دالگراں لاہور میں جامعہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی تو ہم ان کے دست راست تھے۔ الحمد للہ ساری زندگی ان کی نیازمندی میں گزار دی۔ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ابھی پانچ سال کے تھے۔ کہ ہم انہیں اپنے کندھوں پر بٹھا کر بازار لے جایا کرتے تھے۔ سردار محمد محفوظ نعیمی ان سے بڑے تھے۔ عزیزی تاجور نعیمی تو بعد میں دنیا میں آئے یہ بات ہمارے قارئین کو کچھ چھوٹی سی لگے گی۔ ہماری عمر اس وقت بیاسی سال ہے اگرچہ یہ بات چھوٹی ہے مگر ہمیں فخر کرنے دو کہ ہم شہید اہلسنت محمد سرفراز نعیمی کو اپنے کندھوں پر اٹھایا کرتے تھے۔ لوگو! ہمیں داد دو کہ ہم شہید اہلسنت کو اپنے کندھوں پر سوار کیا کرتے تھے۔ لوگو! ہمیں مبارک دو۔ ہم نے شہید اہلسنت کو اپنے کندھوں پر بٹھانے کا شرف حاصل کیا تھا۔ لوگو! ہمارے کندھوں کو محبت سے چومو کہ ہمارے کندھوں پر آپ کا شہید بیٹھا کرتا تھا۔ یہ بات شاید بعض اہل علم کو اچھی نہ لگے مگر ہم نے ایک بہت بڑے جلسے میں جب یہ واقعہ پیش کیا۔ جس کی صدارت ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی اس وقت کر رہے تھے۔ جب وہ ڈاکٹر تھے، جب وہ مفتی تھے، جب وہ مقتدر عالم دین تھے، جب وہ دارالعلوم نعیمیہ کے سربراہ تھے، جب وہ ایک دینی رہنما تھے، وہ اٹھے اور بھری محفل میں ہمارے دعوے کی تائید کی۔ اور ذرا خیال نہ کیا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔

مجھے رونے دو، میری آنکھوں سے آنسو بہنے دو، میری آنکھوں کو نہ روکو! میرے دل کے زخموں پر مرہم نہ رکھو۔ میرے دل کو جی بھر کر رو لینے دو۔

رو لے اے دل کھول کر بادیدہ خونابہ بار
سامنے تیرے ہے شہید اہلسنت کا مزار

اور

میرا رونا نہیں، رونا ہے یہ سارے زمانے کا!

آج ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ہمارے درمیان نہیں رہے۔ آج سنیوں کا رہنما ہم سے چھین لیا گیا۔ آج سنیوں کو یکجا کرنے کے لئے دن رات ایک کرنے والا جاتا رہا ہے۔ آج ہمارا غم گسار جا چکا ہے۔ پیرزادگان، ذی شان اور بے شمار سنی موجود تھے۔ ہم ان کی خصوصی دعوت پر "ایوانِ اقبال" میں ہوا تھا عام لوگوں میں بیٹھ گئے۔ اور جلسہ کے اختتام پر واپس آ گئے دوسرے دن خود تشریف لائے اور ہمارے آنے کا شکریہ ادا کیا۔ ہمارے سٹیج پر نہ آنے پر گلہ کیا۔ ہم خوش ہو گئے۔ ہمارا دل خوش ہو گیا۔ مگر دو دن بعد اللہ نے انہیں شہادت سے سرفراز کر دیا۔

آج جبہ وقبہ والے مشائخ، طرہ دار پگڑیوں والے علماء۔ زرق برق کاروں پر دوڑنے والے صاجبزادوں میں کوئی ایسا ہے؟ جو اپنے نیاز مندوں کے گھر پہنچے۔ اپنی موٹر سائیکل پر بلا تکلف، بن بلائے پھر بغیر دعوتی کارڈ کے ہم جیسوں کے پاس چلا آئے۔

"ہائے او موت تجھ موت ہی آئی ہوتی"

اے موت! تو نے کتنا بڑا آدمی ہم سے چھین لیا۔ تم نے کتنے بڑے سرفراز کو شہادت کی چادر میں لپیٹ لیا۔ اے موت! تو کتنی بے رحم ہے تو نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی جیسے پیارے دوست کو ہم سے چھین لیا۔

مقدور ہو تو موت سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنجہائے گراں مایہ کیا کیے؟

یہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی تھے۔ وہ ہم سے چھوٹے تھے۔ مگر جب وہ آتے تو یوں محسوس ہوتا کہ وہ ہم سے بہت بڑے ہیں۔ ہم سوچتے وہ بڑے ہیں۔ چھوٹے نہیں۔ مگر جب وہ بات کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ وہ تو بہت بڑے ہیں۔ ہم نے کئی بار انہیں یاد دلایا کہ آپ کتنے بڑے ہو گئے ہیں۔ ایک زمانہ تھا قائد اہلسنت الشاہ احمد نورانی ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے خود بخود چلے آتے تھے۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی، بلند کلہ ودستار لئے ہم غریبوں کے سر پر ہاتھ رکھنے آجاتے۔ آج جب ہم اصاغر اہلسنت کے نو دولتیوں کو اپنی خوبصورت کاروں پر دھول اڑاتے سڑکوں پر بھاگتے دیکھتے ہیں تو نورانی یاد آتے ہیں۔ نیازی یاد آتے ہیں، نعیمی یاد آتے ہیں۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے ایصال ثواب کے جلسے میں بڑے بڑے علماء کرام اور پیران عظام آئے تھے۔ پاکستان بھر کے سنی علماء اور پیرزادے اپنے شہید کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے جامعہ نعیمیہ میں جمع تھے۔ ایک سے ایک بڑھ کر ایک، ایک سے ایک بھاری بھرکم، ایک سے ایک بڑھ کر گرجنے، چمکنے اور مجمع پر چھا جانے والے، یہ سب کے سب ہماری بجلیاں ہیں آندھیاں ہیں اور طوفان ہیں۔ ان کو دیکھ کر دل خوش ہو ہو جاتا ہے۔

یہ چمکتے ہوئے حسین چہرے
یہ مہکتی ہوئی سیاہ زلفیں
انکی باتوں سے پھول جھڑتے ہیں
زندگی کے اصول جھڑتے ہیں
ان کو سورج سلام کرتا ہے
ان سے یزداں کلام کرتا ہے

مجمع میں بیٹھے ہوئے ایک دوست کو ان علماء اور مقررین کی یہ بات پسند نہ آئی کہ

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دہشت گردوں کو ختم کر دے!

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچائے!

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر نعیمی کی ایک چیئر قائم کر دے!

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر نعیمی کے نام کا ایک چوک بنادے!

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر نعیمی کے نام پر ایک سڑک بنادے!

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر نعیمی کی ایک یادگار کھڑی کر دے!

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ڈاکٹر نعیمی کو "نشان حیدر" دے دے!

یہ مطالبے سن کر میرے دوست کو حیرانی ہوئی کہ یہ علماء کس حکومت کے سامنے فریادیں لے کر کھڑے ہیں آج تک کبھی حکومت نے ان کا کوئی "مطالبہ" مانا ہے۔ خواہ مخواہ ایک، بے جان حکومت، کے دروازے پر جھولی پھیلائے مطالبہ کر رہے ہیں۔ جو "بیچاری حکومت" اپنی پولیس اپنے تھانوں، اپنے وزیروں، اپنے امیروں، اپنے گھروں کی حفاظت نہیں کر سکتی، اس "مسکین حکومت" سے ایسے مطالبے چہ معنی دارند!

تم عظیم سنی اکثریت کے رہنما ہو، تم نے اس عظیم اکثریت کو ٹولیوں میں تقسیم کر دیا ہے اور اسے اقلیت میں بدل دیا ہے۔ تم نے سنیوں کے شیروں کو لومڑیاں بنا دیا ہے۔ تم نے انتشار اور انانیت کے بتوں کو اپنا خدا بنا کر ملت واحدہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ آج تمہارے انتشار نے سنی شیروں کو لومڑیاں بنا دیا ہے۔

آنکہ شیراں را کند روباہ مزاج
انتشار است، انتشار است، انتشار

آج سنی علماء اور مشائخ کے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے خونی کفن پر ہاتھ رکھ کر ایک ہو جائیں۔ یک جان ہو جائیں، پھر دیکھیں دنیا کی کوئی حکومت دنیا کا کوئی دہشت گرد دنیا کی کوئی طاقت انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ اگر یہ اپنی اپنی ٹولیوں کو اپنی اپنی امامت میں لئے رہے، اپنے اپنے درویشوں میں بیٹھے رہے، اپنے خوشامدیوں کے حلقوں میں خوش ہوتے رہے۔ اپنے اپنے ٹانگوں پر سوار رہے۔ اپنے اپنے مریل گھوڑے دوڑاتے رہے۔ تو یہ عظیم اکثریت اقلیت میں بدل جائے گی۔ اور ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے سنیوں کے اتحاد اور "پاکستان بچاؤ" کی جس مہم کا آغاز کیا تھا وہ دم توڑ جائے گی۔

آج ہم نے اپنی مساجد میں جہاد کی آیات پڑھنا چھوڑ دی ہیں۔ آج ہمارے علماء جہاد پر بات نہیں کرتے۔ آج ان سنی علماء کی شعلہ بیانیوں میں نہ جہاد کی بات ہوتی ہے نہ کسی مجاہد کا تذکرہ ہوتا ہے۔ سابقہ دس سالوں میں مجاہد کو دہشت گرد کہا گیا جہاد کو ''انتہا پسندی'' کا نام دیا گیا۔ جہاد پر گفتگو کو خلاف قانون قرار دیا گیا۔ ہمارے علماء اگرچہ سنی العقیدہ ہیں مگر وہ مرزا قادیانی کا یہ شعر اپنی زبان سے پڑھتے رہتے ہیں۔

اے دوستو! اب چھوڑ دو جہاد کا خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور جدال

قادیانی تو انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔ وہ جہاد کے جذبہ کو ٹھنڈا کرنے کے مشن پر تھا۔ مگر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم جہاد کی آیات پڑھتے ڈرتے ہیں۔ جہاد پر بات کرتے سہمے رہتے ہیں۔ ہماری مساجد، ہمارے جلسے، ہمارے اجتماعات جہاد کا لفظ زبان پر نہیں لاتے۔ پھر ہم ان علماء کرام سے پوچھتے ہیں۔

کہاں سے آئے گی اب صدائے لا الہ الا اللہ

علامہ اقبال نے نظیری نیشاپوری کے ایک شعر کو بڑے اعزاز سے پیش کیا۔

بہ ملک جم ندہم مصرعہ نظیری را
کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلہ مانیست

ہم جمشید اور دارا کے ملک کے بدلے نظیری نیشاپوری کا یہ شعر کسی کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلہء مانیست

''جو شہید ہونا نہیں جانتا وہ ہمارے قبیلے سے نہیں''۔ وہ مسلمان نہیں وہ سنی نہیں۔ آج ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید نے ہمارے قبیلے اور سنیوں کی لاج رکھ لی ہے اور شہید ہو کر بتا دیا ہے کہ

کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلہء مانیست

آؤ! ہم مل کر شہید اہلسنت کی شہادت کے سامنے سر جھکا دیں۔ آؤ! ہم شہید اہلسنت کی قبر پر کھڑے ہو کر عہد کریں کہ ہم اپنے اندر کے بت توڑ کر یک جان ہو جائیں گے۔ ہمارا قبیلہ ایک ہوگا۔ ہمارا قبلہ ایک ہوگا۔ ہمارا کعبہ ایک ہوگا۔ ہمارا کاروان ایک ہوگا۔ ہمارا قافلہ ایک ہوگا۔ ہمارا مکہ ایک ہوگا۔ ہمارا مدینہ ایک ہوگا۔

پھر مدینے کی گھٹائیں ہم پر برسیں گی ضرور
پھر مدینے والے کے سائے میں بیٹھیں گے ضرور

شذرہ ماہنامہ "روح بلند" لاہور، جولائی 2009ء

شہادت گہ الفت

دہشت گردی کی آندھی نے ایک اور چراغ گل کر دیا' اس چراغ نے کئی چراغ روشن کئے اور اس سے ابھی اور چراغ ہوشن ہونے تھے۔ یہ چراغ علم ونظر ڈاکٹر علامہ محمد سرفراز نعیمی تھے۔ ان کی شہادت پہ ہر آنکھ پرنم اور دل رنجیدہ تھا۔ صرف وہ ایک عالم ہی نہیں بلکہ انسان بھی اچھے تھے۔ خدا نے انہیں بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ وطن کی مٹی سے جڑے ہوئے تھے۔ اُن کی بنیاد اور پہچان یہی مٹی تھی۔ وہ ایسے انسان نہیں تھے جو آناً فاناً آئے اور چھا گئے' "خزانہ غیب" سے مادی وسائل بھی میسر آ گئے۔ راتوں رات ادارہ کھڑا ہو گیا۔ گاڑیاں آ گئیں' بینک بیلنس وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ گارڈز' مریدین اور عقیدت کی فوج ظفر موج ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ ایسے بھی نہیں تھے کہ اُن کے پاس یہ سب کچھ حاصل کرنے کے ذرائع نہیں تھے۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں جن کے تعلقات حکمرانوں' مشیروں' وزیروں اور امیروں کے ساتھ کئی دہائیوں پر مشتمل ہوں جن کے شاگردوں کی کثیر تعداد بیرون ملک قیام پذیر ہو لیکن ان کی سواری ایک موٹر سائیکل ہو' جن کے گھر میں اے سی نہ ہو۔ وہ شخص مدرسے کے گھر میں رہائش پذیر ہو۔ جسے تحائف پیش کئے جائیں اور وہ شکریہ کے ساتھ واپس کر دے۔ جسے جلسوں میں نذرانے دیے جائیں اور وہ قبول کرنے سے انکار کر دے۔ جسے بیرون ملک سے پیش کش کی جائے وہ جانے سے انکار کر دے۔ جسے عہدے پیش کیے جائیں اور وہ قلندرانہ زندگی کو ترجیح دے۔

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی اسی سرزمین کے فرزند تھے انہوں نے "جینا مرنا" کا دعویٰ لفظی نہیں کیا تھا وہ اپنے الفاظ کو حقیقت کا رنگ دینا جانتے تھے۔ وہ اپنی دھن اور لگن کے پکے تھے' انہوں نے "قاتلانِ وقت" کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فلسفہ یقین وایمان دہرایا تھا۔ انہوں نے جان کے بجائے' نظریہ اور سوچ کی حفاظت کو ترجیح دی تھی۔ انہوں نے بتا دیا جان خدا کی امانت ہے اور سرفرازی اسی کو نصیب ہوگی جو بارگاہ رب العزت میں سرخرو ہوگا۔ ڈاکٹر علامہ سرفراز نعیمی کی شہادت کی وجہ' اس کے سوا اور کیا تھی کہ انہوں نے خودکش حملوں کو حرام قرار دیا تھا۔ انہوں نے دہشت گردوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کی تھی۔ انہوں نے پاکستانی عوام کو جگایا' بتایا اور انہیں دہشت گردوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کو کہا

تھا۔ آج علمائے کرام اپنی اپنی مسجدوں، مدرسوں اور حجروں میں چپ سادھ کر بیٹھے ہوئے ہیں، لوگ حیراں ہیں یہ لوگ جو حق کی سربلندی کے لئے لمبے لمبے خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے آج چپ کیوں ہیں۔۔۔۔؟

آج پاکستان کا وجود زخمی ہے، آج پاکستان کی سالمیت خطرے میں ہے۔ آج پاکستان کی بقا کو خطرہ ہے، لیکن مختلف مکاتب فکر کے علماء حالت سکوت میں ہیں۔ کیا انہیں پاکستان سے محبت نہیں ہے؟ کیا انہیں اسلام سے محبت نہیں ہے؟ آج ڈاکٹر نعیمی جیسے لوگوں کی پاکستان کو اشد ضرورت ہے جو دشمن کے سامنے طاقتور آواز بن کر کھڑے ہوں اور کہیں خودکش حملے حرام ہیں، جو کہیں جس آگ میں، تم پاکستان کو جلا کر بھسم کرنا چاہتے ہو، یہ آگ پاکستان ہی نہیں بلکہ اسلام کے لئے بھی خطرہ ہے۔ ڈاکٹر نعیمی کی شہادت کے بعد یہ آوازیں پاکستان کے مختلف مقامات سے آرہی ہیں۔ خدا کرے یہ آوازیں اتنی توانا ہو جائیں جیسے 1947ء میں، آزادی کا سورج طلوع ہوا تھا۔ اسی طرح امن کا سورج پاکستان میں طلوع ہو۔ وطن دشمن طاقتوں نے جیسے 1947ء میں منہ کی کھائی تھی وہ اب بھی خاک آلود چہرے لے کر اس ملک سے چیختے چلاتے بھاگ جائیں۔ اور اس ملک میں محب وطن ہی رہ جائیں۔ آمین ثم آمین۔

عقیدہ۔ منہاج نبوت پر خلافت حقہ راشدہ تیس سال رہی کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ کے چھ مہینے پر ختم ہو گئی پھر امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کی خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیدنا امام مہدی ہوں گے۔ امیر معاویہ اول ملوک اسلام ہیں اسی کی طرف تورات مقدس میں اشارہ ہے کہ (مولده بمكة ومهاجره طيبة وملكه بالشام) وہ نبی آخر الزمان (ﷺ) مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرۃ فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔ تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کسی کی محمد رسول اللہ ﷺ کی سلطنت ہے۔ سیدنا امام حسن مجتبیٰ نے ایک فوج جرار جان نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیر معاویہ کو سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صلح کو حضور اقدس ﷺ نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا (ان ابنی هذا سيد لعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين) میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرا دے۔ تو امیر معاویہ معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ بلکہ حضور سید عالم ﷺ بلکہ حضرت عزت جل وعلاء پر طعن کرتا ہے

(بہار شریعت)

ماہنامہ مراۃ العارفین لاہور، جولائی 2009ء

دستک

آپریشن راہ راست کی کامیابی کا ایک ثبوت تو یہی ہے کہ اب عسکریت پسندوں نے اپنی لڑائی پاکستان کے تمام اہم شہروں تک پھیلادی ہے اور بے گناہ سویلین ان کی درندگی کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں خصوصاً ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ جیسے انتہائی معتدل مزاج عالم دین کی شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عسکریت پسندوں کے پس پشت پاکستان دشمن طاقتوں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کرتے ہوئے اب لڑائی کو "ملٹی ڈائی منشن" بنادیا ہے۔ مرحوم ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت در صل مسلمانوں کے دو بڑے مکاتب فکر کو آپس میں ٹکرانے کی گھناؤنی سازش تھی۔ ڈاکٹر مرحوم کی شہادت کے فوراً بعد کچھ جذباتی علماء کی طرف سے اس نوعیت کے بیانات بھی آئے لیکن مرحوم کے صاحبزادے راغب نعیمی اور پنجاب گورنمنٹ نے بڑی دانشمندی سے اس سازش کا قلع قمع کیا اور وہ تمام مطالبات تسلیم کر لئے جو "ہارڈ لائنرز" کی طرف سے کئے گئے تھے اس طرح یہ خطرہ کافی حد تک ٹل گیا لیکن اب بھی لازم ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء مل بیٹھ کر اس حوالے سے اپنی واضح پالیسی کا اعلان کریں تا کہ قوم کو واضح سمت میں رہنمائی ملے اور پاکستان دشمن قوتوں کا منہ بھی بند ہو جائے۔ عالمی تنظیم العارفین کی طرف سے طویل عرصے سے "سعی اتحاد امت" کانفرنسوں کا سلسلہ جاری ہے جس کا مقصد بھی اُمت مسلمہ کو اُمت واحدہ کے تصور میں ڈھالنا ہے۔ پاکستان دشمنوں نے اب جو حکمت عملی اپنائی ہے اس کا دوسرا اہم پہلو شیعہ سنی منافرت پیدا کر کے نہ صرف پاکستان میں فساد برپا کرنا ہے بلکہ اس کی آڑ میں پاکستان اور ایران کے تعلقات بھی خراب کرنا اور گیس پائپ لائن کے منصوبے کا خاتمہ کروانا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں ہونے والے ٹارگٹ کلنگ اور خودکش دھماکے اس کی اہم مثال ہیں جبکہ کوئٹہ میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ قبل ازیں پارہ چنار میں بھی یہی کچھ ہوتا رہا ہے اس سے پہلے اصفہان میں ہونے والے دھماکے جو "جنداللہ" نے "را" کی معاونت سے پاکستان ایران گیس پائپ لائن منصوبے کو ختم کروانے کیلئے کیا تھا ایران نے اسی غلط فہمی پر پاکستان سے احتجاج کیا اور سرحد بند کرنے کی بھی اطلاعات آئی تھیں۔ حالات کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان آرمی کے چیف آف آرمی سٹاف جنرل کیانی نے خود ایف 16 میں بیٹھ کر آپریشن راہ راست کا فضائی جائزہ لیا۔

ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2009ء

علامہ مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

محبان وطن بالخصوص محبان صوفیائے کرام کے لئے ایک لمحہ فکریہ

جمعۃ المبارک 12 جون 2009ء کو جب کہ مسلمانان برصغیر پاک وہند و بنگلہ دیش ابھی جمعۃ المبارک کی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے یا بعض علاقوں میں نماز جمعہ کی صف بندی بھی نہ کر پائے تھے یہ خبر محبان پاکستان بالخصوص محبان صوفیائے کرام پر برق شرربار بن کر گری کہ وطن عزیز مملکت خداداد پاکستان کے عظیم سپوت، بین الاقوامی شہرت کے مالک، عظیم دینی اسکالر، جید و باکردار عالم دین اہل سنت والجماعت کے قائدین میں امتیازی شان کے مالک، حق گو اور حق پرست مزاج والے، درویشانہ شان والے، حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی نور اللہ مرقدہ دیوبندی وہابی جماعت کے ایک دہشت گرد گروہ ''طالبان'' کے خودکش حملے میں جام شہادت نوش فرما کر قرآنی بشارت کے بموجب ''فقد فاز فوزا عظیما'' کے مقام پر فائز ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ورحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ۔

پاک بین از نظر پاک بمقصود رسید

یہ خبر اس قدر اچانک اور حادثہ اس قدر وحشت ناک اور اندوہ ناک تھا کہ وطن عزیز کے ساتھ ساتھ پورے برصغیر کے مسلمانوں پر ایک سوگ کی کیفیت طاری ہو گئی بلکہ عالم اسلام نے ہمارے اس عظیم نقصان کو محسوس کیا اور سب نے پرزور الفاظ میں اس بہیمانہ قتل ناحق کی مذمت کی۔ ادھر وطن عزیز میں صوفیائے کرام کے چاہنے والوں پر جو اس ملک کی اکثریت ہیں ایک قیامت گزر گئی۔ قائدین اہل سنت، جگر گوشہ محدث اعظم، پاکستان، پیر طریقت، حضرت صاحبزادہ فضل کریم مدظلہ العالی (صدر، مرکزی جمعیت علمائے پاکستان)، حضرت مولانا پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی، حضرت مولانا سید حامد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ (جانشینان غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی) علامہ سید شاہ

تراب الحق قادری (امیر جماعت اہل سنت، کراچی، پاکستان)، حضرت علامہ ریاض حسین شاہ صاحب (جنرل سیکرٹری، جماعت اہل سنت پاکستان)، حضرت مولانا مفتی غلام محمد سیالوی صاحب، علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر اشرف آصف جلالی دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر معروف شخصیات اور زعمائے اہل سنت نے نہایت شدید الفاظ میں اس حادثہ جانکاہ کی نہ صرف مذمت کی بلکہ صوبائی اور وفاقی حکومتوں سے مطالبہ کیا کہ ان دشمن وطن اور دشمن دین وہابی گروہ کے سرغنوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دی جائے اور ان کے خلاف فوجی کاروائی کے ساتھ ساتھ اُن کی پرورش اور تربیت کرنے والے اور ان کے ساتھ مالی تعاون کرنے والے اور ان کی سرپرستی کرنے والی دیوبندی وہابی شخصیت، مدارس اور اداروں کے سربراہان کو بھی گرفتار کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

قارئین کرام! اس موقع پر دیوبندی وہابی گروہ کے بعض علما و زعما کے بیانات بھی الیکٹرونک میڈیا اور اخبارات میں نشر ہوئے جن کو سن کر اور پڑھ کر ہر سامع و قاری بین السطور اُن کے احساس جرم کو محسوس کر سکتا ہے، چونکہ ان بیان دینے والوں کو خوب علم ہے اور اب دنیا بھر کے میڈیا نے تمام عالم پر یہ الم نشرح کر دیا ہے کہ یہ "سپاہ صحابہ"، یہ "لشکر جھنگوی"، یہ "جیش محمدی"، یہ "لشکر طیبہ" اور اب جدید ترین "طالبان" اور "محاذ نفاذ شریعت محمدی"، ان سب دہشت گرد خونخوار ٹولیوں کا تعلق واضح طور پر براہ راست دیوبندی وہابی یا غیر مقلد وہابیوں کے مدارس، اداروں اور جماعتوں سے ہے۔ ابھی یہ کل کی بات ہے کہ ملٹری آپریشن سے قبل دیوبندی وہابیوں کے سربر آوردہ علما و زعما اپنی ان مذکورہ دہشت گرد ٹولیوں کے سربراہوں سے مذاکرات کرتے رہتے ہیں اور ان کی کوشش یہ رہی ہے کہ نہ تو ان دہشت گرد ٹولیوں کو کالعدم قرار دیا جائے اور نہ ان کے خلاف ملٹری آپریشن کیا جائے بلکہ ان کو زمینی حقائق تسلیم کرواتے ہوئے حکومت کو باور کرایا جائے کہ گفتگو، مذاکرات اور مصالحت کے ذریعے (ان وحشیوں کی اپنی من مانی تشریح کے مطابق) اسلامی نظام، معاشرت و معیشت اور نظام عدل کو نہ صرف نافذ کیا جائے بلکہ تسلیم کرتے ہوئے ان کے اپنے لاؤ لشکر کے ذریعے ان کے مطلوبہ نظام کو نافذ کرنے کی ذمہ داری بھی انہی کے سپرد کر دی جائے۔ گویا دوسرے الفاظ میں "اسٹیٹ وِدان اسٹیٹ" کے نظریے کو تسلیم کر کے ملک کی سالمیت اور خود مختاری کا سودا کر لیا جائے اور اس طرح پاکستان کے اندر مختلف علاقوں میں نجدی اسٹیٹ کا قیام ممکن ہو سکے جو وہابی، نجدی، یہودی، امریکی اور ہندو لابی کے پلان کے تحت مستقبل قریب میں اسلام آباد پر قابض ہو جائے اور پھر جوہری اثاثوں کے بہانے مذکورہ اسلام دشمن طاقتیں پاکستان میں اپنی فوجیں اتار کر اس کے حصے بخرے کر دیں (معاذ اللہ)۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ یہ ملک عزیز پاکستان برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کی غالب مسلم اکثریت اہل سنت و الجماعت نے اللہ تعالیٰ اور اس

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ﷺ است
بمصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(ارمغان حجاز، کلیات اقبال، ص: 857، اشاعت پنجم، دسمبر 2005ء، فضلی سنز، کراچی)

چنانچہ معروف صحافی اور جنگ اخبار کے کالم نویس ہارون الرشید صاحب نے علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد 12 جون 2009ء کو جیو ٹی وی کے پروگرام ''میرے مطابق'' میں گفتگو کرتے ہوئے اس سوال کے جواب میں کہ آخر طالبان (دیوبندی دہشت گرد ٹولہ) اسلامی مدارس کے تربیت یافتہ ہونے کے باوجود یہ خودکش حملے، پاکستان کے فوجیوں، پولیس کے سپاہیوں پر کیوں لڑ رہے ہیں اور عوام الناس کی جائداد اور جان، مال کو کیوں نقصان پہنچا رہے ہیں اس کے پیچھے کیا عوامل کارفرما ہیں یا ان کی تشدد پسندانہ نفسیات کے پس پردہ کیا راز ہے؟ انہوں نے برملا فرمایا کہ اگر کچھ لوگوں کو سچ بتایا جائے تو سمجھتے نہیں اور برا مناتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ (کانگریسی دیوبندی مولانا) حسین احمد مدنی کے پیروکاروں نے کل بھی قائداعظم اور پاکستان کی مخالفت کی تھی اور قیام پاکستان کے بعد بھی آج تک انہوں نے پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہ تشدد اور دہشت گردی کے ذریعے اس ملک خداداد کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں جس کا جدید شکار ملک پاکستان کی عظیم دینی، علمی اور سماجی شخصیت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید ہوئے ہیں۔

اس سے قبل ملک کے معروف صحافی جناب حامد میر اور ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب بھی میڈیا پر اور اخبارات کے کالموں میں اسی قسم کی گفتگو کر چکے ہیں۔ اس حق گوئی کے کالموں میں اسی قسم کی گفتگو کر چکے ہیں۔ اس حق گوئی کی پاداش میں جناب حامد میر صاحب کے خلاف دیوبندیوں نے نہ صرف مظاہرہ کیا بلکہ ٹیلیفون اور خطوط کے ذریعے انہیں قتل کی دھمکیاں بھی دیں جس کا اظہار حامد میر صاحب نے متعدد کالموں میں کیا اور حال ہی میں علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر لکھے گئے اپنے ایک کالم (روزنامہ ''جنگ''، 14 جون 2009ء) میں بھی یہی بات دہرائی ہے۔ لیکن حیرت و افسوس کا مقام یہ ہے کہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم رفیع عثمانی صاحب نے ایک ٹی وی چینل پر اس سوال کے جواب میں کہ علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی علیہ الرحمۃ پر یہ خودکش حملہ کیا اسلام میں جائز ہوسکتا ہے؟ ایک ذومعنی اور مشکوک قسم کا فتویٰ صادر فرماتے ہوئے کہا کہ ''اگر یہ خودکش حملہ تھا تو حرام تھا''۔ کیا سمجھے آپ؟ یعنی دیوبندی مفتی رفیع عثمانی صاحب دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ

یہ خودکش حملہ ہی نہیں تھا' یوں ہی کسی نے اڑا دیا ہے کہ یہ خودکش حملہ تھا۔ دوسرا پہلو یہ نکلتا ہے کہ اگر علامہ نعیمی شہید کا قاتل بم اس طرح پھینکتا کہ خود نہ مرتا لیکن علامہ نعیمی کو قتل (شہید) کر دیتا تو یہ واردات حرام نہ ہوتی کیونکہ مفتی صاحب کو علامہ نعیمی مظلوم کی شہادت کا غم نہیں بلکہ ان کو اس کا صدمہ اور افسوس ہے کہ ایک دیوبندی دہشت گرد اپنی جان سے کیوں ہاتھ دھو بیٹھا۔ اگر مذکورہ دہشت گرد علامہ نعیمی کو ہینڈ گرنیڈ پھینک کر یا پستول یا کلاشنکوف سے فائر کر کے شہید کر دیتا تو یہ حملہ حرام نہیں بلکہ جائز ہوتا کیونکہ یہ خودکش نہیں ہوتا۔ غالباً ان کی نگاہ میں وہ دہشت گرد "اسلام کا مجاہد" تھا اس لئے اس کا زندہ رہ جانا زیادہ اہم اور ضروری تھا بھلے علامہ نعیمی علیہ الرحمۃ جیسے عظیم اور درویش عالم دین شہید ہو جاتے۔ اس کے باوجود قاتل گناہگار نہ ہوتا۔ ایک بار پھر دیوبندی مفتی رفیع عثمانی کا فتویٰ ملاحظہ کریں:

"اگر یہ خودکش حملہ تھا تو حرام تھا"

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آپ خود سوچیں کہ مفتی رفیع عثمانی کس کے حق میں فتویٰ دے رہے ہیں' قاتل کے یا مقتول و مظلوم کے حق میں؟ یہی وجہ ہے کہ ان مفتیان کرام نے سوات اور مالاکنڈ وغیرہ کے علاقوں میں محاذ نفاذ شریعت محمدی اور طالبان کے ہاتھوں حضرت پیر سمیع اللہ سمیت سینکڑوں علماء و مشائخ کی شہادت اور مزارات اولیا کی بے حرمتی کی مذمت میں آج تک ایک لفظ نہیں کہا۔ بدی' فساد' فتنہ اور غارت گری کے تدارک کے معاملے میں ان کی مجرمانہ خاموشی قوم کو کیا پیغام دے رہی ہے؟

جنون ما زکجا شور ہائے وہوز کجاست؟

خلق خدا کیا کہہ رہی ہے اور مفتی رفیع عثمانی کیا فرما رہے ہیں۔ مفتی صاحب کچھ بھی کہتے رہیں لیکن وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ رہے ہیں' اگرچہ زبان سے اعتراف نہیں کرتے کہ کہیں اپنوں کی ملامت کا ہدف نہ بن جائیں کہ علامہ محمد سرفراز احمد نعیمی علیہ الرحمۃ تو ناموس رسالت کی خاطر جام شہادت نوش کر کے "فقد فاز فوزا عظیما" کے مقام پر پہنچ گئے۔ لیکن ان کے قاتل دیوبندی دہشت گرد کے چہرے پر علامہ نعیمی شہید کے خون کے جو سرخ چھینٹے ہیں وہ ہر دیوبندی وہابی کی آستینوں تک پہنچے ہیں۔ چونکہ یہ دہشت گرد دیوبندی مدارس اور دیوبندی اساتذہ کے تربیت یافتہ ہیں۔ یاد رکھیں کہ علامہ نعیمی اور ان سے قبل حضرت پیر سمیع اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہم (سوات) اور دیگر ہزاروں مظلوم شہیدوں کے خون کے داغ دنیائے دیوبندیت اپنے دامن' آستینوں اور چہروں سے قیامت تک نہیں چھڑا سکتی اور یہ خون شہیداں کبھی رائیگاں نہ جائے گا۔ یہ عالم مکافات ہے' اس خون کا بدلہ قدرت بہت جلد لے گی اور تاریخ میں اس گروہ کو سفاک' قاتل اور خونی گروہ کے نام سے یاد کیا جاتا رہے گا۔ بقول شاعر

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی شہید علیہ الرحمۃ نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی عظمت اور ناموس رسالت کی حفاظت کی خاطر اپنی جان، جان آفرین کے سپرد یہ کہتے ہوئے کردی کہ

جان نقد مختصر است حافظ

از بہر نثار خوش نبا شد

پھر دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو وہ اعزاز و اکرام بخشا کہ اہل پاکستان بالخصوص مسلمانان پاکستان صبح قیامت تک ایسی موت پر رشک کرتے رہیں گے اور قیامت کے روز شافع روز جزا، سید عالم ﷺ ان کا اعزاز و اکرام اس مقدس گروہ کے فرد کی حیثیت سے فرمائیں گے جن کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے:

فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین۔

علامہ نعیمی شہید باادب اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے حضور ''مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' عرض کرنے کے بعد یوں عرض کناں ہوں گے کہ اے آقا حضور میری آرزو ہے کہ میری کروڑوں جانیں حضور پر نثار ہو جائیں پھر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر سنائیں گے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

واضح ہو کہ علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے بھی ایک نسبت روحانی رکھتے ہیں۔ آپ کے والد حضرت مولانا محمد حسین نعیمی علیہ الرحمۃ مرید و خلیفہ تھے صدر الافاضل حضرت مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے اور صدر الافاضل خلیفۂ اجل تھے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ کے۔ سبحان اللہ! گویا زبان حال سے فرما رہے ہیں:

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا

بول بالے مری سرکاروں کے

حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی علیہ الرحمۃ نے پاکستان، عظمت اسلام اور ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے جہاں اہل وطن بالخصوص ملک کے ارباب بست وکشاد کے لئے ایک مثال قائم کردی، وہیں علماء و مشائخ اہل سنت اور زعمائے صوفیائے باصفا کو بھی دعوت فکر و عمل دی ہے۔ انہوں نے یہ فکر دی کہ ہماری زندگیاں ناموس رسالت مآب ﷺ کی امانت ہیں۔ اپنے اکابرین کی یادگار یہ ملک عزیز پاکستان جسے ہم نے قائد اعظم کی سربراہی میں حاصل کیا، اس کا استحکام اور حفاظت ہماری اہم ذمہ داری ہے۔

اخلاص وللٰہیت، سادگی و درویشی، تحمل وتدبر، سنجیدگی ومتانت اور اصلاح معاشرہ اور تعلیم وتعلم کے فروغ کے لئے جہد مسلسل کے پیکر علامہ نعیمی شہید اہل سنت والجماعت کے اتحاد واتفاق کے لئے زندگی بھر کوشاں رہے۔ وہ دوسرے فرقوں کے ساتھ بھی برداشت ورواداری کے قائل تھے بشرطیکہ وہ ہمارے عقائد ونظریات کو نہ چھیڑیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے کرام اور پاکان امت کے بارے میں اپنے گستاخانہ نظریات کی ترویج واشاعت سے باز رہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ اب اہل سنت والجماعت متحد ومنظم ہو کر اپنے حقوق، مدرسہ ومساجد، مزارات وخانقاہ اور اسکول، کالج وجامعات کی حفاظت کے لئے تیار ہو جائیں۔ ایوان حکومت سے لے کر عوام الناس کی سطح تک اپنے حقوق کی پاسداری کے لئے سیاسی جدوجہد شروع کر دیں۔ یہ جبھی ممکن ہے کہ جب اہل سنت والجماعت کے تمام گروپ اتحاد واتفاق پیدا کر کے ایک مرکزی قیادت کے تحت منظم ہو جائیں۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ سوات ومالاکنڈ میں اہل سنت کے اکابرین، مدارس، خانقاہوں، مساجد کے خلاف دیوبندی وہابی دہشت گرد گروہ کی بربریت اور ظلم وستم نے اہل سنت کی قیادت میں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونے کا شعور بیدار کر دیا ہے اور علامہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید علیہ الرحمۃ کی جانفروشی نے اس جذبہ صادق کو مزید مہمیز دی ہے۔ کچھ ماہ قبل صاحبزادہ فضل کریم زید مجدہ کی دعوت پر کراچی، لاہور اور پھر اسلام آباد میں عظیم الشان سنی علماء ومشائخ کانفرنس کے انعقاد نے اتحاد کی ایک نئی شمع جلائی ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز اب علامہ نعیمی کی شہادت کے بعد مزید جوش وخروش، ہوش وخردمندی، اخلاص اور عزم بالجزم کے ساتھ یہ کام آگے بڑھے گا اور اہل سنت کی ایک مرکزی قیادت ابھر کر سامنے آئے گی جو مسلکی، سیاسی ہر معاملات میں اہل سنت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان علما کی مساعی کو بار آور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

این نکتہ کشانندہ اسرار نہان است
ملک است تن خاکی و دین روح رواں است
تن زندہ وجاں زندہ زربط تن وجاں است
باخرقہ وسجادہ وشمشیر وسناں خیز
ازخواب گراں، خواب گراں، خواب گراں خیز

ازخواب گراں خیز!

(اقبال، زبورِ عجم)

اداریہ ماہنامہ "انوار لاثانی" لاہور، جولائی 2009ء

آئینہ ایام

شہید پاکستان۔۔۔ تیری عظمت کو سلام

کس نے جانا؟ کون تھا' کیا تھا وہ مرد حق شناس
کیا سمجھ پائے گا کوئی حال و قال سرفراز

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس مرد درویش کو اس کے بہت قریب رہنے والے۔ اس کے گھر والے اور قریبی عزیز واقارب بہت کچھ جانتے ہوئے بھی اس حقیقت کو نہ جان سکے کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی ملک و ملت کے لئے کی گئی خدمات کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا مقام ومرتبہ ہے۔

اس مرد حق آگاہ نے حصول تعلیم سے لے کر شہادت تک کبھی یہ نہ سوچا کہ مجھے آرام کی۔ عزت کی۔ شہرت کی۔ مال کی۔ ضرورت ہے۔ بس ایک ہی لگن تھی کہ قوم وملک' ملت ومسلک حق کی جس قدر ہوسکے خدمت کرلیں۔ ہر وقت یہی خیال تھا کہ

تمنا ہے کہ دنیا میں ہم کوئی کام کرجائیں
اگر کچھ ہوسکے تو خدمت اسلام کرجائیں

علامہ مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ تمام اہل محبت پاکستانیوں کے دل میں بستے تھے۔ ب اہل محبت سے پیار کرتے تھے۔ اہل سنت وجماعت کے اتحاد واتفاق کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ اپ سے بہت کم درجہ کے لوگوں کو بھی صرف اس لئے اہمیت دیتے کہ اس کی کسی غلطی کی وجہ سے اہل سنت آپس میں انتشار نہ ہو۔ کئی بار دیکھا گیا کہ کچھ لوگ اپنی انا اور خودغرضی و بےوقوفی سے ڈاکٹر صاحب کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ پاس والے اس کو بہت محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کو نکال د جائے یا کوئی اور سخت سزا ان کے لئے تجویز کی جائے مگر ڈاکٹر صاحب حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مطہ پر عمل پیرا ہوتے اور فرماتے کوئی بات نہیں انہیں سمجھ نہیں ہے۔ انہیں سمجھنے کا موقع دیں خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ قبلہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں سے اہل سنت کے بہت سے اختلافات د ہوئے اور اتحاد واتفاق پیدا ہوا۔

اتحاد اہلسنت کی کوششوں کی کامیابی کی ایک بڑی مثال تحفظ ناموس رسالت محاذ ہے جس میں ملک

بھر کی بائیس (22) اہل سنت تنظیمیں شامل ہوئیں۔ اس طرح تحفظ حقوق اہل سنت اور ''کونسل آف جرائد اہل سنت'' تھی۔ یہ کونسل تقریباً سات سال تک اتحاد و رابطہ اہل سنت کے یہ خدمات سر انجام دیتی رہی۔ آخر کا جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اہل سنت کی طرح اس میں بھی ایسے عہدیدار بن گئے جو اپنے عہدے زندگی بھر چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے اور اس کے لئے وہ کونسل کو ختم کرنا تو گوارہ کر سکتے ہیں لیکن عہدہ چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔ ان کے مقابل بھی کچھ ایسے لوگ آگئے جو کسی صورت میں عہدہ لئے بغیر نہ مانے اور یہی رٹ لگائی کہ ''ہم چو ما دیگرے نیست'' یہ کہ ہمارے علاوہ کوئی کونسل کا عہدیدار بننے کا حق دار نہیں۔ اس طرح اس معاملہ میں بھی قبلہ ڈاکٹر صاحب کو بیحد دکھ پہنچایا گیا۔ بعد میں بھی ڈاکٹر صاحب نے دین و مسلک کی خاطر ان لوگوں سے رابطے کئے اور کوئی مل بیٹھنے کی راہ نکالنے کی کوشش کی مگر ان لوگوں کی انا اور خود پرستی آڑے آگئی۔ کئی مرتبہ اپنی بے عزتی ہونے کے باوجود قبلہ ڈاکٹر صاحب صرف خدا اور رسول کی رضا کی خاطر اب بھی کوشاں تھے کہ کوئی صورت نکل آئے مگر وہ ہم سے بچھڑ گئے۔ اور اب کوئی بھی ان جیسا خلیق و دردمند رہنما نہیں ہے جسے ان کی طرح ملک و ملت اور مسلک حق کا درد ہو۔

مسلک حق کے مختلف گروہوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے آخری دنوں آپ نے بہت کوششیں کیں۔ ہر گروہ کے لیڈر سے آپ نے خود مل کر اور خود جا کر منت سماجت کی کہ خدا اور رسول کے واسطے سے ایک ہو جائیں۔ ایک دوسرے کو برداشت کریں۔ ایک دوسرے کے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ بھی راضی ہوں گے اور قومی و بین الاقوامی سطح پر کوئی عزت و آبرو ملے گی۔ مگر اکثر لیڈروں کی سوچ پر یہی بھوت سوار رہا کہ صرف میں امام زمانہ ہوں۔ سب لوگ میری اقتدا کریں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

علامہ مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ صرف اہل سنت ہی نہیں بلکہ ملکی و قومی بقا و استحکام کے لئے دیگر مسالک کو ساتھ لے کر چلنے کا بھی حوصلہ اور ملکہ رکھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے وقتاً فوقتاً دوسرے مسالک کے لوگوں سے رابطے رکھے اور خلوص نیت اور دن رات انتھک محنت و مشقت کے باعث اغیار کے دلوں میں بھی گھر کر گئے۔ آپ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے ناظم بھی تھے اور تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے ناظم بھی تھے۔

ملک بھر میں نظام مصطفیٰ کی خاطر ہر کوشش اور کاوش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار تھے۔ آپ نے تحفظ ناموس رسالت کی خاطر ایک مدت جیل میں گزاری۔ اس سلسلہ میں آپ پر کئی مقدمات مختلف تھانوں میں بنائے گئے۔ ملک و ملت کے دشمنوں کے لئے ننگی تلوار تھے۔ نہ جھکنے والے تھے۔ نہ بکنے

والے تھے۔ سابقہ کئی حکومتوں نے آپ کو بڑی بڑی دلکش پیشکشیں کیں کہ ہماری بات کریں، مگر آپ نے صرف اور صرف حق بات علی الاعلان کہنا ہی سیکھا تھا۔

غیروں کو اپنا بنانے والے اور دو جہاں میں سرفراز ہونے والے ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کا مشن یہ تھا کہ ''دشمن کو ہزار موقع دو کہ وہ تمہارا دوست بن جائے اور دوست کو ایک موقع بھی نہ دو کہ وہ تمہارا دشمن بن جائے''۔

شہادت سے دو روز قبل ایوان اقبال میں اقبال کے شاہینوں کو یہ سبق یاد کرایا کہ ہم اہل سنت وجماعت نے ہی پاکستان بنایا تھا اور اب ہم ہی اسے بچائیں گے۔ اس پاکستان بچاؤ کنونشن میں ہزاروں افراد نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے عہد کیا کہ ہم پاکستان کی خاطر ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس عظیم خدمت کے نتیجے میں پاکستان دشمنوں نے انہیں اپنی راہ سے ہٹانے کے لئے ان پر خودکش حملہ کرایا۔ لیکن ان دشمنوں کی یہ بھول تھی کہ ایک نعیمی کو شہید کر کے وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ علامہ نعیمی کی شہادت نے قوم وملک کے لئے جذبہ حب الوطنی کا جو بیج بویا ہے وہ اب پھل پھول رہا ہے۔ علامہ صاحب کے جملہ متعلقین اور ان کے جانشین یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ان کے مشن کو کامیاب کریں گے اور پاکستان دشمنوں کو ختم کر کے دم لیں گے۔

علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی صاحب کی نماز جنازہ کا منظر اور ان کے جسد خاکی کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے لانا اور لے جانا دیکھ کر پوری قوم نے جان لیا کہ شہید کا خون رائیگاں نہیں جاتا اور یہ شہید بھی ایسا ہے جو پاسبان ملک وملت اور اہل محبت کا رہنما تھا۔

علامہ نعیمی صاحب حکومت اور فوج کے کسی ناجائز کام کی حمایت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اعلانیہ طور پر مخالفت کرتے تھے۔ لیکن اب جب کہ حکومت اور فوج' پاکستان دشمن اور اسلام دشمن لوگوں کو ٹھکانے لگانے کا کام کر رہی ہے تو آپ نے اس کی بھرپور حمایت کی ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ نام نہاد ''طالبان'' غیر مسلم طاقتوں کے آلۂ کار بن کر اپنی قوم سے دشمنی کر رہے ہیں۔ اب حکومت پاکستان اور پاک فوج کی ذمہ داری ہے کہ ان دشمنان قوم کا صفایا کر کے ملک وملت کو بچانے کا فرض ادا کریں۔

ان دشمنان ملت کے ملک بھر میں خودکش حملوں اور دہشت گردی سے پورے ملک میں افراتفری اور پریشانی ہے اور جب تک ان دشمنوں سے ملک پاک نہ ہو اس وقت تک سکون واستحکام نہیں آتا اور ہر پاکستانی مسلمان کا یہ مشن ہونا چاہیے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

اداریہ ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ، جولائی 2009ء

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی منصب شہادت پر سرفراز ہو گئے

خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب، لاہور ریلوے اسٹیشن سے کچھ فاصلے پر علاقہ گڑھی شاہو محمد نگر میں قائم جامعہ نعیمیہ میں 18 جمادی الآخر 12 جون خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ پڑھانے صلوٰۃ وسلام اور دعائے خیر سے فیضیاب ہو کر جامعہ نعیمیہ کے ایک کونے میں واقع اپنے چھوٹے سے گھر میں چند لمحات گزارنے کے بعد جونہی علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے اپنے دفتر میں تشریف فرما ہوئے تو ایک خودکش حملہ آور نے سلام کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہی اپنے آپ کو خودکش دھماکے سے اُڑا لیا، جس سے علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی اپنے چار جانثار ساتھیوں مولانا حافظ محمد عبدالرحمن، مولانا حافظ محمد اکمل، مولانا حافظ محمد راشد اور مولانا قاری محمد اسماعیل کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (اس موقع پر زخمی ہونے والے سید خلیل احمد شاہ صاحب، ماسٹر محمد عبدالمجید صاحب اور مولانا محمد نواز صاحب کی جلد صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں) کئی مقامات پر اس وقت نماز جمعہ کے اجتماعات ہو رہے تھے۔ یہ خبر اسی وقت پوری دنیا میں پھیل گئی۔ ملک کے بیشتر مقامات پر نماز جمعہ کی ادائیگی کے فوراً بعد احتجاجی جلسوں، جلوسوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اتنے بڑے سانحے کے باوجود سنی تنظیموں کے قائدین علامہ سید ریاض حسین شاہ، شہزادہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی ایم این اے، پیر محمد افضل قادری، حاجی محمد حنیف طیب، محمد ثروت اعجاز قادری اور شہید کے صاحبزادے مولانا محمد راغب حسین نعیمی نے اپنے تمام کارکنوں اور معتقدین کو فرمایا کہ ''احتجاج پر امن ہو، توڑ پھوڑ نہ ہو چونکہ یہ ملک ہمارے بزرگوں نے بڑی قربانیوں سے بنایا ہے اور ہم نے اس کی حفاظت کرنی ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے بھی اسی وطن کی سلامتی کیلئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے''، تنظیم المدارس کے صدر مفتی محمد منیب الرحمن نے کہا کہ ''ہفتہ کو اہلسنت وجماعت کے ملک بھر میں تمام مدارس بند رہیں گے اور کسی قسم کی تدریس نہیں

ہوگی جبکہ شہداء کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا جائے گا''۔ تاجر برادری نے ہفتہ کو ملک کے تقریباً تمام شہروں میں ہڑتال کا اعلان کر دیا جبکہ حکومت پنجاب نے بھی ہفتہ کو لاہور میں مقامی تعطیل کا اعلان کیا۔

19 جمادی الآخر 13 جون بروز ہفتہ بعد نماز ظہر ناصر باغ میں ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کی نماز جنازہ شہید کے اکلوتے صاحبزادے مولانا راغب حسین نعیمی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں سینکڑوں علماء و مشائخ اور ہزاروں کی تعداد میں احباب اہلسنت نے شرکت کی۔ اس موقع پر پنجاب پولیس نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی کے جسد خاکی کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے ناصر باغ لایا گیا اور نماز جنازہ کے بعد دوبارہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے واپس جامعہ نعیمیہ بھجوا دیا گیا' جہاں بوقت عصر تلاوت قرآن پاک' صلوٰۃ وسلام اور امام عاشقان امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقبول زمانہ کلام

کروں تیرے نام پہ جاں فدا' نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا' کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

پڑھتے ہوئے ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی کی تدفین عمل میں آئی۔ نماز جنازہ وتدفین کے موقع پر بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ 20 جمادی الآخر 14 جون بروز اتوار صبح 10 بجے تا نماز ظہر ختم قل کی تقریب جامعہ نعیمیہ میں منعقد ہوئی' جس میں مقررین نے شہید کی دینی وملی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ''شہداء کے اصل قاتلوں' سرپرستوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے''۔

عقیدہ۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قطعی جنتی اور یقیناً آخرت میں بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی محبوبہ عروس ہیں جو انہیں ایذا دیتا ہے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتا ہے۔ اور حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو عشرہ مبشرہ سے ہیں ان صاحبوں سے بھی بمقابلہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خطاء اجتہادی واقع ہوئی مگر ان سب نے بالآخر رجوع فرمائی۔ عرف شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلہ امام برحق کو کہتے ہیں عناداً ہو خواہ اجتہاداً۔ ان حضرات پر بوجہ رجوع اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ گروہ امیر معاویہ پر حسب اصطلاح شرع اطلاق فئہ باغیہ آیا ہے مگر اب کہ باغی بمعنی مفسدہ معاند سرکش ہو گیا اور دشنام سمجھا جاتا ہے۔ اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔

(بہار شریعت)

اداریہ ماہنامہ ''النظامیہ'' لاہور، جولائی اگست 2009ء

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

12 جون 2009ء بروز جمعۃ المبارک راقم الحروف اپنی دوسری مسجد (مغلپورہ) میں خطبہ جمعہ دے رہا تھا تقریر اپنے عروج پر تھی کہ دوران وعظ ہی ایک نمازی خلیل احمد سعیدی صاحب نے کھڑے ہوکر بتایا کہ جامعہ نعیمیہ میں خودکش دھماکہ ہوا ہے اور ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید ہوگئے ہیں (اناللہ وانا الیہ راجعون) یہ اندوہناک خبر سنتے ہی چلتی زبان رک گئی اور میں کچھ دیر کے لئے بے حس وحرکت منبر پر یوں بیٹھا رہا جیسے سکتے میں آگیا ہوں۔ پھر بھیگی پلکوں' لرزتے لبوں اور لڑکھڑاتی زبان کے ساتھ میں نے سامعین کو بتایا کہ اہل سنت پر یہ قیامت ٹوٹ پڑی ہے اور خدا کرے کہ یہ خبر غلط ہو۔ وہیں سلسلۂ گفتگو موقوف کردیا' جلدی جلدی نماز جمعہ کی ادائیگی سے فارغ ہوکر سیدھا جامعہ نعیمیہ کی راہ لی اسی اثناء میں جب موبائل فون جیب سے نکال کر دیکھا (جس کی آواز بند کی ہوئی تھی) تو اس حادثہ کی اطلاع کی بیسیوں کالز اور میسجز دوران تقریر ہی موصول ہوچکے تھے۔

جامعہ نعیمیہ پہنچے تو گڑھی شاہو چوک ہی سے سیکیورٹی فورسز کا گھیرا اور میڈیا کی گاڑیوں کی بہتات' لوگوں کا ہجوم دھاڑیں مار کر روتے ہوئے علماء وطلباء جامعہ کا شکستہ دفتر' خون آلود دیوار' بکھرے ہوئے شیشے دیکھ کر کسی سے کچھ پوچھنے کا یارا اور ضرورت ہی نہ رہی' اور یہ یقین کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ آنے والے مہمانوں کا جامعہ نعیمیہ کے گیٹ پر استقبال کرنے والا اور کرنما قائد علامہ مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔

دہشت گردی کا عفریت نہ جانے کتنے انسانوں کو نگل چکا ہے' کتنے بچے یتیم' کتنی عورتیں بیوہ اور کتنی ہی گودیں خالی کرچکا ہے۔ کتنے ہی لوگ معذور واپاہج ہوچکے ہیں' کتنی ہی بستیاں اُجڑ چکی ہیں۔ خودکش حملوں کی لہر کی لپیٹ میں ایسی ایسی نادر روزگار شخصیات بھی آئیں جو صدیوں بعد پیدا ہوئی ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسی ہی تاریخ ساز شخصیات میں سے ایک مجاہد ملت، مفکر اسلام، استاذ العلماء علامہ ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جن کو اسلام اور پاکستان کے دشمنوں نے صرف اس لئے ٹارگٹ کیا کہ وہ تحفظ پاکستان کی جنگ لڑ رہے تھے، وہ ان کی نام نہاد شریعت کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے، وہ خودکش حملوں کو حرام کہتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب پر خودکش حملہ کی ناپاک منصوبہ بندی کرنے والوں کا خیال ہوگا کہ ان کے مرنے کے ساتھ ان کا مشن بھی ختم ہو جائے گا، باطل کے خلاف اُٹھنے والی آواز دب جائے گی۔ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت خوفزدہ ہو جائیں گے۔ لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ ڈاکٹر صاحب شہادت کا جام نوش کرتے ہی امر ہو جائیں گے اور بارگاہ خداوندی سے انہیں اتنی مقبولیت اور اعزاز نصیب ہوگا کہ زمانہ ان کی شہادت پر رشک کرے گا اور لوگ ڈاکٹر صاحب جیسی موت کے لئے دعائیں مانگیں گے۔

حقیقت بات یہی ہے کہ وہ جام شہادت نوش کر کے جو کام کر گئے شاید زندہ رہ کر بھی نہ کر سکتے ان کی شہادت نے حق و باطل کے درمیان واضح لکیر کھینچ دی۔ پاکستان بچانے والوں اور مٹانے والوں کے درمیان فرق کر دیا، نقاب پوش بھیڑیے ننگے ہو گئے، لباس خضر میں راہزن پہنچانے گئے، امریکہ، اسرائیل اور بھارت کی ایجنٹی کرنے والے قوم کے سامنے بے لباس ہو گئے۔ ان کے خلاف اُٹھنے والی آوازوں میں مزید شدت، طاقت اور توانائی آ گئی۔ عوام الناس، ریڑھی بان اور ٹھیلوں والے بھی یہ کہتے ہوئے سنائی اور دکھائی دیے کہ مفتی سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ جیسے درویش منش، متواضع، سادگی پسند، بے ضرر اور ہر دلعزیز عالم دین کو شہید کرنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں، شدت پسندوں اور دہشت گردوں کے حوالے سے کچھ نرم گوشہ رکھنے والے بعض حلقے بھی ان کی حمایت میں کچھ کہتے ہوئے شرمانے اور گھبرانے لگے۔

الغرض ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی شہید نے اپنی جان دے کر اپنے مشن کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی

ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

ڈاکٹر صاحب شہید ساری زندگی پروٹوکول سے بے نیاز رہے قدرت نے دنیا سے جاتے ہوئے انہیں ایسا پروٹوکول دیا جو شاید ہی کسی کے حصے میں آ سکے۔

حکومت وقت اور افواج پاکستان کو چاہئے کہ مفتی نعیمی شہید نے تحفظ پاکستان کے جس کاز کے لئے ''آپریشن راہ راست'' کی حمایت کی وہ اس آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچائے اور اس وقت تک آپریشن جاری رکھا جائے جب تک کہ پاک سرزمین سے آخری تخریب کار اور دہشت گرد کا خاتمہ نہ ہوجائے۔ نیز اس مسئلہ میں ڈاکٹر صاحب شہید کے ہم خیال اور ہم فکر اداروں، تنظیموں اور شخصیات کو فول پروف سیکیورٹی مہیا کی جائے۔ تاکہ ملک وملت کو مزید کسی نقصان سے بچایا جاسکے۔

ڈاکٹر صاحب کی شہادت اور ان کی سیکیورٹی کے حوالے سے جو حلقے حکومت کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں وہ کسی حد تک اپنے موقف میں وزن رکھتے ہیں کیونکہ جب حکومت وقت کو معلوم تھا کہ تخریب کاروں اور خودکش حملوں کے خلاف جاری مہم میں ڈاکٹر صاحب پیش پیش ہیں اور وہ بین الاقوامی شہرت کی حامل ایک قدآور شخصیت ہیں تو پھر ان کی حفاظتی تدابیر میں دانستہ کوتاہی کیوں کی گئی۔ چنانچہ ہم جہاں ڈاکٹر صاحب پر دہشت گردوں کے حملے کی شدید مذمت کرتے ہیں وہیں حکومت کی مجرمانہ غفلت کی بھی مذمت کرتے ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ خداوند قدوس ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اُخروی درجات میں مزید بلندیاں عطا فرمائے اور ان کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

عقیدہ۔ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ شہدائے کرام سے ہیں ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ بددین خاسر ہے۔

عقیدہ۔ یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا معاذ اللہ اس سے اور ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امام حسین سے کیا نسبت آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل ہے ہمارے وہ بھی شہزادے وہ بھی شہزادے۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی، مستحق جہنم ہے۔ ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلسنت کے تین قول ہیں اور ہمارے امام اعظم کا مسلک سکوت یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں نہ مسلمان۔ (بہار شریعت)

ماہنامہ ''جلالیہ''، بھکھی شریف، جولائی 2009ء

شہید پاکستان

تاریخ کچھ عرصے کے بعد دہرائی جاتی ہے کچھ اسی طرح کی صورتحال برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ بھی درپیش ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ مغل حکومت تنزلی کا شکار تھی۔ مسلمانوں کے پانچ سو سالہ اقتدار کا خاتمہ ہو رہا تھا۔ تو صوفیاء کرام کی فکر کے حامل علماء اور اصحاب سجادہ مغل اقتدار کے استحکام کے لئے کوشاں تھے تا کہ محمد عربی ﷺ کے غلاموں پر اس سرزمین کو تنگ نہ کر دیا جائے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا کفایت اللہ رامپوری اور بہت سارے علماء کرام نے اسلامی حکومت کو آخری سہارا عطا کرنے کے لئے انگریز حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کیا۔ بہت سارے علماء حق انگریز کے خلاف جہاد کرتے ہوئے منصب شہادت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور جو باقی رہ گئے ان کو انگریز عدالت سزائے موت یا جزیرہ انڈیمان کے کالے پانی کی عمر قید کی سزا سنائی۔ لیکن ان وفا سرشتوں نے کسی موقع پر بھی انگریز حکومت سے سمجھوتا کرنے کی کوشش نہیں کی۔

لیکن دوسری طرف علماء سوء کا ایک گروہ انگریز حکومت کی خوشامد اور چاپلوسی کرنے میں مشغول تھا۔ ان لوگوں نے انگریز سرکار کی خوشنودی حاصل کر کے بجائے وہابی کہلوانے کے اپنے لئے اہل حدیث کا خودساختہ نام الاٹ کروایا اور انگریز سرکار سے مل کر مسلمانوں کے پانچ سو سالہ اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔

مسلم بغاوت سختی سے کچل دی گئی۔ علماء حق یا تو شہادت کے حصول میں کامیاب ہو گئے یا پھر پابند سلاسل کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کی سیاسی قیادت بالکل ختم ہو گئی۔ دوسری طرف علماء سوء انگریز سرکار سے ملک مفادات حاصل کرنے میں مشغول رہے۔ پھر ایک مرتبہ اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں پر کرم فرمایا تو قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلمانوں نے آزاد وطن کے حصول کے لئے کوشش شروع کر دی۔ اہل حق کی قیادت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پوری، مولانا نعیم الدین مرادآبادی، مولانا حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہم نے جان و مال کے ایثار کے ساتھ پاکستان کے حصول کے لئے قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور بالآخر یہ پیارا دیس پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ اس دوران علماء وا اپنے مفاد پرستانہ نظریہ پر قائم رہے۔ اہل زر کے دروازے پر اپنے جبہ و دستار

کی قیمت وصول کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مولانا حسین احمد دیوبندی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے نظریہ پاکستان کی مخالفت میں نظریہ وطنیت پیش کیا جس کو مفکر پاکستان ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے اس انداز میں بیان کیا۔

حسین احمد دیو بنداین چہ بوالعجبیت
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است

اور مفکر پاکستان ڈاکٹر محمد اقبال نے ارشاد فرمایا:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم سے رسول ہاشمی
کتنی ہی قومتیں وجود میں آئیں دہر میں خشک وتر کے رشتے سے
ہم نے بنیاد دوستی رکھی ہے یاد خیرالبشر کے رشتے سے

سوائے شبیر احمد عثمانی کے تمام دیوبندی علماء تحریک پاکستان کی مخالفت کر کے آل انڈیا کانگریس سے اپنی جیبوں کو بھر رہے تھے جس کا اعتراف علماء دیوبند کے قائد اور مولانا فضل الرحمن کے والد مفتی محمود نے تحریک نفاذ مصطفیٰ کے دوران 1977ء میں شیرانولہ باغ کے جلسہ میں اس انداز میں کیا تھا کہ خدا کا شکر ہے ہمارے اکابر پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں ہوئے۔

اب پھر میرے پیارے دیس پاکستان پر کڑا وقت ہے عالمی استعماری قوتیں واحد ایٹمی اسلامی ملک کو عدم استحکام کا شکار کرنا چاہتی ہیں۔

علماء حق پاکستان کو بچانے کے لئے کردار ادا کر رہے ہیں اور علماء سوء عالمی استعماری قوتوں کے جال میں پھنس کر ڈالر اور یورو کے اکاؤنٹس کھلوانے کے لئے طالبان کی صورت میں ملک پاکستان کو غیر مستحکم کر رہے ہیں۔

گذشتہ دنوں اہلسنت وجماعت کے نامور عالم دین تنظیم المدارس پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور کے مہتمم ایک خودکش دھماکہ کی وجہ سے شہادت کے بلند منصب پر فائز ہو گئے۔ اگرچہ آپ کا دنیا سے رحلت فرمانا ایک بہت بڑا سانحہ ہے لیکن پاکستان بچانے کی تحریک میں آپ کی شہادت سے تازہ روح پھونک دی گئی ہے یقیناً آپ کی شہادت استحکام پاکستان کی خاطر ہوئی ہے آپ بھی تاریخ پاکستان کے اندر اپنے اکابر کی طرح امر ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ علماء حق کو استحکام پاکستان کی تحریک کے اندر کامیابیاں عطا فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر زاہد اشرف مدیر اعلیٰ پندرہ روزہ المنبہ فیصل آباد 26 مئی تا 24 جون

اذکروا موتاکم بالخیر

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت

9/11 کے سانحے کے ذمہ دارانہ جانے کون لوگ تھے؟ اس کی منصوبہ بندی کس نے کی؟ اسے عملی جامہ کس نے پہنایا؟ ان سوالات کے جوابات کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ امریکہ کا موقف قابل اعتماد ہی نہیں ہے۔ اس میں اتنے جھول ہیں کہ معاملہ الجھتا ہوا زیادہ اور سلجھتا ہوا کم دکھائی دیتا ہے۔ لیکن جو چیز بڑی واضح ہے وہ یہ کہ اس کے ردعمل میں لاکھوں بے گناہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے، کبھی افغانستان کی وادیوں اور سنگلاخ چٹانوں میں تو کبھی عراق کے شہروں اور ریگزاروں میں، کبھی پاکستان کے سلسلۂ کوہ میں تو کبھی ، کے جیتے جاگتے، ہنستے بستے شہروں میں، عمل اور ردعمل کے لامتناہی سلسلے نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے تین ہزار ہلاک شدگان کے انتقام میں لاکھوں افراد کا خون بہا دیا ہے۔ یوں تو بش کی شروع کردہ صلیبی جنگ نے پوری دنیا کو جہنم کدہ بنا ڈالا ہے لیکن افغانستان اور عراق کے بعد اس کا تیسرا بڑا نشانہ پاکستان بن چکا ہے۔

بش کے مجنونانہ فیصلے کے بعد ہمارے ''قومی مجرم'' کے یوٹرن نے پاکستان کے امن و سکون کو غارت کر ڈالا۔ خودکش حملوں کی فصل نہ صرف اس ''قومی مجرم'' کے اقدامات کے باعث بودی گئی بلکہ اس کی کاشت و پرداخت کا عمل مختلف سطحوں پر مختلف عناصر کی طرف سے جاری رہا۔ یہ عناصر اندرونی بھی تھے اور بیرونی بھی۔ ان میں سے کچھ انتقام کی آگ میں سلگ رہے تھے تو کچھ پاکستان دشمنوں کے ایجنڈے کی تکمیل کر رہے تھے۔ اس ایجنڈے کے ہی ایک حصہ کے طور پر ملک کی معتبر دینی قیادت کو نشانہ بنایا گیا۔ مختلف مکاتب فکر کے کئی ایک انتہائی سنجیدہ، پروقار اور اتحاد ملت کے داعی علمائے کرام کو ٹارگٹ کلنگ یا خودکش دھماکوں کے ذریعے صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ علمائے کرام جو خالص علمی و تعلیمی سرگرمیوں اور فروغ قرآن و اسلام تک ہی اپنے آپ کو محدود کئے ہوئے تھے اور ان کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا، انہیں بھی برداشت نہیں کیا گیا۔ چونکہ ان عناصر کی اصل دشمنی اسلام اور اس کے حقیقی نمائندوں سے تھی اس لئے انہیں راستے سے ہٹانے کے لئے دہشت گردی کا ہر حربہ اختیار کیا گیا۔ اس

دہشت گردی کا تازہ ترین شکار جناب ڈاکٹر سرفراز نعیمی مرحوم ہیں۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت بطور شہادت ایک اعزاز ہونے کے باوجود پاکستان کے لئے اندوہناک سانحے سے کم نہیں۔ وہ پاکستان دشمن عناصر، جن کی نشان دہی ڈاکٹر سرفراز نعیمی علیہ الرحمہ تسلسل کے ساتھ کررہے تھے، نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ایک معتدل مزاج سادہ منش عالم سے اہل پاکستان کو محروم کردیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب شہید بلاشبہ ہر مکتب فکر کے علماء کے ہاں قابل احترام اور لائق تکریم تھے۔ وہ سبھی کی عزت کرتے اور خود بھی عزت واحترام کا وافر حصہ وصول کرتے تھے۔ راقم الحروف کی ان سے کچھ تفصیلی اور چند ایک سرسری ملاقاتیں رہیں۔ ان ملاقاتوں میں جہاں ان کی فکر سے آگہی حاصل ہوئی وہیں ان کی شخصیت کی دل آویزی بھی دل میں گھر کرتی چلی گئی۔ اباجان مولانا عبدالرحیم اشرف علیہ الرحمہ اور ان کے والد گرامی مولانا مفتی محمد حسین نعیمی مرحوم ومغفور کے درمیان بھی نہ صرف احترام کا رشتہ و تعلق موجود تھا بلکہ اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد میں ان کی راہ عمل بھی مشترک رہی۔ مختلف تحریکوں کے دوران مشاورت سے عمل تک، ان کے روابط بے حد مستحکم رہے۔ چونکہ مولانا عبدالرحیم اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے وحدت اُمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنارکھا تھا، اس لئے وہ ہر آن اس کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ ان کے سبھی مکاتب فکر کے جید علماء سے نہ صرف رابطے تھے بلکہ ذاتی تعلقات بھی۔ بریلوی مکتب فکر میں سے مولانا مفتی محمد حسین نعیمی سے ان کا رابطہ رہا اور کئی ایک اجلاسوں میں مشترکہ شرکت کے علاوہ ذاتی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی برقرار رہا۔

دونوں مرحوم بزرگوں کے اسی تعلق کے ناطے جناب ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید سے راقم الحروف کا رابطہ رہا۔ جب کبھی ان سے ملاقات ہوئی، بزرگوں کے باہمی تعلقات کی جھلک اس میں نظر آئی۔ اسلام آباد میں دینی مدارس کے نصاب تعلیم کے حوالے سے ایک مفصل میٹنگ کئی سال پیشتر ہوئی۔ میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی نمائندگی کررہا تھا جبکہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید تنظیم المدارس کی۔ اس میٹنگ میں دینی مدارس کے نصاب کے حوالے سے مختلف مسالک کے بورڈوں کے ذمہ دار حضرات کی آراء جاننے کا موقعہ ملا، وہیں یہ تلخ حقیقت بھی سامنے آئی کہ کچھ حضرات ذاتی موقف کو بعض خدشات کی بنا پر میٹنگ میں وضاحت سے پیش کرنے سے ہچکچا رہے تھے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی مرحوم چونکہ دینی تعلیم کے ساتھ جدید تعلیم سے بھی آراستہ تھے۔ پھر ان پر ازہر یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی کی چھاپ بھی موجود تھی اس لئے ان کی آراء میں توازن بھی تھا اور وہ جدید تقاضوں سے بھی باخبر تھے۔ میں چونکہ خود اس ادارے۔۔۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ۔۔۔ کا فارغ تھا جس کا تاسیسی ہدف ہی وحدت امت کے ساتھ الجمع بین القدیم الصالح والجدید النافع (قدیم صالح اور جدید نافع علوم کا اجتماع) اور

تدریس اللغة العربية كلغة حية (عربی کو زندہ زبان کی حیثیت سے تدریس) تھا' مزید برآں مجھے کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر بھی جدید تعلیم کے حصول کا موقع مل چکا تھا' اس لئے بدیہی طور پر ہم دونوں کے خیالات میں خاصی ہم آہنگی تھی۔

وحدت امت کے حوالے سے جناب ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کے فکر وعمل میں اجلا پن بھی موجود تھا اور نکھار بھی' اس لئے انہیں ہر ایک نے احترام کی نظر سے دیکھا۔ اور آج جب کہ وہ ہم سے جدا کر دیئے گئے ہیں' ان کی اسی فکر کی ستائش کی جارہی ہے' انہیں لائق تکریم گردانا جا رہا ہے اور ان کی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا جارہا ہے۔ جس کے وہ بجا طور پر مستحق ہیں۔

میں نے چند مرتبہ ان سے استدعا کی کہ وہ اپنے اور میرے والد (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے باہمی روابط تعلقات اور مشترکہ جدوجہد کے حوالے سے اپنی یادیں قلم بند کر کے مجھے بھجوا دیں تاکہ میں ابا جان مولانا عبدالرحیم اشرف علیہ الرحمۃ والغفران کے' حوالے سے زیر ترتیب المنبر کی خصوصی ضخیم اشاعت میں شامل کر سکوں۔ لیکن وہ تو خود ہی ان بزرگوں کے پاس جا پہنچے۔

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله وادخله فسيح جناتك يا ارحم الراحمين

عقیدہ۔ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایان اہل سنت ہیں جو ان سے محبت نہ رکھے مردود وملعون خارجی ہے۔

عقیدہ۔ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ وام المومنین عائشہ صدیقہ وحضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قطعی جنتی ہیں اور انہیں اور بقیہ بنات مکرمات وازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔

عقیدہ۔ ان کی طہارت کی گواہی قرآن عظیم نے دی۔

مسئلہ۔ ولایت وہبی شے ہے نہ یہ کہ اعمال شاقہ سے آدمی خود حاصل کر لے البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔

مسئلہ۔ ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علم منکشف کر دیئے ہوں۔

(بہار شریعت)

ماہنامہ میثاق لاہور، جولائی 2009ء

بہترین انتقام: اتحاد بین المسلمین!

اگرچہ خودکش حملوں سے انسانی خون کے چھوٹتے فوارے اور ڈرون حملوں سے بستیوں کے قبرستانوں میں تبدیل ہونے جیسے اندوہناک واقعات اب ہماری روزمرہ کی زندگی کا حصہ بنتے جارہے ہیں۔ لیکن گزشتہ دنوں جامعہ نعیمیہ لاہور کے مہتمم علامہ ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز نعیمی کو ایک خودکش حملے میں شہید کردینے کے واقعہ نے مسلمانانِ پاکستان کو بری طرح رُلایا۔ کیا اور کس کا بگاڑ تھا اس درویش منش، حلیم الطبع انسان نے جو کم گو تھا، ملنسار تھا اور دوسرے کی بات اور مخالفانہ رائے کو بڑے حوصلے اور برداشت سے سنتا تھا! سادگی کے حوالے سے وہ کسی طرح بھی اکیسویں صدی کی معروف شخصیت دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ایک بہت بڑے دارالعلوم اور جامعہ کا مہتمم ہونے کے باوجود اپنی پرانی موٹر سائیکل پر لاہور کے گلی کوچوں میں گھومنا، جلسوں، سیمیناروں میں شرکت اور اعلیٰ سرکاری اور سیاسی شخصیات سے ملاقاتیں کرنا ان کا معمول تھا، اور وہ کبھی بھی اس میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ پروٹوکول کا لفظ ان کی ڈکشنری میں نہیں تھا۔ خود ہی اپنے سیکرٹری تھے۔ کسی پروگرام کے حوالے سے ان سے بات کی جاتی تو تھیلے سے ایک پھٹی پرانی بیاض برآمد کرتے، اگر اُس تاریخ اور وقت پر کوئی اور مصروفیت نہ ہوتی تو اس پر درج کرکے آپ سے وعدہ کرلیتے، وگرنہ معذرت کرلیتے۔

کس نے یہ ناحق قتل کیا اور کیوں کیا؟ ہم سمجھتے ہیں اس کے لئے ارسطو کی دانش مطلوب نہیں۔ دشمنانِ اسلام چاروں اطراف سے پاکستان پر حملہ آور ہیں۔ وہ عسکری سطح پر بھی ہم پر گولہ بارود کی بارش کررہے ہیں، بلکہ خود ہمارے ہاتھوں سے کروا رہے ہیں۔ سیاسی سطح پر وہ اُن لوگوں کو مسندِ اقتدار پر براجمان کرانے میں کامیاب ہوگئے ہیں جو پاکستان اور اسلام کے ازلی اور ابدی دشمن کے بارے میں تو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو حقیقی خطرہ قرار دے رہے ہیں۔ میڈیا خصوصاً الیکٹرونک میڈیا کی بدولت اخلاقی اور سماجی سطح پر ہمارے معاشرے میں پہلے ہی انقلاب آچکا ہے۔ اور اخلاقی اقدار اور مذہبی روایات کو دقیانوسی سوچ کا نتیجہ اور مظہر قرار دیا جانے لگا ہے۔

رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کو مکمل شکست فاش سے دوچار کرنے کے لئے

ضروری تھا کہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو ہوا دے کر فرقہ واریت کی آگ بھڑکائی جائے۔ جن افغان طالبان نے امریکہ کی ناک میں دم کیا ہوا ہے۔ وہ دیوبندی حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا دشمن نے دیوبندی بریلوی فسادات کی سکیم بنائی۔ الحمدللہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور دوسرے مسالک کے اکابرین نے اس سازش کی بو کو سونگھ لیا، لہٰذا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی سربراہی میں جو ملی مجلس شرعی کا ایک پلیٹ فارم پہلے سے ہی موجود تھا، جس میں تمام مسالک کی نمائندگی موجود تھی لیکن اس کا دائرہ کار صرف فکری و نظری سطح پر کام کرنا تھا، اس کے دائرہ کار کو وسیع کیا گیا۔ امریکی مداخلت کو ختم کیا جائے اور شریعت محمدی ﷺ پورے ملک میں بلا امتیاز نافذ کی جائے۔ یہ دو نکاتی ایجنڈا طے ہوا۔ ملک بھر میں ایسی کانفرنسیں منعقد کی گئیں جن میں اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی اور اہل تشیع نے مشترکہ طور پر شرکت کی۔ اگرچہ بعض نام نہاد علماء پڑھی پڑھائی اور سیکھی سکھائی بولی بول رہے تھے لیکن انہیں عوام میں پذیرائی حاصل نہیں ہو رہی تھی۔ ہماری پختہ اور سوچی سمجھی رائے ہے کہ انہیں قوت فراہم کرنے کے لئے اور جذبات کو بھڑکا کر عقل پر حاوی کرنے کے لئے یہ خون ناحق کیا گیا۔ لیکن الحمدللہ، ثم الحمدللہ، ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی طرح ان کے صاحبزادے راغب نعیمی بھی دشمن کی اس سازش کو بھانپ گئے اور انہوں نے بہت جلد کارکنوں کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیا کہ وہ جلاؤ گھیراؤ یا اپنوں پر دشنام طرازی نہیں کریں گے۔ لہٰذا ایک بار پھر دشمن کی سازش ناکام ہوگئی ہے۔ لیکن ہم مسلمانانِ پاکستان سے درخواست کریں گے کہ مشتری ہوشیار باش دشمن حملہ کرنے سے نہیں چوکے گا، اگلا حملہ کسی دیوبندی یا اہلحدیث مدرسہ پر ہو سکتا ہے۔ ہماری رائے میں دشمن سے بہترین انتقام ہمارا اتحاد ہے۔ اگر دشمن ہمارے اتحاد میں دراڑیں ڈالنے میں کامیاب ہو گیا تو ہم شکست سے دوچار ہو جائیں گے۔ ہماری فتح کا راز نظری، عملی اور حقیقی اتحاد میں مضمر ہے۔ اور اتحاد بین المسلمین بہترین انتقام ہے!!

عقیدہ۔ تمام اولیائے اولین و آخرین سے اولیائے محمدیین یعنی اس امت کے اولیا افضل ہیں اور تمام اولیاء محمدیین سب سے زیادہ معرفت و قرب الٰہی میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیق اکبر کو ہے پھر فاروق اعظم پھر ذوالنورین پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ہاں مرتبہ تکمیل پر حضور ﷺ نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہیں کے دست نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ (بہار شریعت)

خودکش بمبار نے جمعہ کے بعد مہتمم اعلیٰ کے حجرے میں پہنچ کر خود کو اڑا لیا، حملہ آور کا سر اور ٹانگیں مل گئیں، صدر، وزیراعظم، وزیر اعلیٰ پنجاب کا اعلیٰ سطحی تحقیقات کا حکم، نوشہرہ کینٹ میں آرمی سپلائی ڈپو کی مسجد کو بارود کی گاڑی سے نشانہ بنایا گیا

جامعہ نعیمیہ لاہور، نوشہرہ کینٹ میں خودکش حملے، سرفراز نعیمی، مولانا خلیل سمیت 13 شہید

جامعہ نعیمیہ میں خودکش دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ آواز دور دور تک سنی گئی، قریبی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے، حملہ میں جاں بحق ہونے والے دیگر افراد مدرسہ کے طالب علم تھے، درجنوں نمازی زخمی ہو گئے، 2 مشکوک افراد گرفتار، طلباء کا پرامن احتجاجی مظاہرہ

نوشہرہ میں خودکش حملے کے بعد گرجا بھی گر گیا، قریبی مکانوں میں آگ لگ گئی، سو سے زائد نمازی زخمی، جاں بحق ہونے والوں میں فوجی جوان بھی شامل ہیں، ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ، تحریک طالبان پاکستان نے حملوں کی ذمہ داری قبول کر لی، کارروائیاں جاری رکھنے کا اعلان

مفتی سرفراز نعیمی نماز جمعہ کے بعد اپنے دفتر میں بیٹھے تھے، حملہ آور نے اندر داخل ہو کر خود کو دھماکے سے اڑا دیا، حجرے میں بیٹھے 5 افراد بھی شہید

ڈاکٹر سرفراز نعیمی منصب شہادت پر سرفراز

ڈاکٹر سرفراز نعیمی، خلیل الرحمان، حافظ عبدالرحمان، حافظ راشد، اکمل اور اسماعیل، ہسپتال جا کر دم توڑ گئے، نزدیکی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے، حملہ آور کے چیتھڑے اڑ گئے، خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی

جامعہ نعیمیہ کی جانب جانے والی تمام سڑکیں بند، حملہ آور کا سر، ٹانگیں مل گئیں، جامعہ کے کارکن دھاڑیں مارتے رہے، علاقے میں سخت خوف و ہراس، پنجاب حکومت نے 2 روزہ سوگ کا اعلان کر دیا، آج لاہور میں عام تعطیل ہوگی

لاہور: جامعہ نعیمیہ میں خودکش حملہ، سرفراز نعیمی سمیت 5 جاں بحق

نوشہرہ میں حملہ آور نے بارود کی گاڑی مسجد سے ٹکرا دی، 4 نمازی شہید، 92 زخمی

جمعہ ختم ہوتے ہی زوردار دھماکہ ہوا' ہر طرف افراتفری مچ گئی' مولانا سرفراز نعیمی کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال لیجایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے' ان کی شہادت کی خبر کے بعد وابستگان دھاڑیں مار کر روتے رہے' جذباتی کارکنوں کی پولیس کے ساتھ بھی جھڑپ

حملہ آور کی عمر تقریباً 18 سال' رنگت گندمی اور بالوں کا رنگ کالا تھا' جامعہ نعیمیہ سے 2 مشکوک افراد گرفتار' کارکنوں کی طرف سے احتجاج کا اعلان' لاہور میں سیکیورٹی مزید سخت' نوشہرہ میں دھماکہ' نماز جمعہ کے وقت ہوا' قریبی گھروں کو شدید نقصان' کئی خواتین ز

علامہ سرفراز نعیمی نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنے دفتر میں لوگوں سے ملاقات کر رہے تھے خودکش حملہ آور نے قریب پہنچ کر خود کو دھماکے سے اڑا دیا

لاہور: جامعہ نعیمیہ پر خودکش حملہ، ڈاکٹر سرفراز نعیمی سمیت 6 افراد جاں بحق

حملے میں 12 افراد شدید زخمی ہوئے' مسجد اور قریبی عمارتوں کو نقصان پہنچا' زخمیوں کو قریبی اسپتالوں میں منتقل کر دیا گیا' جامعہ نعیمیہ کے مشتعل طلبا کی ہنگامہ آرائی' پولیس اہلکاروں اور میڈیا کے نمائندوں پر تشدد

خودکش حملہ آور کا سر پولیس نے تحویل میں لے لیا' عمر 18 سے 22 سال تھی' علامہ سرفراز نعیمی نے خودکش حملوں کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا تھا' قادیانیوں کے بھی شدید مخالف تھے

حملہ آور ملاقاتی بن کر دفتر آیا، مصافحے کے بعد خود کو اڑا دیا: 4 دیگر افراد بھی جاں بحق

لاہور: جامعہ نعیمیہ میں خودکش دھماکہ مفتی سرفراز نعیمی شہید

واقعہ نماز جمعہ کے بعد پیش آیا، جاں بحق افراد میں نعیمی کے ساتھی مولانا خلیل بھی شامل، عقیدت مند دھاڑیں مار کر روتے رہے، آج 5 بجے نماز جنازہ

نوشہرہ چھاؤنی کی مسجد خودکش دھماکے سے تباہ، 7 جاں بحق 105 زخمی، تحریک طالبان نے دونوں حملوں کی ذمہ داری قبول کر لی

جامعہ نعیمیہ میں خودکش حملہ مفتی سرفراز نعیمی سمیت 6 شہید

نماز جمعہ کے بعد حملہ آور مفتی نعیمی کے دفتر داخل ہوا، سلام کرتے ہی خود کو دھماکے سے اڑا دیا، مہتمم جامعہ خلیل الرحمٰن، حافظ ارشد، اکمل، حافظ عبدالرحمٰن اور حافظ اسماعیل بھی جاں بحق

طلباء کی پولیس سے ہاتھا پائی، احتجاجی مظاہرے، بمبار کا سر مل گیا، تحقیقاتی کمیٹی تشکیل، ٹارگٹ کلنگ ہے، آئی جی پنجاب، نوشہرہ میں حملہ آور نے گاڑی مسجد سے ٹکرا دی، صدر اور وزیر اعظم کی مذمت

محترمی ومکرمی جناب ---------- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجاہد اسلام، اسیر ناموس رسالت ﷺ، شہید پاکستان

جگر گوشہ مفتی اعظم پاکستان

حضرت علامہ ڈاکٹر

محمد سرفراز نعیمی

ہلال شجاعت

ازہری علیہ رحمۃ اللہ کا

و شہدائے جامعہ نعیمیہ

حافظ عبدالرحمن نعیمی، حافظ محمد اکمل سعیدی، حافظ محمد راشد نعیمی، حافظ محمد اسماعیل سیالوی

ختم چہلم

19 جولائی 2009ء بروز اتوار 9 بجے صبح

جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

تمام شعبہ ہائے زندگی کی نمائندہ شخصیات شرکت فرمائیں گی

سوگواران: علامہ محمد راغب حسین نعیمی ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ

خاندان نعیمیہ

اساتذہ واراکین جامعہ نعیمیہ

Call:0300-4908970,042-363-6592,36293289

مفتی نعیمی کی شہادت کی خبر سنتے ہی شہری سڑکوں پر نکل آئے، مشتعل طلباء کے مظاہرے پولیس سے جھڑپیں رینجرز طلب، وزیراعظم کی مذمت

لاہور: مفتی سرفراز نعیمی خودکش حملے میں شہید
طالبان نے ذمہ داری قبول کرلی

مفتی نعیمی نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مدرسے کے معاملات کی دیکھ بھال کے سلسلے میں اپنے دفتر بیٹھے تھے کہ بارودی جیکٹ پہنے حملہ آور نے خود کو دھماکے سے اڑا دیا، جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر خلیل، حافظ عبدالرحمٰن اور حافظ راشد بھی جاں بحق

حملے میں 12 افراد زخمی ہوئے، ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ، دھماکے سے مسجد، مدرسہ اور قریبی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے، ہر طرف چیخ و پکار، گڑھی شاہو جانے والے تمام راستے بلاک [illegible] بھر میں احتجاج

سانحہ جامعہ نعیمیہ: بیت اللہ محسود، 3 ساتھیوں کے خلاف مقدمہ، ڈاکٹر سرفراز نعیمی سپرد خاک، کئی شہروں میں ہڑتال، مظاہرے، کراچی میں ہنگامے، 12 زخمی

شہید کی تدفین جامعہ نعیمیہ میں والد کے پہلو میں سرکاری اعزاز کے ساتھ ہوئی، نماز جنازہ صاحبزادہ راغب نعیمی نے پڑھائی، ہزاروں کی شرکت، شاگرد دھاڑیں مار کر روتے رہے، سکیورٹی کے سخت انتظامات، لاہور سیل رہا

کئی [illegible] تحریک [illegible] 3 مشتبہ افراد گرفتار، تحقیقاتی ٹیم نے دھماکے کی جگہ [illegible]

جامعہ نعیمیہ میں شہید حافظ اسماعیل سپرد خاک

دینہ (تحصیل رپورٹر) جامعہ نعیمیہ میں خودکش حملے میں شہید ہونے والے طالب علم محمد اسماعیل کو دینہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ حافظ محمد اسماعیل کی نماز جنازہ دن 11 بجے ادا کی گئی اور اس موقع پر پولیس کی بھاری نفری موجود تھی۔ 22 سالہ حافظ محمد اسماعیل دینہ کے نواحی علاقہ ڈھوک ہایا سلطان دانلی کے رہائشی تھے۔ حافظ محمد اسماعیل چار سال سے درس نظامی تنظیم المدارس درجہ چہارم میں زیر تعلیم تھے۔ حافظ محمد اسماعیل کی نماز جنازہ قاری محمد یوسف سیالوی نے پڑھائی جس میں ناظمین، کونسلرز، مذہبی، سماجی، کاروباری شخصیات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

ڈاکٹر نعیمی کی شہادت ملک کے خلاف سازش ہے، مذہبی وسیاسی رہنما

نواز شریف ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی لاش دیکھ کر آبدیدہ، حمزہ شہباز شریف بھی ان کے ساتھ تھے

گورنر، شجاعت، الطاف، منور حسن، حافظ سعید، ساجد نقوی، فضل الرحمٰن کا اظہار افسوس

لاہور (نمائندہ جنگ/خبر نگار/کرائم رپورٹر/خصوصی/ایجنسیاں/خصوصی رپورٹر/اکنامک رپورٹر) لاہور میں خودکش حملے میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم اعلیٰ ڈاکٹر سرفراز نعیمی سمیت 4 افراد کے شہید ہونے اور نوشہرہ میں سپلائی ڈپو کی جامع مسجد میں خودکش دھماکے میں 4 افراد کے جاں بحق ہونے کی مختلف مذہبی وسیاسی رہنماؤں نے شدید مذمت کی۔ (ن) لیگ کے قائد میاں نواز شریف ڈاکٹر سرفراز

صفحہ 11 بقیہ نمبر 2

ملکی سلامتی کیلئے ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے بے مثال قربانی دی

طالبان کیخلاف اس وقت فتویٰ دیا جب ملک دہشتگردی کی لپیٹ میں تھا، رسم قل پر اظہار خیال

لاہور (پ ر+نیوز رپورٹر) ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے نام نہاد طالبان کے خلاف اس وقت فتویٰ دیا جب پورا ملک انتہا پسندی اور دہشتگردی کی لپیٹ میں تھا انہوں نے پاکستان کی سلامتی کے لئے بے مثال قربانی دی۔ مرحوم کی رسم قل پر ان خیالات کا اظہار مختلف سماجی، دینی، سیاسی رہنماؤں نے کیا۔ سنی تحریک کے ثروت اعجاز نے کہا دہشتگردی کے خاتمہ اور شریعت کی غلط تشریح کے خلاف سرفراز نعیمی کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی۔ ان میں چیئرمین ٹاسک فورس ایس اے حمید نے پنجاب یونیورسٹی کے اساتذہ ڈاکٹر مغیث الدین شیخ، ڈاکٹر احسن، اختر ناز، مسلم لیگ (ن) کے حافظ اسعد عبید، عالمی رابطہ ادب کے فضل رحیم، محمود الحسن، ڈاکٹر زاہد، عبدالمجید سیفی، پیر یوسف اعوان شامل ہیں۔

علامہ سرفراز نعیمی کی شہادت کی ذمہ دار پنجاب حکومت ہے: مونس الٰہی

سکیورٹی کا معقول انتظام نہیں کیا، جامعہ نعیمیہ میں صاحبزادوں اور جامعہ کے ... نعیمی سے تعزیت

لاہور (خصوصی رپورٹر) (ق) لیگ کے رہنما اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الٰہی کے بیٹے مونس الٰہی نے کہا ہے کہ ڈاکٹر مفتی علامہ سرفراز احمد نعیمی کی شہادت کی ذمہ دار حکومت پنجاب ہے جو ان کی سکیورٹی کا معقول انتظام نہیں کر سکی۔ جامعہ نعیمیہ میں ڈاکٹر راغب نعیمی سے ان کے والد کی شہادت پر تعزیت کے بعد صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومت ناکام ہو گئی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب تو اپنے گھر سے باہر ہی نہیں نکلتے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت اور خاندان کو علامہ نعیمی کی شہادت پر گہرا دکھ ہے۔ اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین احمد، چودھری منیر احمد اور طاہر ضیا بھی موجود تھے۔

قاضی، رانا اقبال، راجہ ریاض، شریف خاندان کی جامعہ نعیمیہ آمد، مفتی نعیمی کی شہادت پر تعزیت

سرفراز نعیمی بہیمانہ ... تھے: قائم مقام گورنر، نواز شریف کی والدہ، شہباز شریف کی اہلیہ نے نعیمی خاندان کی خواتین کو دلاسہ دیا

نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد مفتی سرفراز نعیمی اپنے دفتر میں موجود تھے، بمبار کمرے میں داخل ہوا اور مصافحہ کرتے ہی خود کو اڑا دیا

جامعہ نعیمیہ اور نوشہرہ مسجد پر خودکش حملے، سرفراز نعیمی سمیت 13 شہید

■ جامعہ نعیمیہ کے مہتمم حملے میں زخمی ہوئے اور ہسپتال میں خالق حقیقی سے جا ملے، صحافی عبدالرحمن بھی جاں بحق، طالبان نے ذمہ داری قبول کر لی

■ بمبار نے بارودی گاڑی مسجد سے ٹکرا دی، 3 اہلکار بھی شہید، 2 مشکوک گرفتار، ڈاکٹر سرفراز کی شہادت ناقابل تلافی نقصان، صدر، وزیراعظم کی مذمت

لاہور/نوشہرہ/اسلام آباد: لاہور اور نوشہرہ میں نماز جمعہ کے دوران مساجد میں خودکش حملوں میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی سمیت 13 نمازی شہید اور 110 افراد زخمی ہو گئے۔ گڑھی شاہو لاہور میں واقع قدیم مدرسے جامعہ نعیمیہ کے مہتمم مفتی سرفراز نعیمی نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنے دفتر میں ساتھیوں اور طلباء سے ملاقات کر رہے تھے کہ حملہ آور نے پہلے کھڑکی سے جھانکا، ڈاکٹر سرفراز کی موجودگی کا یقین ہونے پر گلی میں موجود دروازے سے اندر داخل ہو گیا، سلام کے بعد مصافحہ کیلئے ہاتھ آگے بڑھاتے ہی خود کو دھماکے سے اڑا دیا، دھماکے سے مسجد کے شیشے، کھڑکیاں اور دروازے ٹوٹ گئے، قریبی گھروں کو بھی شدید نقصان پہنچا۔

اس وقت علامہ سرفراز نعیمی سمیت 7 افراد موجود تھے۔ مفتی سرفراز نعیمی کو شدید زخمی حالت میں گھرکی ہسپتال لے جایا گیا جہاں وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ مقامی صحافی عبدالرحمن، حافظ راشد، اسماعیل اور محمد اکمل بھی حملے میں شہید ہو گئے۔ 10 سے زائد زخمیوں کو میو اور سروسز ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا جہاں 3 افراد کی حالت انتہائی تشویشناک ہے۔ پولیس نے موقع پر موبائل سے ویڈیو بنانے والے محمد نگر کے رہائشی نوجوان کو حراست میں لینے کے بعد چھوڑ دیا جبکہ 2 مشکوک افراد جو اپنی شناخت پیش نہ کر سکے کو حراست میں لے لیا۔ ذرائع کے مطابق دونوں مذہبی تنظیم کی ایمبولینس پر آئے، ان سے پولیس نے شناختی کارڈ طلب کئے جو وہ فراہم نہ کر سکے، پولیس نے ان کے دفتر کے نمبر پر رابطہ کیا لیکن کسی نے فون نہ سنا۔ حملہ آور کی عمر 16، 17 برس تھی۔ 4 کلو کے قریب دھماکہ خیز مواد استعمال کیا گیا۔ حملہ آور کا سر اور ٹانگیں پولیس نے قبضہ میں لے لیں۔ بم ڈسپوزل کے انچارج محمد اسلم نے بتایا حملہ آور کی جیکٹ 2 حصوں پر مشتمل تھی جو مقامی طور پر تیار کی گئی۔ حملہ آور کا چہرہ قابل شناخت ہے۔ آئی جی پنجاب نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت کو ٹارگٹ کلنگ قرار دیا۔

دوسری جانب نوشہرہ کینٹ میں آرمی سپلائی ڈپو کی مسجد پر خودکش حملے میں سکیورٹی اہلکاروں سمیت 8 نمازی شہید اور 100 سے زائد زخمی ہو گئے۔ نماز جمعہ کے دوران خودکش حملہ آور نے بارود سے بھری گاڑی مسجد سے ٹکرا دی، دھماکے سے عمارت منہدم ہو گئی۔ جاں بحق اور زخمی ہونے والوں کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ سکیورٹی اہلکاروں نے علاقے کا گھیراؤ کر لیا۔ پولیس کے مطابق حملہ آور ایمبولینس نما پک اپ میں سوار تھا۔ ڈی پی او کا کہنا ہے حملے میں 120 کلو بارود اور 40 مارٹر شیل استعمال کئے گئے۔ کالعدم تحریک طالبان نے جامعہ نعیمیہ سمیت حالیہ خودکش حملوں کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اور نجی ایجنسی کے امیر سید خان نے صحافیوں کو ٹیلی فون کر کے بتایا خودکش حملے سوات آپریشن کا ردعمل ہیں۔ صدر آصف زرداری اور وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے لاہور اور نوشہرہ کی مساجد میں دھماکوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے واقعات کی فوری تحقیقات کا حکم دے دیا۔ انہوں نے مفتی سرفراز نعیمی کی شہادت کو ملک کیلئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ وزیر داخلہ رحمان ملک، گورنر عشرت العباد، گورنر اویس غنی اور وزرائے اعلیٰ شہباز شریف، حیدر ہوتی، قائم علی شاہ اور اسلم رئیسانی نے خودکش حملوں کی مذمت اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر انتہائی افسوس کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے رات گئے جامعہ نعیمیہ کا دورہ کیا اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے صاحبزادے راغب نعیمی سے خودکش حملے میں ہونے والی شہادتوں پر اظہار تعزیت کیا۔ (کرائم رپورٹر/نمائندہ خصوصی/خصوصی نامہ نگار/ایجنسیاں)

سرفراز نعیمی امن کے داعی تھے، بھائی چارے کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا: شہباز شریف

شہادت ملت اسلامیہ کیلئے بہت بڑا نقصان ہے، پوری قوم کو طلبا و دہشت گردی کا مقابلہ کرنا ہوگا، جامعہ نعیمیہ میں علما سے ملاقات

آج لاہور میں تعطیل، مفتی نعیمی کو سرکاری اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا جائے گا

ملک بھر میں مظاہرے، سوگ کا اعلان

طلبا کا پولیس اہلکاروں پر تشدد، پنجاب اسمبلی کے سامنے مظاہرین کا دھرنا، کراچی میں ہنگامے، فائرنگ سے ایک ہلاک

لاہور، اسلام آباد، کراچی (خصوصی رپورٹر، سٹاف رپورٹر، کامرس رپورٹر، نمائندگان وقت، ایجنسیاں) ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے، حکومت پنجاب نے سرفراز نعیمی کی شہادت پر سوگ کا اعلان کرتے ہوئے آج لاہور میں عام تعطیل کا اعلان کر دیا ہے، حکومتی ترجمان نے وضاحت کی ہے کہ لاہور میں مقامی تعطیل کے باوجود تمام امتحانات معمول کے مطابق ہوں گے، صوبائی وزیر قانون کے مطابق ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو آج سرکاری اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا جائے گا۔ جماعت اہلسنت پاکستان اور اے ٹی آئی نے تین روزہ سوگ منانے (باقی صفحہ 5 نمبر 14)

دھمکیوں کے باوجود مولانا موقف پر ڈٹے رہے: اہلخانہ

لاہور (خاتون رپورٹر، کرائم رپورٹر، اے پی پی) ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے اہل خانہ کا کہنا ہے کہ مولانا نعیمی نے ہمیشہ محبت، امن، بھائی چارے اور اسلام کا پیغام دیا۔ انہوں نے صوفی محمد کے بیانات کی نفی کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسلام کی ذاتی تشریح کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ اسلام ذاتی طور پر کسی شخص کو بھی کوڑے لگانے کی اجازت نہیں دیتا جبکہ زمین پر فساد پھیلانا حرام ہے۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے بھائی کا کہنا تھا کہ شہید خودکش حملوں اور بم دھماکوں کو حرام قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک انسان کی حفاظت دوسرے انسان پر فرض ہے۔ ڈاکٹر نعیمی کو کئی دنوں سے جان سے مارنے کی دھمکیاں مل رہی تھیں لیکن وہ اپنی جان کی پروا کئے بغیر آخری وقت تک اپنے موقف پر قائم رہے کہ خودکش دھماکوں کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ دھماکے کے بعد جامعہ نعیمیہ میں طلبہ، اساتذہ اور وہاں موجود افراد سے خطاب کرتے ہوئے شہید کے بیٹے راغب نعیمی نے کہا کہ انہیں اس بات پر فخر ہے کہ ان کے والد محترم دین کی خدمت اور لوگوں میں امن کا پیغام پھیلاتے ہوئے شہید ہوئے، انکی آخری نماز بھی قضا (باقی صفحہ 5 نمبر 15)

علامہ صاحبزادہ رضائے مصطفی کی والدہ محترمہ کا وصال

ممتاز عالم دین حضرت علامہ محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ اور علامہ صاحبزادہ رضائے مصطفی نقشبندی کی والدہ محترمہ 27 جون کو انتقال کر گئیں۔ 28 جون کو دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ میں مرحومہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہزاروں علماء و مشائخ اور عوام نے شرکت کی۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت

پر مسیحان لاہور کا تعزیتی ریفرنس

لاہور (خصوصی رپورٹر) مسیحیان لاہور کا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر احاطہ ڈپٹی گوپال داس میں تعزیتی ریفرنس مسیحی رہنما ضیا کھوکھر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مارٹن جاوید مائیکل، چودھری اقبال مسیح، جاوید جولیس، صادق روشن، چودھری عالمگیر، ریاض گل، ایلڈ ظہور الٰہی، ڈاکٹر بابر، بندو خان، عاطف سہوترا نے شرکت کی۔

جمعیت علماء اسلام کے وفد کی مولانا راغب حسین نعیمی سے ملاقات اور اظہار تعزیت

لاہور (پ ر) جمعیت علماء اسلام کے ایک وفد نے جامعہ نعیمیہ میں علامہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی مرحوم کے بھائی اور صاحبزادہ مولانا راغب حسین نعیمی سے ملاقات کی اور ان سے تعزیت کی اور مرحوم کے درجات کی بلندی کی دعا کی۔ جے یو آئی کے وفد نے مولانا مفتی محمد حسین نعیمی اور ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی قبروں پر حاضری دی اور مرحومین کے درجات کی بلندی کی دعا کی۔

نعیم طاہر کی والدہ کے ایصال

ثواب کیلئے تعزیتی اجلاس کل ہوگا

لاہور (پ ر) کنزالایمان سوسائٹی کے صدر محمد نعیم طاہر رضوی کی والدہ چند روز قبل انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے سوسائٹی کا تعزیتی اجلاس 12 جولائی کو بعد نماز عصر اختر رضا لائبریری صدر بازار لاہور کینٹ میں ہوگا۔

محمد حسین محنتی کی راغب نعیمی سے تعزیت

لاہور (پ ر) امیر جماعت اسلامی کراچی محمد حسین محنتی نے مولانا راغب نعیمی سے ان کے والد ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کی شہادت پر اظہار تعزیت کیا ہے۔ اس موقع پر قاری غلام رسول سیالوی و دیگر علمائے کرام بھی موجود تھے۔

پاکستان امن تحریک کا ہنگامی اجلاس

مفتی سرفراز نعیمی کی خدمات کو سراہا گیا

کاموکے (پ ر) پاکستان امن تحریک صوبہ پنجاب کا ہنگامی اجلاس مرکزی سیکرٹری نشر و اشاعت محمد صابر جاوید انصاری سیالوی کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت محمد اکرم رضا صوبائی صدر پاکستان امن تحریک نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر مفتی مولانا سرفراز نعیمی کی خدمت اسلام اور پاکستان و جماعت اہلسنت کیلئے ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ وہ ایک عظیم انسان، سچے مسلمان تھے۔ ایسی عظیم شخصیت صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔ اجلاس میں اویس صابر، عبدالرزاق حمزہ رضا، محسن صابر، اسامہ رضا، خوش محمد گجر، شبیر احمد، حبیب رضا، ارشد انجم، عظیم سراج، شہزاد سردار نے شرکت کی۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید پر خودکش حملہ کی تحقیقات جلد مکمل کی جائیں: نعیمین ایسوسی ایشن

لاہور (پ ر) نعیمین پارلیمنٹ کا اجلاس مفتی محمد حبیب قادری کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور دیگر شہداء جن میں نعیمین ایسوسی ایشن کے مرکزی سیکرٹری جنرل بھی شامل تھے کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اور اس بات کا مطالبہ کیا گیا کہ جامعہ نعیمیہ میں ہونے والے خودکش حملہ کی تحقیقات جلد مکمل کر کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

کنزالایمان سوسائٹی کا وفد آج ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائے گا

لاہور (پ ر) کنزالایمان سوسائٹی کا وفد صدر محمد نعیم طاہر رضوی کی قیادت میں آج شام پانچ بجے مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائے گا اور فاتحہ خوانی کی جائے گی۔

ممتاز عالم دین علامہ ظفرالحق چشتی انتقال فرما گئے

مؤرخہ 26 جون 2009ء کو علامہ عبدالحق ظفر چشتی جو کہ بہت سی تنظیموں کے سرپرست، عہدیدار، شاعر، ادیب، خطیب تھے انتقال کر گئے۔ بعد نماز مغرب دربار حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی ہزاروں علماء مشائخ اور عوام نے شرکت کی۔

"دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں بیرونی ایجنسیاں افراتفری پھیلا رہی ہیں"

جماعت اہلسنت پاکستان شاہدرہ کے تعزیتی اجلاس میں سرفراز نعیمی کی شہادت پر علماء کا اظہار رنج و غم

فیروز والا (نامہ نگار) جماعت اہلسنت پاکستان شاہدرہ ایریا کے علمائے کرام کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت علامہ قاری نصیر احمد قادری منعقد ہوا۔ جس میں علاقہ بھر کے علمائے کرام مولانا محمد جمیل شرقپوری، مولانا محمد صدیق نوری، مولانا محمد عمران الحق، مولانا طارق محمود چشتی، غلام رسول نقشبندی، قاری محمد ارشد، قاری محمد نواز جیلانی اور مولانا غلام حسین نعمانی کے علاوہ دیگر ارکان نے شرکت کی۔ اجلاس میں جامعہ نعیمیہ میں خودکش دھماکے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ امت مسلمہ ایک عظیم سکالر اور دارالعلوم جامعہ نعیمیہ کے روح رواں ڈاکٹر سرفراز نعیمی سے محروم ہوگئی ہے جبکہ دیگر قیمتی جانوں کے ضیاع پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ علامہ نصیر احمد قادری نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت امت مسلمہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گرد انسانیت کے بدترین دشمن ہیں اور ان کا کوئی مذہب نہیں۔ اسلام انتہاپسندی اور دہشت گردی کے خلاف ہے بیرونی ایجنسیاں ملک میں افراتفری پھیلا رہی ہیں۔ انہوں نے شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت اور لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے۔

خودکش حملے، خودکشی ہے اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا: مفتی منیب

مفتی منیب تنظیم المدارس دینیہ کا عہدہ فوری طور پر چھوڑ دیں: سرپرست تنظیم المدارس

خودکش حملے، خودکشی ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ بات جامعہ شمسیہ فیض باغ لاہور میں شہید پاکستان ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید پر پاکستان کانفرنس میں مفتی محمد منیب الرحمن، پیر سید محمد عرفان مشہدی، حاجی محمد فضل کریم ایم این اے، پروفیسر راغب حسین نعیمی اور دیگر نے اپنے خطاب میں کہی۔ دریں اثناء تنظیم المدارس کے سرپرست علامہ سید حسین الدین شاہ نے کہا ہے کہ مفتی منیب الرحمن فوری طور پر تنظیم المدارس دینیہ کا عہدہ چھوڑ دیں یا تنظیم المدارس کے عہدے سے ہٹ جائیں ورنہ انکے خلاف کارروائی کی جائیگی۔ اس سلسلے میں تحفظ ناموس رسالت محاذ نے آج ایک ہنگامی اجلاس طلب کرلیا جسکی صدارت مفتی محمد خان قادری کرینگے۔ مفتی منیب الرحمن نے کہا کہ پہلے اس عہدے پر ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی تعینات تھے ان کی شہادت کے بعد متفقہ طور پر یہ عہدہ میں نے سنبھال لیا ہے۔ جب ڈاکٹر سرفراز نعیمی اس عہدے پر تھے تو پیر محمد افضل قادری کہاں تھے۔

"دینی اداروں پر حملے مذہبی فسادات بھڑکانے کی سازش ہیں" حافظ سعید

مذہبی جماعتیں مسلک کی حساسیت کو سمجھیں اور سازشوں کو ناکام بنائیں: خطبہ جمعہ

پروفیسر حافظ محمد سعید کا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر رنج و غم کا اظہار

لاہور (پ ر) کالعدم جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید نے کہا ہے کہ لاہور اور نوشہرہ میں دینی اداروں اور مساجد پر حملے مذہبی فسادات بھڑکانے کی سازشوں کا حصہ ہیں علماء کرام اور دینی جماعتوں کے قائدین مسلک کی حساسیت کو سمجھیں اور متحد ہو کر بیرونی قوتوں کی (بقیہ نمبر 18 صفحہ 6 پر)

ڈاکٹر سرفراز نعیمی محبت اور اخوت کا پیکر تھے: لیاقت بلوچ

لاہور (خصوصی رپورٹر) جماعت اسلامی پاکستان کے سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ اور ڈپٹی سیکرٹری جنرل فرید احمد پراچہ نے جامعہ نعیمیہ میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کے بیٹے راغب نعیمی سمیت تاجور نعیمی اور دیگر اقارب سے اظہار تعزیت کیا۔ لیاقت بلوچ نے کہا ڈاکٹر سرفراز نعیمی محبت اور اخوت کے پیکر تھے۔

اہلسنت جماعتوں نے 3 روزہ سوگ اور ملک بھر میں ہڑتال کا اعلان کر دیا

[illegible] اس سازش میں امریکہ، اسرائیل اور بھارت ملوث ہیں [illegible] حسین شاہ

لاہور (نمائندہ خصوصی) اہل سنت مکتبہ فکر نے [illegible] کرتے ہوئے تین روزہ قومی سوگ اور آج ملک بھر میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر شدید غم و غصہ کا اظہار [illegible] ہڑتال کا اعلان کیا ہے اور (بقیہ نمبر 12 صفحہ 7 پر)

گرفتار مشکوک شخص بارود سے بھری گاڑیوں کی فہرست برآمد

[illegible] ملنے والی فہرست میں [illegible] حساس اداروں نے حکومت [illegible] فراہم کی تھی

مفلوج زدہ لال پل کے رہائشی شہباز کے گھر زات گئے پولیس کا چھاپہ، اہم شواہد نہ مل سکے

لاہور (میاں رؤف سے) جامعہ نعیمیہ میں دہشت گردی کے دوران گرفتار ہونے والے مشکوک شخص سے بارود بھری گاڑیوں کی فہرست برآمد گرفتار ہونے والے شخص اپنا نام بار بار (بقیہ نمبر 13 صفحہ 7 پر)

پولیس افسروں نے خوف سے دفاتر کے باہر رکاوٹیں کھڑی کرنا شروع کر دیں

[illegible]

تمام پولیس ناکے کسی کام نہ آسکے، جدید اسلحہ سے لیس پولیس کی کارکردگی ناقص رہی

لاہور (رپورٹ پولیس ہائش) گڑھی شاہو جامعہ نعیمیہ میں خودکش حملہ آور کون تھا، کیسے داخل ہوا، پولیس کیا کرتی رہی روزانہ کی چیکنگ اور پولیس ناکے کسی کام نہ آسکے لاہور شہر حملہ آوروں کی ہٹ لسٹ پر پولیس افسران نے خوف کے مارے (بقیہ نمبر 14 صفحہ 7 پر)

اعلان

مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر خصوصی ایڈیشن "اللہ کے گھر میں خون" صفحہ 3 پر ملاحظہ فرمائیں

قاضی حسین اور میاں نواز شریف کی والدہ اظہار تعزیت کیلئے جامعہ نعیمیہ گئے

سرفراز نعیمی نے اسلام کی سربلندی کیلئے جان کا نذرانہ دیا، رانا اقبال، راجہ ریاض و دیگر

لاہور (نمائندہ جنگ) ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی مرحوم کے گھر والوں سے تعزیت کے لئے گزشتہ روز پنجاب کے قائم مقام گورنر رانا اقبال احمد خاں، قاضی حسین احمد، راجہ ریاض، میاں نواز شریف کی والدہ، عباس شریف کی فیملی، فرید پراچہ، صوبائی وزیر اشرف سوہنا، عزیز الرحمن چن، حافظ ذکریا بٹ اور متعدد تنظیموں کے افراد جامعہ نعیمیہ گئے۔ انہوں نے ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کے صاحبزادے مولانا راغب نعیمی سے ان کے والد کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اسلام اور پاکستان کی سربلندی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ دیا۔ وہ ایک عظیم انسان تھے۔ پاکستان کو متحد دیکھنا چاہتے تھے۔ اس موقع پر فاتحہ خوانی کی گئی جبکہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کی قبر پر سینکڑوں لوگوں نے فاتحہ اور قرآن خوانی کی۔

نواز شریف رائیونڈ سے سیدھے ہسپتال پہنچے سرفراز نعیمی کی نعش دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے

آمد کو خفیہ رکھا گیا، اہلکار چھتوں پر ڈیوٹیاں دیتے رہے، راستے میں روٹ بھی تبدیل کیا گیا

[illegible] ایک جید عالم اور مدبر سے محروم ہو گئے [illegible] شہباز شریف کے الگ الگ تعزیتی بیانات

لاہور میں آج ہڑتال اور سوگ، شہید مفتی کی تدفین سرکاری اعزاز کے ساتھ کرنے کا اعلان، تاجر وکلاء ہڑتال، دینی جماعتیں احتجاج کریں گی

مفتی سرفراز نعیمیؒ سمیت 6 شہید

لاہور: جامعہ نعیمیہ میں خودکش حملہ

نماز جمعہ کے بعد نوعمر حملہ آور نے مفتی نعیمی کے کمرے میں جا کر ان سے سلام کیلئے ہاتھ بڑھایا اور دھماکہ کر دیا، 6 نمازی زخمی، حملہ آور کے اعضاء بکھر گئے، مدرسہ میں چیخ و پکار، جائے وقوعہ پر 4 فٹ گہرا گڑھا پڑ گیا

حملہ میں 12 کلو بارود استعمال ہوا، صدر، وزیراعظم کا اظہار مذمت، تحقیقات کا حکم، مفتی شہید کی نماز جنازہ شام 5 بجے ناصر باغ میں ادا کی جائیگی، سانحہ کا مقدمہ درج، ٹارگٹ کلنگ ہے، چند مشکوک پکڑ لئے: آئی جی

لاہور (رپورٹنگ ٹیم، اے پی پی) قلعہ گجر سنگھ کے علاقہ میں جامعہ نعیمیہ میں خودکش بم دھماکے میں جامعہ نعیمیہ کے سربراہ ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی سمیت 6 افراد جاں بحق، ایک خودکش حملہ آور ہلاک اور 6 افراد زخمی ہو گئے۔ بتایا گیا ہے کہ قلعہ گجر سنگھ کے علاقہ [illegible] میں واقع جامعہ نعیمیہ میں نماز جمعہ کے بعد 2 بجکر 43 منٹ پر ایک خودکش حملہ آور جس کی عمر 15 سے 16 سال بتائی جاتی ہے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے کمرے میں بیرونی دروازے سے داخل ہوا اور اس نے سلام کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہی اپنے آپ کو خودکش دھماکے سے اڑا لیا۔ کمرے میں اس وقت 7 سے 8 افراد موجود تھے دھماکے کے بعد ہر طرف دھواں پھیل گیا۔ عینی شاہدین کے مطابق نماز جمعہ کے ختم ہونے کے بعد ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی اپنے گھر چلے گئے اور کچھ دیر قیام کے بعد دوبارہ مسجد میں آ کر اپنے کمرے میں بیٹھ کر اپنے قریبی دوستوں سے بات چیت کر رہے تھے کہ حملہ ہو گیا۔ ذرائع کے مطابق دھماکہ (باقی صفحہ 4 بقیہ نمبر 29)

شہید ڈاکٹر سرفراز نعیمی قومی اعزاز کیساتھ سپرد خاک، نماز جنازہ میں ہزاروں افراد کی شرکت، لوگ دھاڑیں مار کر روتے رہے

جسد خاکی ہیلی کاپٹر میں گورنمنٹ کالج لانے کے بعد ناصر باغ لیجایا گیا، نماز جنازہ کے بعد ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو جامعہ نعیمیہ میں والد کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا

سکیورٹی کے سخت انتظامات، جنازے کے بعد شرکاء کا دھرنا، نعرے بازی، دہشت گرد ڈاکٹر نعیمی کی جان کے درپے تھے، حکومت نے تحفظ فراہم نہیں کیا، پیر افضل قادری

مفتی منیب الرحمٰن کی قیادت پر تمام اہلسنت کو اعتماد ہے، سید حسین الدین

انہوں نے ہماری خواہش کے تحت اتحاد تنظیمات مدارس کے ناظم اعلیٰ کا عہدہ قبول کیا ہے

کراچی (پ ر) تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے سرپرست اعلیٰ علامہ سید حسین الدین شاہ، ناظم اعلیٰ علامہ صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی، ناظم امتحانات علامہ غلام محمد سیالوی، نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی اور تحفظ ناموس رسالت محاذ کے سربراہ مفتی محمد خان قادری نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مفتی منیب الرحمٰن کی صلاحیت، قابلیت، حق گوئی اور دیانت پر تمام اہلسنت کو اعتماد ہے، وہ اہلسنت کے متفقہ اور قابل فخر ترجمان ہیں اور انہوں نے ہماری خواہش پر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ کا عہدہ قبول کیا ہے۔ بیان میں کہا گیا کہ مدارس کے تحفظ اور موثر ترجمان کے لئے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور آج اس منصب پر ان کی شدید ضرورت ہے اس لئے تمام مسالک کے مدارس کی تنظیمات نے ان کی قیادت پر اعتماد کیا ہے انہوں نے کہا کہ بعض شرپسند عناصر نے ہماری طرف سے منسوب کر کے کچھ اخبارات میں جو بیان شائع کرایا ہے وہ جعلی ہے اور اس سے اہلسنت میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر اس میں انشاء اللہ انہیں ناکامی ہوگی۔ دریں اثناء تحفظ ناموس رسالت محاذ کے سربراہ مفتی محمد خان قادری نے اپنے وضاحتی بیان میں کہا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت کا ایسا کوئی اجلاس منعقد ہوا جس کی طرف منسوب کر کے جعلی بیان جاری کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر ملک بھر میں سوگ، مظاہرے، آج ہڑتال اور مدارس بند رکھنے کا اعلان

لاہور میں ہزاروں افراد کا احتجاج، سڑکیں بلاک، مارکیٹیں بند، کارکنوں نے پولیس اہلکاروں کو زبردستی مدرسے سے نکال دیا

لاہور (رپورٹنگ ٹیم + نیوز ایجنسیاں) ممتاز عالم دین ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر لاہور سمیت ملک بھر میں
صفحہ 11 بقیہ نمبر 35

جامعہ نعیمیہ خودکش بم دھماکے کی تحقیقات کیلئے تین رکنی انکوائری کمیٹی تشکیل

لاہور (اے پی پی) وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں جمعہ کے روز ہونے
صفحہ 11 بقیہ نمبر 34

ڈاکٹر نعیمی کی شہادت ملک وقوم کیلئے بڑا نقصان ہے، رانا ثناء اللہ

مالاکنڈ میں آپریشن نہیں ری ایکشن ہے، بشیر بلور، آج کامران خان کیساتھ میں گفتگو

اسلام آباد (ٹی وی رپورٹ) پنجاب کے وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت کو ملک وقوم کے لئے بڑا نقصان قرار دیا ہے۔ رانا ثناء اللہ جیو کے
صفحہ 11 بقیہ نمبر 1

تحریک طالبان نے لاہور اور نوشہرہ خودکش حملوں کی ذمہ داری قبول کر لی

کالعدم تحریک طالبان نے مزید کارروائیوں کی بھی دھمکی دیدی، تنظیم اس سے قبل بھی مختلف حملوں کی ذمہ داری قبول کرتی رہی ہے

علماء اپنے اتحاد کے ذریعے فرقہ وارانہ فسادات کی چال ناکام بنادیں

حکومت کے رہنے کا کوئی جواز نہیں رہا، مفتی منیب، حالات قابو سے باہر ہوگئے، مفتی رفیع

"عالم آن لائن" میں شاہ تراب الحق، مفتی نعیم اور اسلم شیخوپوری کی عامر لیاقت سے گفتگو

کراچی (ٹی وی رپورٹ) مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے ملک کے ممتاز اور جید علمائے کرام نے ممتاز عالم دین ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت کو اجتماعی نقصان قرار
صفحہ 6 بقیہ نمبر 1

شہید ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کا مشن جاری رہے گا، راغب نعیمی

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا خون رنگ لائے گا، ڈاکٹر فرید پراچہ، حافظ عاکف سعید و دیگر

لاہور (وقائع نگار خصوصی) شہید پاکستان ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا مشن جاری رہے گا۔ ان خیالات کا اظہار پروفیسر راغب نعیمی نے تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں اپنے والد ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے منعقدہ تعزیتی ریفرنس سے کیا۔ ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مسکین فیض الرحمن درانی مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن نے کہا کہ شہید پاکستان عاجزی اور انکساری کا پہاڑ تھے ان کی زندگی نسلوں کیلئے مشعل راہ ہے۔ شیخ زاہد فیاض، حافظ خان محمد قادری، خلیل الرحمٰن چشتی، خواجہ غلام قطب الدین فریدی، مفتی صفدر علی قصوری، مولانا محمد حسین آزاد اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ پریس کلب میں ملی مجلس شرعی کے زیر اہتمام ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے تعزیت ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حافظ عاکف سعید، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا سیف الدین سیف، حافظ عبدالغفار روپڑی، ڈاکٹر محمد امین، شیخ یعقوب، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا راغب نعیمی نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا خون رنگ لائے گا ہم انکے مشن کو جاری رکھیں گے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت سنگین سازش ہے، مولانا عبیداللہ

شہید اتحاد بین المسلمین کے عظیم علمبردار تھے، مولانا عبدالرحمن اشرفی و دیگر کا اظہار تعزیت

لاہور (پ ر) ملک کے معروف دینی ادارے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا محمد عبیداللہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن اشرفی، مولانا حافظ فضل الرحیم، قاری ارشد عبید، حافظ اسعد عبید، مولانا محمد اکرم کشمیری، مولانا محمد یوسف خان، حافظ زبیر حسن اور مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی نے (بقیہ نمبر20 صفحہ6 پر)

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت سنگین سانحہ ہے، امت مسلمہ عظیم سکالر سے محروم ہو گئی: مذہبی رہنما

متحد ہو کر ایسے حملوں کے تدارک کی تدابیر پر غور کرنا چاہئے، جماعت اسلامی

یہ واقعات گھناؤنی سازش ہیں، مولانا فضل الرحمن، دہشت گرد انسانیت کے دشمن ہیں، طاہر القادری

ڈاکٹر سرفراز نعیمی معتدل مذہبی سکالر تھے، ساجد میر، ابتسام الٰہی ظہیر، مولانا نیاز حسین نقوی

لاہور (نمائندہ خصوصی) تمام مکاتب فکر کے علماء کرام و مذہبی جماعتوں نے جامعہ نعیمیہ میں ہونے والی دہشت گردی کی شدید مذمت کرتے ہوئے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت کو (بقیہ نمبر3 صفحہ7 پر)

حملہ آور کی عمر 14، 15 سال تھی، نمازیوں کے ہمراہ جمعہ بھی ادا کیا، سی سی پی او

بال گھنگریالے تھے، حملہ آور کا سر اور جسم کے بعض حصے قبضے میں لے لئے

لاہور (اے پی پی) کیپٹل سٹی پولیس آفیسر لاہور ڈی آئی جی محمد پرویز راٹھور نے بتایا ہے کہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ ہونے والے خودکش حملہ میں ملوث ملزم 14، 15 سال گھنگریالے بالوں والا نوجوان ہے جس کی داڑھی مونچھ بھی نہیں آئی جمعہ کے روز (بقیہ نمبر16 صفحہ7 پر)

"سرفراز نعیمی سادگی کے ہاتھوں زندگی کی بازی ہار گئے"

لاہور (وقت نیوز) ڈاکٹر سرفراز نعیمی اپنی سادگی کے ہاتھوں زندگی کی بازی ہار گئے۔ بی بی سی کے نمائندے کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ قبل میں ایک خبر پر ان کا موقف لینے کے لئے اسی دفتر میں ان کا منتظر بیٹھا تھا جہاں انہیں شہید کیا گیا۔ دوران انتظار ان کے ایک شاگرد نے لوہے کے گلاس میں مجھے پانی پلایا اور تھوڑی دیر کے بعد میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی 70 سی سی کی پرانی موٹر سائیکل پر تشریف لا رہے ہیں، انہوں نے احتیاط سے موٹر سائیکل پارک کی اور چہرے پر مسکراہٹ سجا کر اپنے نرم ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ میں نے ایک بار پھر دفتر کے اندرونی دروازے سے جھانک کر پہلے جامعہ نعیمیہ کی اس وسیع و عریض عمارت کو دیکھا جہاں 1400 طلبہ کو تعلیم، رہائش اور کھانے پینے کی سہولت حاصل ہے اور پھر اہلسنت کی 25 جماعتوں کے اتحاد کے سربراہ، 5 ہزار مدارس کے سرپرست اعلیٰ کی جانب دیکھا ان کے مدرسے میں زیر تعلیم غریب بچوں کا جیسا حلیہ تھا بالکل ویسا ہی حلیہ ان کے مہتمم اعلیٰ مفتی سرفراز نعیمی کا بھی تھا۔ ولیوں اور صوفیوں میں پائی جانے والی سادگی صدیوں کا سفر کر کے علامہ سرفراز نعیمی میں سرایت کر چکی تھی۔ یہی وجہ ہے وہ سکیورٹی کی آڑ میں پروٹوکول کے خلاف تھے، انہیں مسلسل دھمکیاں مل رہی تھیں۔ اس کے باوجود ان کے جامعہ کے دروازے سب پر کھلے تھے حتیٰ کہ اس پر بھی کھلے تھے جو انہیں مارنے کے لئے بارود کی جیکٹ پہن کر آیا تھا۔ عینی شاہدوں نے بتایا کہ دھماکے سے پہلے حملہ آور کافی دیر تک جامعہ اور مسجد میں پھرتا رہا تھا لیکن کسی نے اسے روکا نہیں کیونکہ ایسا کرنا مفتی سرفراز نعیمی کے عقیدے کے خلاف تھا

سرفراز نعیمی کا خون رائیگاں نہیں جانے دینگے: افضل قادری

گجرات (بیورو رپورٹ) امیر عالمی تنظیم اہلسنت پیر محمد افضل قادری نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت کو بہت بڑا حادثہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پوری دنیا کے پرامن اہلسنت پر حملہ ہے۔ یہ حملہ ملک کی سلامتی کیخلاف بہت بڑی سازش ہے اس کے ذمہ دار طالبان اور وہ لوگ ہیں جو ان کی سرپرستی کرتے ہیں اور فوجی آپریشن کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی پاکستان کی سو سے زائد جامعات کے صدر تھے۔ عالمی تنظیم اہلسنت ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کا خون رائیگاں نہیں ہونے دے گی اور ملک سے دہشت گردی کا نام نشانہ مٹا کر ہی دم لے گی۔

حکومت نعیمی شہید کے قاتلوں کو بے نقاب کرے: مشائخ کونسل

کاموکے (تحصیل رپورٹر) ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کی شہادت ملک و قوم کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے، حکومت انکے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے تمام اقدامات کرے۔ ان خیالات کا اظہار مشائخ کونسل پنجاب کے رہنماؤں پیر خلیل الرحمان چشتی، پیر جمیل الرحمان چشتی، خواجہ غلام قطب الدین فریدی اور پیر عبدالمصطفیٰ چشتی نے اپنے مشترکہ بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ جامعہ نعیمیہ میں خودکش حملہ کرنے والوں کا مذہب اور ملت سے کوئی تعلق نہیں ہے، ایسے لوگ غیر ملکی قوتوں کا آلہ کار بن کر ملک میں عدم استحکام پھیلانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی محب وطن سچے مسلمان تھے جنہوں نے ہمیشہ محبت اور بھائی چارے کی بات کی، وہ اپنے کردار کے لحاظ سے مثالی انسان تھے۔ حکومت کو چاہیے کہ انکے قاتلوں کو بے نقاب کرے اور انہیں کڑی سے کڑی سزا دے ورنہ مشائخ عظام اور علماء کرام سڑکوں پر احتجاج کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔

سرفراز نعیمی کا قتل فرقہ وارانہ فسادات کرانے کی سازش ہے: علماء، متحدہ جماعتیں، مذہبی رہنما

انہوں نے اپنی زندگی دین اسلام کی اشاعت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی

ایمان کی جان ۔ کنز الایمان

"مولانا نعیمی کی شہادت فساد کرانے کی سازش ہے"

بھارت کے ملوث ہونے کا امکان رد نہیں کیا جاسکتا، منور حسن، مولانا سمیع الحق، شاہانہ فاروقی، ناصرہ جاوید، صاحبزادہ حسنات احمد و دیگر کا ردعمل

لاہور (خبر نگار، سٹاف رپورٹر، خاتون رپورٹر، خبر نگار خصوصی) مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر مذہبی او سیاسی جماعتوں کی طرف سے ردعمل کا سلسلہ جاری ہے، وزیراعلیٰ پنجاب کے سینئر سیاسی معاون محمد پرویز ملک نے کہا ہے کہ مساجد اور مدارس میں خون کی ہولی کھیلنے والے عناصر کے پیچھے کسی بیرونی طاقت کا ہاتھ ہے۔ مفتی سرفراز نعیمی کو ملک میں فرقہ وارانہ فسادات پھیلانے کیلئے شہید کیا گیا۔ عوام ملک دشمن قوتوں کی سازشوں کو ناکام بنانے کیلئے صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ مسلم لیگ (ن) لائرز فورم کے رہنما چودھری ذاکر حسین ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ مفتی سرفراز نعیمی کی ٹارگٹ کلنگ فرقہ واریت کو ہوا دینے کی مذموم سازش ہے۔ ایسی کارروائیوں میں بھارت کے ملوث ہونے کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ لاہور ہائیکورٹ بار کے سابق صدور کی جانب سے کرائے گئے الیکشن میں منتخب ہونے والی صدر: صرہ جاوید اقبال نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی نیک سیرت اور بلند پایہ عالم دین تھے۔ مسلم لیگ (ن) کی سیکرٹری اطلاعات پنجاب آسیہ روحی نے کہا کہ مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلاء کبھی پر نہیں ہو سکے گا۔ پیپلز پارٹی کی سیکرٹری اطلاعات فرخندہ ملک نے کہا کہ دہشت گردوں کی جانب سے مساجد پر حملوں کی نئی لہر سامنے آئی ہے اور علماء کرام کو خاص طور پر ٹارگٹ بنایا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ (ق) کی صوبائی صدر شاہانہ فاروقی نے کہا ہے کہ مساجد اور مدارس پر خودکش حملے پاکستان کی سلامتی و بقاء کے خلاف گھناؤنی سازش ہے۔ تحریک انصاف کی صوبائی صدر سلونی بخاری نے کہا کہ وطن عزیز کو دہشت گردوں بالخصوص را، موساد اور سی آئی اے کے ایجنٹوں پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ملک کے اہم اور حساس مقامات اور اہم شخصیات کی حفاظت کو یقینی بنایا جاسکے۔ جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن، سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ اور دیگر رہنماؤں چودھری اسلم سلیمی، حافظ محمد ادریس، امیر العظیم نے اتحاد بین المسلمین کے داعی ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر علماء و مشائخ اور دینی مدارس کے منتظمین و طلبہ کے نام اپنے پیغام میں کہا ہے کہ دشمن کی یہ کارروائی ہمارے ملک کی ملی و قومی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی گہری سازش ہے۔ اس دہشت گردی کے واقعہ میں پاکستان و اسلام دشمن ممالک بھارت امریکہ اور اس کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت مدارس دینیہ پر پاکستانی اور امریکی جہازوں کی بمباری اور ہنگو کے مولانا محمد امین شہید کی شہادت پوری پاکستانی قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ مجلس علما نظامیہ پاکستان کے رہنماؤں محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی، علامہ محمد عبدالستار سعیدی اور دیگر نے نے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے قاتل گرفتار کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے عزم ظاہر کیا ہے کہ ملک دشمنوں کے خلاف ان کا مشن جاری رہے گا۔ مسلم لیگ (ن) کے ممبر پنجاب اسمبلی رمضان صدیق بھٹی نے کہا ہے کہ سانحہ جامعہ نعیمیہ شدت پسند عناصر کا بزدلانہ اقدام ہے۔ سوات آپریشن کی حمایت اور شدت پسندی کیخلاف صدائے حق بلند کرنے والے تمام علماء و سیاستدانوں کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔ جماعت اہل سنت کے سینئر رہنما علامہ صاحبزادہ حسنات احمد مرتضیٰ، ... ضیاء الدین، علامہ مولانا علی اصغر قادری اور علامہ ... بدری نے مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت پر کہا کہ ان کی شہادت سے پیدا ہونے والا خلاء مدتوں پر نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گرد نے ملکی سالمیت داؤ پر لگا دی ہے۔ تحریک انصاف کے عہدیداروں ڈاکٹر شاہد صدیق، امین ذکی اور نوید احمد نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی ہلاکت پاکستان کے خلاف گہری سازش ہے اور امن و امان قائم کرنے کے حوالے سے حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ امیر جماعت اسلامی پنجاب ڈاکٹر سید وسیم اختر نے کہا ہے کہ حکومت اور سکیورٹی ایجنسیاں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کے سینئر نائب ناظم اعلیٰ شیخ زاہد فیاض نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کی مذہبی ملی و قومی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ تنظیم مشائخ عظام پاکستان کے امیر صوفی مسعود احمد صدیقی نے کہا کہ ملک سے دہشت گردی کے خاتمے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر لاہور سمیت ملک بھر میں ریلیاں نکالی گئیں

آپریشن بند کرنیکی باتیں کرنیوالے پالیسی پر نظر ثانی کریں، راغب نعیمی کا خطاب

لاہور (نمائندہ جنگ) ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت کے المناک سانحہ کے خلاف لاہور سمیت ملک بھر میں ناموس رسالت محاذ اور سنی اتحاد کونسل کے زیراہتمام

صفحہ 11 بقیہ نمبر 12

مذاکرات کے حامی بتائیں سرفراز نعیمی کی شہادت کا ذمہ دار کون ہے: گیلانی

دہشت گردی میں ملوث کسی ملک کا نام لینے سے نہیں ڈرتے تاہم شواہد کیساتھ بات ہوگی

اسلام آباد (آن لائن) وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ دہشت گرد ملک، قوم، اسلام اور دنیا بھر کے دشمن ہیں، ہم ان کو ختم کر کے دم لیں گے اور ملکی معیشت کو مستحکم

صفحہ 8 پر بقیہ نمبر 21

بقیہ 21 — وزیراعظم

کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ وقت دور نہیں جب پاکستان اور قوم خوشحال ہوں گے۔ بجٹ کے بعد ملتان کے صحافیوں کے ایک گروپ سے وزیراعظم چیمبر میں گفتگو کرتے ہوئے گیلانی نے کہا کہ ہم ایک جنگ دہشت گردی کے خاتمے اور دوسری متاثرین سوات کی بحالی کیلئے سوات کی بحالی کیلئے لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شرپسندوں سے مذاکرات کا مطالبہ کرنے والے بتائیں علامہ سرفراز نعیمی کی شہادت کا ذمہ دار کون ہے قوم جان چکی ہے کہ دہشت گرد کیا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب حکومت صوبے میں امن وامان قائم رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ عام نہیں بلکہ گوریلا جنگ ہے جس کے لئے ہماری فورسز کی ٹریننگ نہیں ہوئی۔ جو لڑکا گھر سے مرنے کیلئے نکلتا ہے اس کو روکنا مشکل ہوتا ہے اس سلسلے میں عوام کا تعاون چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان دہشت گردی میں ملوث بھارت یا کسی اور ملک کا نام لینے سے نہیں ڈرتی لیکن تحقیقات کے بعد شواہد کی موجودگی میں بات کریں گے۔ بہت جلد بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان میں یونیورسٹیاں بنانے کا اعلان کروں گا جبکہ فیصل آباد سے خانیوال اور ملتان سے سکھر تک موٹروے تعمیر کی جائے گی۔

کنز الایمان سوسائٹی کے صدر کی والدہ کے ایصال ثواب کیلئے تعزیتی اجلاس 12 جولائی کو ہوگا

لاہور (پ ر) کنز الایمان سوسائٹی کے صدر محمد نعیم طاہر رضوی کی والدہ محترمہ پچھلے دنوں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے سوسائٹی کا تعزیتی اجلاس مورخہ 12 جولائی بروز اتوار بعد عصر اختر رضا لائبریری صدر بازار لاہور کینٹ میں ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر راغب نعیمی کو جامعہ نعیمیہ کا نیا پرنسپل اور مفتی سرفراز نعیمی کا جانشین نامزد کر دیا گیا

لاہور (اے این این) مفتی سرفراز نعیمی شہید کے بیٹے ڈاکٹر راغب نعیمی کو جامعہ نعیمیہ کا نیا پرنسپل اور مفتی سرفراز نعیمی کا جانشین نامزد کر دیا گیا۔ اس بات کا اعلان مفتی عبدالعلیم نے سہ پہر بعد میں کیا۔

حساس ادارے نے اڑھائی گھنٹے قبل دہشتگرد کی نشاندہی کی، پولیس بے پرواہ رہی

دو بمبار پکڑے گئے تھے، خصوصی آلات نے گڑھی شاہو میں بھی ایک کی موجودگی ظاہر کی [illegible]

لاہور (نمائندہ خصوصی) جامعہ نعیمیہ میں ہونے والے خودکش حملے کے بارے میں انتہائی خوفناک انکشاف سامنے آئے ہیں۔ ایک حساس ادارے نے دھماکے سے دو اڑھائی گھنٹے قبل ہی گڑھی شاہو کے علاقے میں خودکش بمبار کی نشاندہی کر دی تھی مگر پولیس کی غیر

صفحہ 8 پر بقیہ نمبر 2

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر لاہور سمیت ملک بھر میں ہڑتال، مظاہرے، مدارس بھی بند رہے

صوبائی دارالحکومت میں مقامی تعطیل تھی، تمام تجارتی اور کاروباری مراکز بند رہے، سڑکوں پر ٹریفک بھی معمول سے کم تھی

راولپنڈی، ملتان [illegible] میں بھی ریلیاں، جلوس نکالے گئے، کراچی میں [illegible]

لاہور، کراچی (اپنے نمائندہ سے + نامہ نگاران + ایجنسیاں) جامعہ نعیمیہ کے مہتمم، ممتاز عالم دین ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی خودکش حملے میں شہادت کے خلاف لاہور سمیت ملک بھر میں سوگ منایا گیا۔ اس موقع پر ہڑتال رہی اور

صفحہ 4 بقیہ نمبر 4

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے مقدمے میں بیت اللہ محسود نامزد

ایف آئی آر میں محسود پر سانحہ کی منصوبہ بندی کرنے اور ترغیب دینے کا الزام لگایا گیا ہے

لاہور (مانیٹرنگ سیل) ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کے مقدمے میں بیت اللہ محسود کو نامزد کر دیا گیا۔ پولیس کے مطابق ایف آئی آر میں بیت اللہ محسود پر منصوبہ بندی اور ترغیب کا

صفحہ 4 بقیہ نمبر 3

قومی اسمبلی میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی کیلئے فاتحہ خوانی

اسلام آباد (مانیٹرنگ سیل) قومی اسمبلی میں بجٹ پیش کئے

صفحہ 4 بقیہ نمبر 2

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت قومی سانحہ ہے: جامعہ اشرفیہ

مہتمم مولانا عبیداللہ کی زیر صدارت تعزیتی اجلاس میں ان کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا

لاہور (خصوصی رپورٹر) جامعہ اشرفیہ میں مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر مہتمم مولانا محمد عبیداللہ کی زیر صدارت تعزیتی اجلاس ہوا جس میں شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن اشرفی، مولانا حافظ فضل الرحیم، قاری ارشد عبید، حافظ اسعد عبید، مولانا محمد یوسف خان، مولانا اکرم کشمیری، حافظ اجود عبید، حافظ زبیر حسن، حافظ خالد حسن، خواجہ ریاض احمد سکا اور مولانا مجیب الرحمن انقلابی سمیت دیگر اساتذہ کرام نے شرکت کی۔ مقررین نے کہا کہ مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت قومی سانحہ ہے۔ اجلاس میں مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی قوم کے دل میں ہمیشہ زندہ رہینگے: شجاعت، پرویز الٰہی

جرائم بڑھ گئے، حکمران وسائل پاکٹ اپوزیشن بنانے پر صرف نہ کریں: جامعہ نعیمیہ میں گفتگو

لاہور (نمائندہ خصوصی + کے پی آئی) مسلم لیگ (ق) کے صدر چودھری شجاعت حسین اور مرکزی رہنما چودھری پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی دین اور ملک کیلئے اپنی ناقابل فراموش خدمات کے باعث قوم کے دل میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ پنجاب میں جرائم 35 فیصد بڑھ گئے

صفحہ 11 بقیہ نمبر 4

بھارت، امریکہ ڈاکٹر سرفراز نعیمی کو شہید کرانے کی سازش میں ملوث ہیں، علمائے کرام اتحاد کا مظاہرہ کریں: مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کا ردعمل

والد کا مشن جاری رکھوں گا: راغب نعیمی، ڈاکٹر نعیمی باعمل مسلمان تھے: نواز شریف

اسٹیبلشمنٹ کے کچھ عناصر ڈاکٹر نعیمی کے قتل کی سازش کا حصہ ہیں: مفتی منیب الرحمن، متحد ہو کر سازشیں ناکام بنائیں: عبدالرحمن مکی

بڑی طاقتیں عراق کی طرح فرقہ وارانہ فسادات کرانا چاہتی ہیں: سمیع الحق، عبدالغفار روپڑی، منور حسن

لاہور (خبرنگار خصوصی، خصوصی رپورٹر) جامعہ نعیمیہ کے مہتمم اور ممتاز مفکر دین ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی کی جمعہ کو خودکش حملے میں شہادت پر مختلف مکاتب فکر کے علماء، مذہبی اور سیاسی رہنماؤں نے شدید

صفحہ 8 پر بقیہ نمبر 14

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی نے اسلام اور ملک کی سربلندی کیلئے جان دی

ڈاکٹر فاروق ستار اور ڈاکٹر وسیم اختر کی ڈاکٹر راغب نعیمی سے الگ الگ ملاقاتیں اور اظہار تعزیت

لاہور (نمائندہ جنگ + وقائع نگار خصوصی) ایم کیو ایم کے مرکزی رہنما اور وفاقی وزیر ڈاکٹر فاروق ستار نے جامعہ نعیمیہ جا کر ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی شہید کے صاحبزادے ڈاکٹر راغب نعیمی سے ان کے والد کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی نے اسلام اور ملک کی سربلندی کیلئے جان دی۔ کراچی میں کسی سڑک کا نام ڈاکٹر نعیمی سے منسوب کیا جائیگا اور ان کی یادگار بھی بنائی جائیگی۔ دریں اثناء امیر جماعت اسلامی پنجاب ڈاکٹر وسیم اختر نے جامعہ نعیمیہ میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے صاحبزادے راغب حسین نعیمی سے ملاقات کی اور ان سے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت پر تعزیت کا اظہار کیا۔ امیر جماعت اسلامی پنجاب ڈاکٹر وسیم اختر نے کہا کہ ڈاکٹر سرفراز کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت قومی سانحہ ہے، ملزموں کو سزا دی جائے: قومی اسمبلی کی متفقہ قرارداد

... فسادات کی سازش ناکام بنادی: بابر اعوان، ایوارڈ کا اعلان وزیر اعظم نے کیا، اسلام کیلئے خدمات کو خراج عقیدت

جماعت اہل سنت کا تین روزہ سوگ، تاجروں کا آج مکمل ہڑتال کا اعلان

جامعہ نعیمیہ خودکش ... کے خلاف احتجاج

اسلام کے دشمن چھپ کر حملہ کرتے ہیں، پرامن احتجاج کریں گے، علامہ نعیمی کا قتل ٹارگٹ کلنگ کے سلسلے کی کڑی ہے، ریاض شاہ و دیگر کی پریس کانفرنس

... کا اعلان کر دیا، ڈاکٹر سرفراز کا خلا پر نہیں ہو سکتا، مفتی منیب الرحمن، کاروباری مراکز بند رہیں گے ...

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت قومی المیہ ہے، حکومت امن و امان کی صورتحال بہتر بنائے

مذہبی و سیاسی رہنما

ملک میں امن نام کی کوئی چیز نہیں: فضل الرحمن، حکومت عوام کا تحفظ یقینی بنائے: عمران خان، انتظامیہ بے بس ہو گی: علامہ ساجد نقوی

کل پورے ملک میں سوگ منایا جائے گا: الطاف، اسلام دشمنوں کی کارروائی ہے: شاہ محمود قریشی، مساجد پر حملہ قابل افسوس ہیں: ...

سرفراز نعیمی معتدل سکالر تھے: منور حسن، طاہر القادری، پنجاب میں فسادات بھڑکانے کی کوشش کی جا رہی ہے: حافظ سعید، ساجد میر

قوم ملکی استحکام کے لئے کوشش کرے: ماروی میمن، مہناز رفیع، حکومت کو موثر حکمت عملی اپنانا ہو گی: نثار میمن، اعجاز الحق

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت قومی المیہ ہے، حکومت امن و امان کی صورتحال بہتر بنائے

مذہبی و سیاسی رہنما

ملک میں امن نام کی کوئی چیز نہیں: فضل الرحمن، حکومت عوام کا تحفظ یقینی بنائے: عمران خان، انتظامیہ بے بس ہو گی: علامہ ساجد نقوی

کل پورے ملک میں سوگ منایا جائے گا: الطاف، اسلام دشمنوں کی کارروائی ہے: شاہ محمود قریشی، مساجد پر حملہ قابل افسوس ہیں: ...

سرفراز نعیمی معتدل سکالر تھے: منور حسن، طاہر القادری، پنجاب میں فسادات بھڑکانے کی کوشش کی جا رہی ہے: حافظ سعید، ساجد میر

قوم ملکی استحکام کے لئے کوشش کرے: ماروی میمن، مہناز رفیع، حکومت کو موثر حکمت عملی اپنانا ہو گی: نثار میمن، اعجاز الحق

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی رسم قل، ہزاروں افراد کی شرکت، راغب نعیمی کی دستار بندی

کئی شہروں میں شٹر ڈاؤن، ہڑتال، مظاہرے

جامعہ نعیمیہ کے گرد سخت سکیورٹی انتظامات، والد کی پالیسی جاری رہے گی: راغب نعیمی کا شرکاء سے خطاب، مجید نظامی نے بھی اظہار تعزیت کیا

حکومت طالبان کے حمایتیوں کو گود سے اتار دے، آپریشن جاری رکھا جائے: ... الحق قادری، حامد سعید کاظمی اور دیگر کا اظہار خیال

لاہور (خصوصی رپورٹر+ نمائندگان+ ایجنسیاں) جامعہ نعیمیہ کے مہتمم اور ممتاز عالم دین ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کی گزشتہ روز رسم قل ادا کی گئی۔ لاہور سمیت کئی شہروں میں مظاہرے ہوئے اور شٹر ڈاؤن ہڑتال کی گئی۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے

صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 17

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے اہلخانہ کو ڈیڈ ہاؤس میں شہید کا آخری دیدار کرایا گیا

لاہور (لیڈی رپورٹر) جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو خودکش دھماکے میں شہید ہونیوالے ممتاز عالم دین ڈاکٹر سرفراز نعیمی کے اہلخانہ عزیز واقارب اور خاندان کی خواتین کی بڑی تعداد کو انتہائی سخت سکیورٹی میں میو ہسپتال کے ڈیڈ ہاؤس میں شہید مفتی نعیمی کے جسد خاکی کا آخر دیدار کرایا

صفحہ 8 پر بقیہ نمبر 16

سرفراز نعیمی کی شہادت: لاہور سمیت ملک بھر میں آج یوم سیاہ منایا جائیگا

سنی اتحاد کونسل کے زیر اہتمام یوم سیاہ منایا جائیگا، تمام شہروں میں احتجاج اور مذمتی قراردادیں منظور ہونگی

گوجرانوالہ میں احتجاجی ریلی نکالی جائیگی: انجمن طلباء اسلام بھی آج ملک گیر احتجاج کریگی: سلیمان چودھری

لاہور (خصوصی رپورٹر + نیوز رپورٹر) اہلسنت کی تمام جماعتوں پر مشتمل "سنی اتحاد کونسل" کے زیر اہتمام

صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 17

لاہور میں خودکش حملہ پولیس کی غفلت کے باعث ہوا، ذرائع

جامعہ نعیمیہ میں نماز جمعہ کے دوران 1 سے 3 بجے تک پولیس اہلکار تعینات کئے جاتے تھے

ڈیوٹی پر موجود دونوں اہلکار 2 بج کر 15 منٹ پر ڈیوٹی ٹائم سے قبل ہی چلے گئے تھے

سی سی پولیس چیف نے انکوائری کا حکم دیدیا، اہلکار ڈیوٹی سے قبل چلے جاتے تھے، انتظامیہ جامعہ نعیمیہ

لاہور (کرائم رپورٹر) جامعہ نعیمیہ میں خودکش حملہ میں پولیس کی ناقص سکیورٹی اور غفلت شامل ہے۔ ذرائع کے مطابق جامعہ نعیمیہ میں نماز جمعہ کے اوقات میں 1 بجے سے 3 بجے تک

(بقیہ نمبر 17 صفحہ 7 پر)

پنجاب میں علماء کرام کو سیکیورٹی فراہم کرنے کیلئے خصوصی ہدایات جاری

10 علماء کرام کو اجتماعات میں جانے سے گریز اور سرگرمیاں محدود کرنے کی ہدایت

لاہور (سٹاف رپورٹر) صوبائی محکمہ داخلہ نے آئی جی پنجاب پولیس کو خصوصی ہدایات جاری کردی ہیں ذرائع کا کہنا ہے کہ پنجاب بھر کے علماء کرام کو سیکیورٹی فراہم کرنے کے لئے

(بقیہ نمبر 18 صفحہ 7 پر)

لاہور میں اہم مقامات کی سیکیورٹی رینجرز کے حوالے کرنے پر غور

ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھی دفاتر کی سیکیورٹی فول پروف بنانے کی ہدایت

پنجاب سول سیکرٹریٹ کی سیکیورٹی سب سے پہلے رینجرز کے حوالے کئے جانے کا امکان ہے: ذرائع

لاہور (امداد حسین بھٹی) حکومت نے صوبائی دارالحکومت کے اہم مقامات

(بقیہ نمبر 11 صفحہ 6 پر)

ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت ایک بڑے امریکہ مخالف کی شہادت ہے: حمید گل

لاہور (مانیٹرنگ سیل) ڈاکٹر علامہ سرفراز نعیمی کی شہادت ایک بڑے امریکہ مخالف عالم کی شہادت ہے جو سازش ہے۔ نائن الیون ایک بہانہ تھا اصل نشانہ

مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت کی تصدیق انکے صاحبزادے مولانا راغب نعیمی نے کی

لاہور (این این آئی) مولانا سرفراز نعیمی کی شہادت کی تصدیق ان کے صاحبزادے

(بقیہ نمبر 12 صفحہ 6 پر)

مختصر تعارف

کنزالایمان سوسائٹی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ دنیائے اسلام اس عظیم شخصیت کے کارناموں سے بخوبی واقف ہے۔ خصوصاً تصنیف و تالیف میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے جہاں انہوں نے مختلف علوم وفنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتب تصنیف کیں وہاں انہوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ بنام ''کنزالایمان'' بھی کیا یہ ترجمہ ان کی دوسری تصانیف کی طرح ان کے عشق رسول ﷺ کا آئینہ دار ہے۔ ''کنزالایمان سوسائٹی'' کا قیام اس ترجمہ قرآن حکیم کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں مارچ 1983ء میں عمل میں آیا۔

اغراض ومقاصد

☆ اردو ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' کی اشاعت ومفت تقسیم۔

☆ اختر رضا لائبریری کا قیام۔

☆ اعلیٰ حضرت فری ڈسپنسری کا قیام۔

☆ گنج بخش سائنس کالج کا قیام۔

☆ اسلام کے صحیح عقائد ونظریات کی ترویج واشاعت کے لئے غیر مطبوعہ ونایاب کتب ورسائل کی معیاری اشاعت وتقسیم۔

☆ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ''قومی امام احمد رضا کانفرنس'' کا انعقاد۔

☆ اسلامی، قومی، تہواروں پر خصوصی اجتماعات کا اہتمام۔

☆ درس قرآن وحدیث کا خصوصی اہتمام کرنا۔

☆ انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے کوشاں رہنا۔

خدمات کا مختصر جائزہ:۔

1:۔ اختر رضا لائبریری:۔

19 اکتوبر 1984ء کو دہلی روڈ صدر بازار لاہور کینٹ میں ''اختر رضا لائبریری'' کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ لائبریری نبیرہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد اختر رضا خان الازہری مدظلہ العالی صدر سنی جمیعت العلماء ہند کے نام نامی سے منسوب ہے۔

لائبریری میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق ہزاروں مفید ترین کتب اور 100 سے زائد رسائل و جرائد کے علاوہ اخبارات اور علمائے کرام کی تقاریر، نعت خوانی، اور درس قرآن کے آڈیو ویڈیو کیسٹ، سی ڈی عوام کے استفادہ کے لئے بلا معاوضہ موجود ہیں۔

قرب وجوار کے تشنگان علم شام کے اوقات میں لائبریری آکر سیر ہوتے ہیں لائبریری کے قیام سے لے کر اب تک کے اخبارات رسائل وجرائد کے فائل بھی موجود ہیں۔

2:۔ قاری کلاس:۔

سوسائٹی کی جانب سے چالیس روزہ قاری کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں سولہ سال سے پینسٹھ سال کی عمر تک کے احباب ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ سینکڑوں طلباء اس کلاس کے ذریعے ناظرہ قرآن پاک پڑھ چکے ہیں۔ قاری کلاس کے طلباء کے کورس کی کتابیں اور کاپیاں، پین وغیرہ سوسائٹی کی طرف سے مفت مہیا کی جاتی ہیں اور کلاس کے اختتام پر اسناد و دیگر کتب کے علاوہ مترجم قرآن پاک کنزالایمان کے نسخے بھی تمام طلبہ میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

3:۔ مقدس اوراق کو بے حرمتی سے بچانا:۔

سوسائٹی کی جانب سے قرآن حکیم وحدیث شریف کے مقدس اوراق کو دفتر میں جمع کر کے انہیں اسلامی طریقہ سے تلف کردیا جاتا ہے۔

4:۔ معاشرہ میں غیر شرعی حرکات روکنا:۔

کنزالایمان سوسائٹی کی طرف سے اصلاح معاشرہ کے لئے مختلف مواقع پر علمی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں علمائے کرام اپنی بصیرت افروز تقاریر کے ذریعے معاشرہ میں موجود برائیوں کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سوسائٹی کی طرف سے اصلاحی پوسٹر بھی شائع کیے جاتے ہیں جن میں عوام کو غیر شرعی رسومات کو ترک کرنے کی تلقین کی جاتی ہے اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت ہزاروں کی تعداد میں پوسٹر شائع کئے جاچکے ہیں۔

☆ محکمہ اوقاف سے اپیل (درگاہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں)

☆ کیا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا یا کیا تھا کہ؟

☆ اپیل بنام اسسٹنٹ کمشنر صاحب (جشن عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ڈسکو ڈانس وغیرہ کے بارے میں)

☆ آخری چہار شنبہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

5:۔ کتب ورسائل کی اشاعت:۔

سوسائٹی کی طرف سے اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت کتب ورسائل ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

☆ لمحہ فکریہ

☆ چالیس احادیث نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

☆ وصایا قمریہ

☆ شاہ فہد کے نام مکتوب گرامی

☆ رہبر و راہنما

☆ قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کا خصوصی انٹرویو

☆ تاثیر قرآن

کئی ایک مسودے سرمایہ کی کمی کے پیش نظر اشاعت کے منتظر ہیں۔

6:۔ قومی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد:۔

سوسائٹی کے زیر اہتمام 1987ء سے الحمرا ہال لاہور میں امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ہر سال ملکی سطح پر ''قومی امام احمد رضا کانفرنس'' نہایت تزک واحتشام کے ساتھ انعقاد پذیر ہوتی ہے جس میں ملک بھر سے علماء مشائخ دانشور، شاعر، ادیب، قانون دان، اور صحافی وغیرہ امام اہل سنت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

7:۔ ماہنامہ ''کنزالایمان'' لاہور کا اجراء:۔

سوسائٹی کے زیر اہتمام مارچ 1991ء سے انگریزی اور اردو میں ماہنامہ ''کنزالایمان'' کا اجرا کیا جا چکا ہے جس کے ذریعے دین اسلام کے صحیح عقائد ونظریات کی اشاعت وترویج کا کام کیا جا رہا ہے۔

8:۔ خصوصی اجتماعات:۔

سوسائٹی کے زیر اہتمام ہر سال رمضان المبارک کے دوران جامع مسجد قاسم خان لاہور چھاؤنی میں چھٹی کے دن بعد نماز فجر درس قرآن کے اجتماعات ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں لاہور کی مختلف مساجد میں

☆ 3 رمضان المبارک کو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے یوم وصال پر

☆ 10 رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یوم وصال اور فتح مکہ کے موقع پر۔

☆ 17 رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یوم وصال اور

جنگ بدر کے موقع پر۔

21 رمضان المبارک کو خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت پر اور 26 رمضان المبارک کو جشن نزول قرآن کے موقع پر روحانی محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ روحانی محفل بعد نماز عصر ہوتی ہیں۔ اور افطاری کا بھی انتظام ہوتا ہے اس کے علاوہ 12 ربیع الاول کو ہر سال بعد نماز عصر اختر رضا لائبریری میں محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

9:۔ محفل نعت:۔

امام احمد رضا کے یوم وصال (انگریزی حساب سے) کے موقع پر 2000ء سے اکتوبر کے آخری ہفتہ کو بعد نماز مغرب اختر رضا لائبریری میں سالانہ محفل نعت کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ جس میں ملک کے نامور نعت خواں حضرات کلام اعلیٰ حضرت پیش کرتے ہیں۔ اور کسی عالم دین کا بیان بھی ہوتا ہے۔

10:۔ ماہنامہ درسِ قرآن (برائے خواتین)

کنز الایمان سوسائٹی کی طرف سے ماہانہ درس قرآن برائے خواتین کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یاد رہے یہ درس ماہ جون 2004ء سے شروع کیا گیا اور ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو سہ پہر 4 بجے ہاؤس نمبر 1455/32 محلہ عید گاہ (نزد غلام احمد پارک) صدر بازار لاہور چھاؤنی میں ہوتا ہے۔ مبلغات جامعہ سراجیہ نعیمیہ درس قرآن دیتی ہیں۔

11:۔ کنز الایمان نعت اکیڈمی کا قیام:۔

کنز الایمان سوسائٹی لاہور چھاؤنی کے زیر اہتمام ''کنز الایمان نعت اکیڈمی'' کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ سوسائٹی نے اس سلسلہ میں ممتاز نعت خواں صاحبزادہ سید آصف علی ظہوری کی خدمات حاصل کی ہیں۔ مؤرخہ 26 جولائی 2004ء کو اکیڈمی کا افتتاح ہوا۔ محمد احتشام رضوی مہمان خصوصی تھے۔ کلاس ہر اتوار کو بعد نماز مغرب دفتر کنز الایمان سوسائٹی 1422/6 دہلی روڈ صدر بازار لاہور چھاؤنی میں ہوتی ہے۔ نعت خوانی سیکھنے کے خواہش مندوں کے لئے اچھا موقع ہے۔

آئندہ عزم (انشاء اللہ عزوجل)

گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فری سائنس کالج:۔

مخدوم الاولیاء سند الواصلین حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں گنج بخش کالج کے قیام کا منصوبہ ہے۔ جہاں پر مستحق و نادار طلباء کی سرپرستی کی جائیگی اور انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے مفت تعلیمی سہولتیں فراہم کی جائیں گی تاکہ وہ معاشرہ میں اپنا مقام بنا سکیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فری ڈسپنسری:۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کی یاد میں "اعلیٰ حضرت فری ڈسپنسری" کے قیام کا منصوبہ ہے جہاں پر غریب ومتوسط طبقہ کے افراد کو علاج معالجہ کی مفت سہولتیں دستیاب ہوں گی۔

قرآن پاک کی اشاعت ومفت تقسیم:۔

دنیا کے دیگر مذاہب کی مقدس کتب کی تقسیم مفت ہوتی ہے ان کا کوئی ہدیہ نہیں لیا جاتا لیکن قرآن حکیم جو کہ دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کی الہامی کتاب ہے کو حاصل کرنے کے لئے ہدیہ دینا پڑتا ہے۔ "کنز الایمان سوسائٹی" کا سب سے اہم اور بڑا منصوبہ یہی ہے کہ قرآن پاک کو وسیع پیمانے پر شائع کر کے اس کو مفت تقسیم کیا جائے۔ اس منصوبہ پر لاکھوں روپے کی لاگت آئیگی اس لئے اس کی اشاعت کے لئے ایک علیحدہ فنڈ قائم کر دیا گیا ہے جس میں صرف اشاعت قرآن پاک کے لئے فنڈ جمع ہوگا اس کا نام "کنز الایمان فنڈ" ہے قرآن پاک اردو ترجمہ کے علاوہ دنیا کے دیگر زبانوں میں علیحدہ علیحدہ شائع کیا جائے گا۔

کنز الایمان سوسائٹی اپنے ان عظیم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہے لیکن اس گراں دور میں علوم وفنون اور قرآن کی خدمت کچھ آسان کام نہیں ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ صاحب ثروت حضرات سوسائٹی کی سرپرستی فرماتے ہوئے مقدور بھر تعاون فرمائیں تاکہ یہ منصوبہ جات پایہ تکمیل کو پہنچیں۔

ترسیل زر کا پتہ

محمد نعیم طاہر رضوی۔ بانی وصدر

کنز الایمان سوسائٹی دہلی روڈ لاہور کینٹ۔ پاکستان

پوسٹ کوڈ:۔ 54810 فون نمبرز:۔ 6680752-6681927

موبائل:۔ 0333-4284340

بذریعہ چیک ڈرافٹ بنام "کنز الایمان" کا بنوا کر بھیجیں۔

حبیب بینک لمیٹڈ لاہور کینٹ۔ برانچ اکاؤنٹ نمبر 71-5685

اختر رضا لائبریری

زیر اہتمام

کنز الایمان سوسائٹی (رجسٹرڈ) لاہور

یہاں پر ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق مفید ترین کتب نیز سو

سے زائد اخبارات اور رسائل وجرائد اور تقاریر و نعت خوانی اور دروسِ قرآن وحدیث کے

سی ڈیز، آڈیو و ویڈیو کیسٹس بلا معاوضہ دستیاب ہیں۔

نوٹ:

۱۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء سے اب تک کے اخبارات اور رسائل وجرائد محفوظ ہیں

اوقات کار

موسم گرما:	یکم اپریل تا ۳۰ ستمبر	روزانہ شام ۵ تا رات ۸ بجے
موسم سرما:	یکم اکتوبر تا ۳۱ مارچ	روزانہ شام ۴ تا رات ۷ بجے

☆اخترِ رضا لائبریری دہلی روڈ صدر لاہور کینٹ☆

فون: 6680752-6681927

موبائل: 0333-4284340

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے 153 ویں یوم ولادت کے موقع پر

عظیم الشان محفل نعت

26 جولائی 2009ء

بروز اتوار بعد نماز مغرب

بمقام اختر رضا لائبریری دہلی روڈ لاہور کینٹ

زیر صدارت

علامہ غلام حسین کلیالوی مجاہد ختم نبوت

تلاوت

قاری محمد دین صاحب

مدرس مدرسہ قاسم العلوم، صدر بازار

مہمانِ خصوصی

حضرت علامہ پروفیسر محمد سلیم قادری

خصوصی خطاب

شاہینِ فکر رضا حضرت علامہ سیّد خرم ریاض قادری رضوی

خواتین کے لئے پردہ کا اہتمام

ثناخوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حکیم فرزند علی، الحاج محبوب احمد ہمدانی، الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی

الحاج اختر حسین قریشی، صاحبزادہ سید آصف علی ظہوری، بلال لطیف غوری

الداعیان الی الخیر

محمد نعیم طاہر رضوی بانی وصدر واراکین کنز الایمان سوسائٹی

042-6680752, 0333-4284340, 0302-4056091

نوٹ: یہ محفل 14 جون کو ہونا تھی۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کی شہادت کی وجہ سے ملتوی ہوئی۔

ماہنامہ کنزالایمان

خصوصی شمارے

نمبر شمار	نام شمارہ	صفحات	تاریخ اشاعت
1	تحریک خلافت و ترک موالات نمبر	112	نومبر 1994ء
2	تحریک پاکستان نمبر	264	اگست 1995ء
3	پروفیسر ڈاکٹر آفتاب نقوی شہیدؒ نمبر	40	جنوری 1996ء
4	ختم نبوت نمبر	112	بر 1997ء
5	قائد اعظم نمبر	160	ستمبر 1998ء
6	حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نمبر	80	مئی 1999ء
7	چودھری حمایت علی شہیدؒ نمبر	112	دسمبر 1999ء
8	حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ نمبر	304	جنوری 2001ء
9	قائد ملت علامہ شاہ احمد نورانیؒ نمبر	288	فروری 2004ء
10	انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری نمبر	480	مارچ 2004ء
11	حضرت سید امیر شاہ گیلانیؒ نمبر	64	جنوری 2005ء
12	غازی محمد اسحاق شہیدؒ نمبر	64	جون 2005ء
13	تحفظ ناموسِ رسالت نمبر	520	جون 2007ء

کنزالایمان سوسائٹی
کی مطبوعات

1: لمحہ فکریہ — عبدالخالق صدیقی

2: وصایا قمریہ — خواجہ قمرالدین سیالوی

3: چالیس احادیث مبارکہ — بشیر احمد ملک

4: شاہ فہد کے نام خط — خواجہ حمیدالدین سیالوی

5: رہبر و رہنما — پروفیسر مسعود احمد

6: تاثیر قرآن — طارق محمود بٹ

7: علامہ شاہ احمد نورانی کا خصوصی انٹرویو

8: روزے کے فضائل ومسائل — محمد نعیم طاہر رضوی

9: نماز مترجم — مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

10: محمد رسول اللہ ﷺ قرآن میں — علامہ ارشد القادری

11: کنزالایمان سوسائٹی واختر رضا لائبریری

ارباب فکر ونظر اور مشاہیر کی نظر میں — محمد نعیم طاہر رضوی

12: کیا غائبانہ نماز جنازہ سنت نبوی ﷺ ہے — مفتی محمد اشرف القادری

13 حقوق والدین — امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

was the growing strength of the Jamatud Dawa, which had emerged as the biggest jehadi group. The Lal Masjid operation was probably the first step towards capturing power in Islamabad by the Deobandis. The six-month old standoff exposed the weaknesses of the Pakistani states, to say the least.

The Deobandis have been on the offensive from Khyber to Karachi since the Lal Masjid operation. However, they understand that Pakistan remains predominantly a Barelvi society and it would not be possible to take over in Pakistan without at least neutralising the Barelvi clergy. If the Deobandi jehadi forces succeeded in neutralising the Barelvi clergy, one of the biggest obstacles in the way of capturing the already fragile Pakistani state would be removed. However, they would have to fight another more ferocious and possibly longer battle with the Ahle Hadith jehadi forces before they could think of occupying Islamabad. The Ahle Hadith jehadi forces may prove to be a lot more ferocious to fight against, probably more ferocious than the Deobandis themselves. The success of Deobandis is surely not certain. However, the civil war among the sects would definitely spread.

The writer is the research fellow at the New York University, USA, and author at SHADOW WAR: The untold story of Jihad in Kashmir, Melville House, Publishing, USA.

☆ ☆ ☆ ☆

Khalil, and Azam Tariq did not oppose the regime in a violent way while the Qari Saifullah Akhtar group and Lashkar-e-Jhangvi planned suicide attacks on the military dictator. On the political front, the JUI)Fazlur Rehman(played the part of a friendly opposition. This explains why most of the terrorists who tried to assassinate General Musharraf belonged to Deobandi groups.

The jehadi groups belonging to the Jamat-e-Islami also decided to not oppose the military regime in any violent way while the parent party also played the friendly opposition as part of the MMA. The Lashkar-e-Taiba under Hafiz Saeed also decided to not oppose General Musharraf regime violently although there were occasional insignificant revolts against this policy within the organisation. As a quid pro quo for not opposing the military regime, they were supported to wage their jehad in Afghanistan and Kashmir.

However, with the passage of time, as the frustration among those who did not oppose General Musharraf violently grew, the violent jehadi factions grew stronger. The policy of not opposing the military regime did pay off and the jehadi organisations succeeded in enlarging their jehadi infrastructure. For a long time, the jehadi groups had been debating when they should wage jehad in Pakistan and turn it into an Islamist state like Afghanistan under the Taliban. Around 2006, a consensus started emerging that Pakistan was ripe to fall like a ripe fruit in the lap of jehadis although there were still disagreements. One of the reasons in these discussions

As the Saudis were matching almost dollar for every American dollar, they ensured that the Barelvis and Shia Muslims did not join the Afghan jehad, something the American understood little and cared for least. Consequently, both Shia and Barelvi Muslims are unable to fight the Deobandi jehadi onslaught.

The Afghan jehad and, later, the Kashmir jehad strengthened the Deobandi movement both in Pakistan and Afghanistan. Pakistan saw the Deobandi parties and groups such as Jamiat Ulamae Islam, Sipah-i-Sahaba Pakistan, Haraakatul Ansar, etc. in Pakistan. Afghanistan, where the Deobandi movement was almost non-existent prior to the Afghan jehad, saw the rise of the Taliban movement, a movement of Afghan students who had studied in the Pakistani Deobandi madrassas in Pakistan. The Afghan Taliban, like other Afghan Islamist groups before them, ruthlessly eliminated their enemies and restored peace.

When the military junta decided to side with the Americans in their war on terror in the wake of the 9/11 terrorist attacks, the Deobandi jehadi movement was divided on whether to support General Musharraf's tactical alliance with the West. A large section of the Deobandi movement decided to not oppose the Musharraf regime's decision to become part of the anti-terror coalition while a smaller section decided to part with the mainstream jehadi movement and take up arms against Musharraf. For example, the Deobandi groups led by Abdus Samad Sial, Maulana Fazlur Rehman

those of the mainstream Islamist parties. In 1970s, they came together under the umbrella of the Pakistan National Alliance to dislodge Prime Minister Z. A. Bhutto. In 1980s, the same Islamist forces came together to eliminate the different Shia sects and sub-sects, who were with them against the Ahmediya community and Dr. Fazlur Rehman. Interestingly, the Islamist forces flourished under military rules and seem to have lost the initiative to a considerable extent under the two democratic periods since 1950s -- from 1972 to 1977 and from 1988 to 1999. Both these democratic periods came to an end with the rise of Islamist forces, backed by the military.

Pakistan's sectarian divide has been becoming sharper with the strengthening of the Islamist forces. In 1950, the absolute majority of Pakistanis belonged to the Barelvi sect while the Shia Muslims made up nearly 10 percent of the total Muslim population with a tiny Deobandi minority and nearly non-existent Ahle Hadith. Although the Deobandi sect was fairly tiny at the birth of Pakistan, it remained at the forefront of all Islamist movements. Moreover, the Deobandi ulema gave utmost importance to building mosques and setting up madrassas. Hence, the Deobandis emerged as the most active Islamist minority at the end of the first three decades of Pakistan's independence. In 1980, when the Americans decided to wage jehad against the Soviets in Afghanistan, the Deobandi sect and the Jamat-e-Islami were the only ones who were ready to fight the Soviets.

group like their cousins in the neighbouring Afghanistan. They decided to come under the 'Pakistani Taliban' umbrella only to face the threat the western forces in Afghanistan posed to their existence in the wake of the 9/11 terrorist attacks. As the American threat recedes, they are more likely to fall apart and get at one another's throats. The likely scene in the near future is going to be a replay of what happened in Afghanistan between the fall of the Dr. Najibullah's government and the rise of the Afghan Taliban in 1996 when the infighting among the Afghan Mujahideen destroyed the entire country. The Deobandi Taliban emerged on the political map of Afghanistan only after all other extremist Mujahideen groups stood defeated as a result of infighting. The 'Pakistani Taliban' are more similar to the pre-Taliban Mujahideen conglomerate.

Pakistan's jehadi groups are exclusionary and sect-based. Most of them are more interested in eliminating the other sectarian groups than non-Muslim infidels. Since the creation of Pakistan in 1947, Islamist jehadist groups from different sects have been getting together to fight a less fortunate or more vulnerable sect, government or even individuals. In the early 1950s, all Islamist parties and groups got together against the Ahmediya community and continued their struggle through mid-1970 to get it constitutionally declared a non-Muslim community. The 1960s witnessed all of them uniting against one thinking individual, Dr. Fazlur Rehman, whose interpretation of Islam differed from

By Arif Jamal

The rampant forces of chaos

The Deobandis have been on the offensive from Khyber to Karachi. But will it be possible for them to take over in Pakistan without neutralising the Barelvi clergy?

Pakistani Taliban are knocking at the doors of Islamabad, only a few kilometers from the village of Kahuta, which symbolises country's nuclear status. Will they be able to open the doors and enter the capital of the only Muslim nuclear power? The very thought of seeing the Pakistani Taliban entering Islamabad numbs the minds of the western policy -- and opinion-makers. In the absence of any practical solutions and policies, they repeat the mantra "Pakistanı nuclear arms are in safe hands,]at least for now[" and go to sleep. Back home in Pakistan, the thought neither scares the population nor rings the alarm bells. Barring a tiny minority, no one seems to be ready to put up organised resistance to the rampaging forces of darkness. In spite of this, the Pakistani Taliban will find it hard to take over Islamabad in the face of resistance from among the other Taliban groups.

The term 'Pakistani Taliban,' coined for the convenience of the western readers, is extremely misleading. The 'Pakistani Taliban' are not a homogenous

terms of the evolution of popular sentiments against the Taliban.

There have been reports recently that the public opinion is turning against the Taliban. Originally, there was considerable ambivalence about our rulers' own approach towards these extremists. At the popular level, too, there was this muffled approval of the Taliban's professedly anti-American stance. Some religious parties were suspected to have sympathy for the Taliban's devilish morality and worldview. But all this should now begin to change in the light of the latest events.

With their astonishing expertise in recruiting and training young suicide bombers, the Taliban now seem to be themselves acquiring some suicidal tendencies. In that sense, this is a very good time for the government to not only persevere in its campaign against religious militants and draw strength from the increasing support for this cause in various sections of our society but to also initiate a process of reviewing its ruling ideas. The overall situation is certainly very complex and conspiracy theories abound. Some involvement of enemies of Pakistan, who would want to see the country destabilised, may be taken for granted. Besides, our struggle for survival is to be waged on so many different fronts.

Sunday, June 14, 2009

☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆

By Ghazi Salahuddin

The Taliban's death wish

I checked headlines on the outer pages of the newspapers. In addition to after-shocks of Tuesday's suicide attack on the leading hotel in Peshawar, there were many other intimidating developments. For a while, I thought that my column this week could entirely be a listing of these headlines.

Unfortunately, I was still unaware of what would happen during the day on Friday. The targeted killing of Dr Sarfraz Hussain Naeemi in Lahore by a suicide bomber, a teenager, would stand out as one of the more significant acts of terror committed by the Taliban. It has come in the wake of an alarming wave of suicide bombings against the backdrop of military operation in Malakand and some other areas. Also on Friday, another suicide bomber rammed his explosives-laden van into a mosque in Nowshera.

The killing of Dr Sarfraz Naeemi, a highly respected cleric who had come out forcefully against the Taliban and their resort to suicide bombing, has drawn the line between the Islamic militants, the jihadists, and the moderate religious elements who apparently command the allegiance of the majority of Pakistan's population. Hence, this brutal act should have consequences in

Paleejo while talking to the News said even a moderate religious scholar like Mufti Naeemi fell victim to terrorism. He said the wrong polices initiated by former president Zia are causing severe problems for the federation whereas the weak foreign polices of the incumbent government is also a main reason behind the prevailing crises. He said it was unfortunate that our rulers couldn't stand bravely before the US and unable to convey their stance. He said the nation has to reject fanaticism forever and the government should discourage any kind of politics done in the name of religion. To a query about operation in Malakand, he said he supports the operation but rule of law and public will is above all. Another baloch leader Senator Hasil Bizinjo stated that killing of a moderate religious leader like Mufti Naeemi and all other people in various terrorist activities is highly condemnable. He said now real effort is needed to deal with the issue of terrorism, as dialogue wouldn't yield the required results, supporting operation in Malakand, he said the whole nation has to stand united to fight militancy.

country but in reality the power didn't belong to the public representatives and situation couldn't gain normalcy unless the people's will is respected.

He said it was unfortunate that those who have put the country at stake and caused huge loss to the federation were given graceful exit in form of guard of honor and they were not held accountable.

Mengal said the sale of our own people for dollars was also shameful and the powerless governments couldn't steer the country out of crises as only an administration with a real authority could help the people out of this situation.

Sindh National Front chairman Mumtaz Bhutto while talking to the news over the tragic killing of Mufti Naeemi said it was unfortunate that highly incapable leadership was ruling the country. He said a leader like Zulfikar Ali Bhutto steered the country out of crises after 1970 but the incumbent leaders, who were not even capable of handling the affairs of a union council have assumed power. Mummtaz Bhutto said the current spate of violence prevailing in various parts of country was a clear indication of government's failure and the rulers, who could not run the country, should go home. To a question about the solution of the prevailing crises in the country, he said there must be a way of dialogue to deal with the issue of militants, adding the issue of millions of IDPs is worsening day by day and the government must pay proper attention to this problem.

Sindhi Awami Tehreek Chairman Rasllo Baksh

By Faizan Bangash

Nationalists condemn Sarfraz Naeemi's death

LAHORE: Nationalists from Sindh and Balochistan have condemned the tragic killing of renowned religious scholar Mufti Sarfraz Naeemi and a majority of them criticized the government for continuing polices of former dictators and failure to curb terrorism in the country.

Most of the leaders from the provinces of Sindh and Balochistan held the view that the continuation of polices adopted by the dictators have caused tremendous damage to federation and government should avoid repeating mistakes at this critical hour and opined that situation couldn't be controlled unless powers come to the people from establishment.

Some of the nationalist leaders also demanded the government to speed up efforts to purge the country of terrorism and extended support to the operation in Malakand and other areas. Balochistan National party Chief Akhtar Mengal while talking to the News over the tragic killing of Mufti Naeemi said it was unfortunate that it wasn't the first incident of its kind and unluckily couldn't be the last under current circumstances. He said apparently a democratically elected government rules the

their methodology of terror was unacceptable and alien to Pakistani culture. He appealed to politicians, journalists and ulėma to come out of the state of fear and be outspoken against Taliban, in the same way as Dr Naeemi did. Allama Bostan Qadri, the leader of the Confederation of Sunni Mosques, Told this correspondent that the Pakistan Army had assured the masses by finally starting a clean up operation against the terrorists who challenged the writ of the state and worried Pakistanis all over the world. Qadri said if Taliban were not stopped and defeated today, they would not hesitate to start the compaign of terror in other towns and cities of Pakistan. He said these people were working to get Pakistan declared a failed state.

Hundreds of ulema and representatives of dozens of Sunni organizations attended the conference from all parts of the UK. Through different resolutions, the participants fully supported the civilian and military government in its efforts against Taliban terrorists. They appreciated Pakistan's armed forces for bravely taking up the challenge and rendering the supreme sacrifice of the lives of hundreds of soldiers in the way of defending Pakistan. They also demanded of the government to provide security to religious scholars and mosques opposed to the Taliban's version of Islam.

Saturday, June 20, 2009

★ ★ ★ ★

terrorism and had no understanding of Islam.

Peer Munawar Hussain Jamaati said Dr Naeemi believed in the unity of Muslims and a strong Pakistan and sacrificed his life for his principles but never gave in to terror. Dr.Naeemi, he said, was aware of the threats to his life but in the best interests of Muslim ummah and pakistan he continued with his preachig.

Allama Syed Zahid Hussain Rizvi said the Sunni Ulema were fully endorsing the Fatwa against Taliban's treason because their mission was to destroy Pakistan and its ideological foundations. He said some of the religious parties today supporting Taliban historically opposed the creation of Pakistan and they needed to be exposed. He said the terrorists want Pakistan to be sucked by sectarian and political bloodshed but people should unite at this critical time.

The chair of British Muslim Forum, which represents over 500 Sunni mosques in the UK, Peer Habib-ur-Rehman, told The News that change was coming in the attitude of Pakistanis and they were now seeing Taliban as the biggest threat confronting Pakistan at the moment. He said it is sad that Taliban ware not confronted when for years they blew up shrines, killed ordinary Muslims going about their daily routine, established their writ and penalized people differing from their harsh and strange ideology.

He said the killing of Dr Naeemi should come as a wake up call to all Pakistanis and they should make a clear stand that the Taliban, their interpretation of Islam, and

as un-Islamic and anti-Pakistan.

The Ulema said that Dr Naeemi sacrificed his life to uphold the peacheful teachings of Islam and his martyrdom showed that Taliban were a rearl threat to Islam and the only nuclear Muslim nation. The Ulema said that there was little doubt that Taliban were working at the behest of the enemies of Pakistan, who wanted to break up Pakistan by destroying its culture based on harmony and coexistence and everything else that is dear to Pakistan and symbolizes Pakistan as a diverse and multicultural nation.

The founder of Ahl-e-Sunnat Jamaat Syed Abdul Qadir Jeelani said that the Pakistan Army was bound under Islam's teachings on Jihad to continue its campaign against the terrorists until they either throw down their weapons or surrender. Jeelani said that those who had taken up weapons against Pakistan's defence forces were violating the Islamic law and Pakistan's Constitution.

Jeelani said those politicians and parties urging the Army to stop operation against the militants never asked the militants to stop their anti-Pakistan activities. These politicians, he said, were silent when Taliban were blowing up schools and shrines of revered Muslim saints. Why are these supporters of Taliban silent on Taliban's terrorism but quick on condemning operation to stop their reign of terror," he questioned.

He said Taliban, in literal interpretation, means the seeker of knowledge but the Taliban fighting the Pakistan army are actually the proponents of illiteracy and

By Murtaza Ali Shah

Ulema in Britain reaffirm support for Fatwa against Taliban

Say suicide bombings un-Islamic; Fully supporting anti-Pakistan Taliban militants; pledge to continue martyred Dr Naeemi's mission

LONDON: Influential Sunni Ulema of Britain's 2 million strong Muslim communities have appealed to the Pakistan Army to continue the Operation Rah-e-Raast till the obliteration of the Taliban and their al-Qaeda supporters.

The unequivocal support for the military action against the Taliban came at a reference organised in the Central Mosque Brent to pay tribute to esteemed religious scholar Dr Sarfaraz Naeemi, who embraced martyrdom after being killed by a Taliban suicide bomber at Jamia Naeemia in Lahore, sacrificing his life to uphold the tolerant and peaceful teachings of Islam. The outspoken anti-Taliban cleric never shied from criticising the Taliban for bringing Islam into disrepute and for killing innocent Pakistani citizens and attacking the Pakistani defence institutions through their campaign of violence and intimidation. Dr Naeemi played a key role in facilitating the consensus of Sunni ulema against the Taliban's version of Islam and declared suicide bombings

undertake matriculation examinations, the current reform programme does not recognise existing practice; those appointed to design the reform programme should be familiar with Islamic education, rather than general bureaucrats; the reform committee should include senior ulema amongst its members if the reforms are to be accepted by the ulema; the state should see its engagement with madrasa education as "support" rather than "reform," since the latter approach invokes resistance; and, the funds to improve education within madrasas should come from government's general education budget, because reliance on Western donors for programme-specific funds is distrusted by the ulama.

The sad death of Dr Naeemi is intensifying calls for aggressive action against the Taliban, whoever they are. What also deserves more attention is the desirability of Islamic scholars like Dr Naeemi being given a bigger role to end the growing polarisation of the society between the religious and the secular.

The writer is a research fellow at the Oxford University. Email: mb294@hotmail.com

★ ★ ★ ★
★ ★ ★
★ ★
★

Naeemi had a very clear position that madrasas don't breed militancy; the causes of it rest elsewhere.

The sense of loss expressed at the death of Dr Naeemi thus raises the question as to why Islamic scholars like him are not engaged in a more serious way by the state to lead the reform process. If there are Islamic scholars and leaders who are capable of reasoning, which from my fieldwork I know are many, then the question is why does the state not engage with them more actively to see what support needs to be provided to the madrasas to strengthen the process of learning there. When the state starts with the term "reform," it leads to immediate resistance because the response from the majority is that why do we need to be reformed? And more importantly, another question raised is that what credentials does the reformer have to convince us that the reforms being proposed are based on the genuine understanding of the situation? The problem with Pakistan now is that since Sept 11, the state has chosen to actively make an enemy of all madrasas by asserting a language of reform, while having no understanding of the real basis of demand of madrasas and their working.

At a workshop that I held in Islamabad last year, in which Dr Naeemi also participated, some of the recommendations for leading to better engagement between state and madrasa were quite simple: The state needs to be clear about the activities of madrasas before setting out to reform them--although most madrasas require their students to study secular subjects and

Pakistani government and western policymakers. T
realise that the very office where I conducted thes
repeated interviews now rests destroyed and Dr Naeem
is no more is indeed very saddening--but, then, for th
time now, getting one sad news after another is wha
Pakistan has become all about.

It is good to see the recognition within th government and the media of Dr Naeemi's contribution However, it is also important to take Dr Naeemi's case t assess the role the government wants the Islamic scholars to play in the society. Dr Naeemi is being treated as a hero right now because he is seen to be critical o the Taliban and because he condemned suicide bombing What is not recognised is that suicide bombings in Pakistan have officially been declared illegal in a joint statement issued by all the five wafaqs. Also, that Dr Naeemi continued to have many problems with the government since Sept 11. In the negotiations with the government over the madrasa reform programmes and the registration process his frustrations were very similar to those expressed by other Islamic scholars or alims There was frustration over the reforms being led by people who have no idea of what madrasa education is There was complete lack of trust on the government and the reforms were seen as being pushed purely on behalf of the US to secularise the madrasa rather than help the ulama improve the quality of education within the madrasas. There was frustration with the way madrasas were being marginalised and accused of militancy. D

Dr Masooda Bano

Naeemi - a great loss

It was in early 2006 when I first met Dr Sarfaraz Naeemi. I had started an ambitious research project on understanding the basis of demand for madrasas in Pakistan. I wanted to cover a large number of madrasas across the five schools of thought across the provinces. Dr Naeemi being very active in the ongoing dialogue between the madrasa leadership and the government was one of the first people I approached to gain access within the madrasa system. It was in Islamabad, at a madrasa in Chak Shahzad, that I got the first appointment with him to come and explain my research. In the ten minutes' eeting he assessed the purpose of my research and agreed to help. That decision made future access within the madrasas so much easier.

I met him repeatedly at his office at Jamia Naeemi, during my two-year fieldwork. He always accommodated the interviews and would give a lot of time while at the same time very efficiently taking care of other matters demanding his urgent attention. His purpose, like other religious scholars across the five wafaqs who supported the research, was to help me develop an understanding of what to him was the real role of madrasas in Pakistan-- a role, which in his view was being misrepresented by the

Monthely

Kanz-ul-Iman

Urdu / English

Vol: 19 issue 07. July 2009

S[ecoal No Dr. Sarfraz Ahmad Naeemi

Price
Rs. 200/-

Subscripition
Monthly: Rs. 25/=
Yearly: Rs. 250/=

Contact us

Postal Address
KANZ-UL-IMAN
Dahli Road, Sadar Bazar,
Lahore Cantt, Pakistan
Postel Cod # 54810

Tel: 0092-42-6680752, 6681927
Mob: 0092-333-4284340
Fax: 0092-42-5710581
kanz_ul_iman@hotmail.com

Www.kanzuliman.org

Monthly

KANZ-UL-IMAN

English/Urdu Lahore-Pakistan

Regd. RLR No. 257

Ph: 6680752
6681927

Mob: 0333-4284340